

حُباب آگُرُک ہَت اَبرُ سوٗنت کٕکالُک !

پَھکان باگران مے نظر نَو بہار زٕ ج ر !

حُباب

مصنفہ

پیتامبرناتھ درفانی کاشمیری۔ بی۔ اے۔

حالی پبلشنگ ہاؤس دہلی



سوزخوٕانی فانٓیو! چاۂنی یِمَن کشمیر کیٚن

آگرن آرن ہشدٕے سوزِ روانی ہُندثبوت

اِنتساب

میں انتہائی محبّت و عقیدت کے ساتھ اپنے اس مجموعۂ کلام
کو فلاکت زدہ کشمیر کے شاعروں، ادیبوں، مورّخوں، صحافیوں،
مصوّروں، موسیقاروں، سنگتراشوں، معماروں، دستکاروں،
کاریگروں، محنت کشوں، اور راہِ آزادی میں شہید شدہ
مردوں اور عورتوں سے منسوب کرتا ہوں۔

فانیؔ کاشمیری

گذارشِ احوال

اپنی مادری زبان کشمیری میں "حُباب" کے زیرِ عنوان اپنا یہ مجموعۂ کلام ہدیۂ قارئین کرنے میں میرے لئے جو بات باعثِ تحریک اور وجۂ حوصلہ بن چکی ہے۔ وہ ہے اپنے وطنِ مالوف کشمیر کے ذرّہ ذرّہ سے میری والہانہ عقیدت و محبّت۔ ہاں وُہی عقیدت اور محبّت جو کہ ایک سچے محبِّ وطن میں رفتہ رفتہ جنُون کی صورت اختیار کر بیٹھتی ہے۔ گو کسی شخص کا خُود ہی اپنے حبِّ وطن کا دعویٰ کرنا خود ستائی کے مترادف ہے۔ لیکن بحالتِ جنون ایک مجنون محبِّ وطن کی زبان سے اِس قسم کی بات کا معاً نکلنا جہاں کچُھ تعجب انگیز نہیں ہے۔ وہاں ناقابلِ اعتنا بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اور خاصکر ایک ایسے جنونی محبِّ وطن کی زبان سے مذکورہ دعوےٰ غیر قدرتی معلوم نہیں ہوتا ہے۔ جس کی فطرت میں شاعری کی افتاد بھی ہو۔ کیونکہ شاعری اور جنون جہاں لازم و ملزوم ہیں۔ وہاں ایک دوسرے کے لئے باعثِ تحریک بھی ہیں۔ ایک شاعر کا ملکۂ شاعری تب تک حقیقی معنوں میں متحرک نہیں ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ اُس پر جنوں کی حالت طاری نہ ہو۔ اور جنون کی حالت بھی بجائے خود دِل کو آگ لگا دینے والی شاعری سے پیدا ہو سکتی ہے۔ پس اگر شاعر کے دِل میں آتشِ جنون کے شعلے بھڑک رہے ہوں۔ تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ وُہ جنون کی حالت میں اپنے شعلہ سامان جذبات و واردات کو دِل کی گٹھری میں باندھ کر رکھے؟

"لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے
ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی!"

شاعر کے دِل میں آگ لگتی ہے۔ تو وہ گلبار ہوتا ہے۔

"بھری ہو آگ سینے میں تو شعر گرم پیدا ہو،
کہ شاعر وُہ شجر ہے جو خزا جلتا ہے تو پھلتا ہے"

او ہو! میں تو اصل موضوع سے قدرے بھٹک گیا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک محبِّ وطن شاعر بھی ہو۔ تو کیا اُس کا حُبِّ وطن جنون میں بدل نہیں جائے گا۔ اور جنون کی حالت میں اُس کے منہ سے وہی بات سرزد نہیں ہوگی جو کہ اُس کے دِل میں چُٹکیاں لے رہی ہو؟ اگر اِس سوال کا جواب اثبات میں ہو۔ تو میرا یہ دعویٰ بھی صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ جہاں میری رگ رگ میں حُبِّ وطن کی گرمی سرایت کر گئی ہے۔ وہاں یہ اب اِلتہابِ جنون کے درجے تک جا پہنچی ہے۔ چنانچہ اِسی جنون آسا حبِّ وطن کی شِدّت میری اِس منظوم کِتاب کی وجہ تسمیہ بن گئی۔ اور اِس کا نام "حباب" ہُوا۔ یہ نام یا عنوان کہاں تک میرے جنون کی پیداوار منظومات کی اصل رُوح کا عکّاس و آئینہ دار ہے۔ اُس کا فیصلہ قارئین کرام ہی کر سکتے ہیں۔

جذبۂ حُبِّ وطن کو صحیح طور پر نبھانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایک محبِّ وطن صرف اپنے مُلک کی سرزمین اور آب و ہوا، جھیلوں، جھرنوں، ندیوں اور آبشاروں، ٹیلوں، پربتوں اور پہاڑوں، جنگلوں اور مرغزاروں، ویرانوں اور گلزاروں، پھلوں اور پھولوں اور پرندوں، حیوانوں اور انسانوں

کے ساتھ ہی اظہارِ محبت نہ کرے۔ بلکہ اُس زبان سے بھی پیار کرے۔ جو کہ اُسے مہد سے لیکر لحد تک اپنے خیالات، جذبات اور احساسات کے اظہار کے لئے اپنے آبا و اجداد سے ورثہ میں ملی ہو۔ اور یہ امر بھی کیسے مُمکن ہو سکتا ہے۔ کہ جس زبان سے آدمی بچپن ہی سے مانوس ہُوا ہو۔ اور جس کے ذریعے وُہ اپنے محسوسات اور وارداتِ قلب کا اظہار روانی اور بے تکلفی کے ساتھ کرکے اپنے دِل کا بوجھ ہلکا کر رہا ہو۔ اُسی زبان کے ساتھ وہ نفرت کرنے لگ جائے۔ یا اِسکی ترقّی سے بے رُخی اور بے اعتنائی برت لے؟ کیا اپنی مادری زبان سے نفرت کرنے والے آدمی پر اُس شخص کی مثال لاگو نہیں ہوگی۔ جو کہ خود ہی اپنی زبان کو کاٹ کر اپنے آپ کو قوتِ گویائی اور گوناگوں لذّتوں اور نعمتوں کے تلذّذ سے محروم کرے۔ یا اپنی ناک کاٹ کر اپنے چہرے کو بدنما اور کریہہ النظر بنا ڈالے۔

کسی فردِ بشر کے جذبۂ حبِّ وطن کا اظہار جس قدرتی پن اور بے ساختگی کے ساتھ اُس کی مادری زبان میں ممکن ہو سکتا ہے۔ اُسی قدرتی پن اور بے ساختگی کے ساتھ اُس جذبہ کا اظہار کسی ایسی زبان میں ممکن نہیں ہوگا۔ جس کے سانچے میں بچپن ہی سے اُس کے خیالات واحساسات ڈھل نہ گئے ہوں۔ لیکن اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ کہ دوسری زبانوں سے نفرت یا اُن کے سیکھنے میں کوتاہی کی جائے۔ کیونکہ دوسری زبانوں سے استغنا، نفرت اور مغایرت کا اظہار جذبۂ حبِّ وطن کی پختگی اور استحکامت کے نقیض اور بین الاقوامیت اور عالمگیر اخوّت کی فضا کی مسمومیت کا باعث ہوگا۔ حُبِّ وطن کا

مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ ایک مُحبِّ وطن کے دل میں صرف اپنے وطن کی محبّت گھر کر چکی ہو۔ اَور جغرافیائی حد بندیوں کے تحت اُس میں صُوبائی تعصب تنگدلانہ قومیت، نسلی منافرت اَور لِسّانی تفریق و عصبیت کے جذبات نشوو نما پا چکے ہُوں۔ بلکہ سچّی حبُّ الوطنی سے مراد ہے اپنے وطن کے ماحول اَور افراد سے محبّت اَور ساتھ ہی ساری دُنیا کے مختلف ماحولوں اَور لوگوں سے دلبستگی اَور مانوسیت۔ اَور یہی انسانیت اَور عالمگیر اخوّت کا اصلی تصوّر ہے ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ جب تک ایک آدمی کے دل میں اپنے وطن کی سچّی اور بے لوث محبّت کا جذبہ موجزن نہ ہو۔ تب تک اُسے شاید اِس بات کا احساس نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ دوسرے ملک کے لوگوں کو بھی اپنے وطن کے ساتھ گہری محبت اَور والہانہ عقیدت کا اظہار کرنے، اپنی مرضی کے تابع اپنی قسمت کو بنانے اَور آزادانہ ماحول میں سانس لینے کا حق حاصل ہے۔ اپنے وطن سے محبت اَور دوسرے مُلک یا مُلکوں سے نفرت نظریۂ فسطائیت کی تعبیر ہے۔ بہر حال حبّ وطن کے موضوع پر مزید بحث طُولِ عمل کا باعث ہو گی۔ جس کے لئے اِس تمہیدی مضمون میں گنجایش نہیں ہے۔ مدّعائے موضوع یہ ہے۔ کہ حُبِّ وطن کے اظہار کے ساتھ ساتھ اپنی مادری زبان اَور اس کے ادب کے ساتھ بھی اظہارِ مُحبّت کرنا ایک مُحبِّ وطن کا فرضِ اولیٰ ہے۔ چنانچہ اِس ضمن میں میرا ایمان ہے۔ کہ حُبِّ وطن کا اظہار مادری زبان کی شعر و شاعری میں جس روانی، بے تکلّفی اَور مؤثر طریقے سے ہو سکتا ہے۔ اُس بے ساختگی اَور اثر آفرینی کے ساتھ کسی دوسرے ذریعہ سے ممکن نہیں۔ لیکن اپنی مادری زبان کی شعر و شاعری

کو ترقی دینے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اِسے حُبِّ وطن کا ذریعۂ اظہار بنانے کی بجائے سیاسیات کی بھول بھلیوں میں اُلجھایا جائے۔ کیونکہ فنِ شاعری ایک لطیف اور شریف فن ہے۔ جو کہ اقتدار پرستانہ اور استیلائی سیاسیات کی غلاظت سے ملوّث اور ثقالت سے گرانبار ہونے کا روادار نہیں ہو سکتا ہے۔ یوں تو شعر و شاعری اور سیاسیات کو ایک دوسرے سے کلیتاً الگ کرنا قرینِ مصلحت نہیں ہے۔ کیونکہ شعر و شاعری سے دوسری باتوں کے علاوہ مختلف سیاسی نظریوں کی بھی تصریح و توضیح لطیف پیرایہ میں اور فنکارانہ ڈھنگ سے ہو سکتی ہے۔ لیکن شعر و شاعری کو محض ایک سیاسی جماعت کا آلۂ کار اور اسکے واحد نظریئے کی تبلیغ کا ذریعہ بنانا فنِ شاعری کی لطافت، شرافت اور آزادی پسندی اور آزاد رَوی کی رُوح کو کچلنے کے مترادف ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شاعر کسی خاص سیاسی جماعت یا سیاسی مکتبِ خیال سے تعلق رکھتا ہو۔ اور پھر بھی اپنی شعر و شاعری کے دامن کو مذکورہ جماعت یا مکتبِ خیال سے بچائے رکھے؟ اِس سوال کا جواب یوں ہے۔ کہ ایک شاعر کسی سیاسی جماعت سے متعلق بھی ہو سکتا ہے۔ اور غیر متعلق بھی۔ لیکن غیر متعلق ہونے کی صورت میں بھی اُس کا اپنا کوئی نہ کوئی سیاسی نظریہ ضرور ہوتا ہے۔ اور اس نظریے کی تبلیغ کا اُسے پورا پورا حق حاصل ہے۔ لیکن کسی سیاسی جماعت سے متعلق یا غیر متعلق ایک شاعر اگر اپنی شعر و شاعری کی بدولت فقط اپنے سیاسی نظریے کی نشر و اشاعت کا متمنّی ہو۔ اور اِس بات کا کاروادار نہ ہو۔ کہ کسی دوسری سیاسی جماعت سے متعلق یا غیر متعلق شاعر بھی

اپنے سیاسی نظریہ کی تبلیغ کرے۔ تو وہ شاعر اُس آزادانہ رُوح کو فنا کرتا ہے۔ جو کہ فنِ شاعری کی وجہِ حیات ہے۔ یا تو شاعر کو سیاسیات کی اُلجھنوں میں پھنسنا نہیں چاہیئے۔ یا بصورتِ دیگر اُسے کسی دوسرے شاعر کے سیاسی نظریے کو بھی سُننے اور سمجھنے کی توفیق ہونی چاہیئے۔ نہیں تو اُس کی فسطائی بالادستی اور سینہ زوری عروسِ سخن کی حسین و جمیل شکل و صورت کو مسخ کرنے کا باعث ہو گی۔

موجودہ دَور کی جاہ طلب اور اقتدار پرست سیاسی کشمکشوں اور مخصوص کی شدّت نے ایک شاعر کی شخصیت کو ایک سیاسی لیڈر کی شخصیت سے نمایاں طور متمایز کیا ہے۔ جہاں ایک سیاسی لیڈر اپنی اقتدار پرستانہ سیاست کو کارگر اور کامیاب بنانے اور اپنے سیاسی حریفوں کو پچھاڑنے کے لئے شب و روز نئے منصوبے باندھنے اور ریشہ دوانیاں کرنے میں منہمک رہتا ہے۔ وہاں ایک شاعر سیاسی کشاکشوں، مجادلوں اور سازشوں سے پیدا شدہ مسمومیت سے اپنے مُلک کی فضا کو پاک و صاف رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ”جہاں ایک سیاسی لیڈر ملک میں فتنہ و فساد کی آگ لگا دیتا ہے۔ وہاں ایک شاعر اُس آگ پر اپنی صُلح جُوئی اور امن پسندی کا جل برساتا ہے“ یعنی سیاسیات کی موجودہ رُوح فرسا نوعیت و صورت کے مدِّ نظر امن آشتی، رواداری اور بھائی چارہ کی فضا کو خوشگوار رکھنے کے لئے ایک شاعر پر جو ذمّہ داری عاید ہوتی ہے۔ وُہ ایک سیاسی لیڈر کی ذمّہ داری سے کہیں زیادہ اہم اور گراں ہے۔ پس ضروری ہے۔ کہ سارے شاعر اپنے مختلف سیاسی نظریوں اور

عقیدوں کے ہوتے ہوئے بھی متحد ہو کر ایک ایسا خوشگوار ماحول قایم کرنے
کی سعیٔ بلیغ کریں۔ جس میں سماج کے ہر فرد کو آزادی کا سانس لینا نصیب ہو
لیکن بازیگاہِ سیاست کے مداریوں کی طرح اگر اقلیمِ سخن میں بھی محض سیاسی
مصلحتوں کی بنا پر شاعروں کی ایک ٹولی دوسری ہم جنس ٹولی کو "بلیک آوٹ"
کرنے یا پچھاڑنے کی کوشش کرے۔ تو اس مذموم طریقِ کار سے فنِ شاعری
کو فائدہ کی بجائے نقصانِ عظیم پہونچنے کا احتمال ہے۔

فانی کاشمیری
۳۰ ستمبر ۱۹۵۴ء
نئی دہلی

چھا کعبہ، کلیسا، کنشت، بُت خانہ وطن سون؟

(۱) کُس گاش؟ کُہوک جلوہ؟ کُس نُورانہ وطن سون؟
دیوانہ کران عالمس جانانہ وطن سون!

(۲) خُمّارہ ہیتھن صُوفین، رِندن نہ زِندن ہُشد
خُمّار لوویٔ، تہِ نووُیٔ، میخانہ وطن سون!

(۳) چھس ساتہ نمان گتھ کران آدم تہ فرشتے!
چھا کعبہ، کلیسا، کنشت، بُت خانہ وطن سون؟

(۴) کھوہ دارِہ وَزِتھ تارگو یُتھ حُورہ وُچھن نُور!
کُس مانہِ ؤسِت آدٔ نُون اسمانہ وطن سون؟

(۵) چھس چُونہِ جران اندر اندیٔ پوش رنگا رنگ!
کیا زوتہ وُنُویٔ لالہ فوُل دُردانہ وطن سون!

(۶) کیا لولہ چمن اوس بُلبُل دُورہ یوان آس!
اکِہ دفنہ ستُبان اوس کیا شاہانہ وطن سون!

(۷) منحوس کنڈِیو ارکھلو ڈلمت چھوگلن نال!
گلزارہ نیبرِ رکن اندر ویرانہ وطن سون!

(۸) تُل شور دُچھت فانیس لووُ رنگ زمانگ
کوت تام مگر روزِہ ؤدنہ افسانہ وطن سون؟

(۹) کوت تام تُلن ہمتس اِستادہ کرن دالہ؟
چھس موقہ زبر جل ؤتھِن ؤدنہ پانہ وطن سون

کیا ہمارا وطن (کشمیر) بھی کوئی کعبہ ہے۔ کلیسا ہے؟ یا بتخانہ ہے؟

(۱) بھلا ہمارا معشوق — ہمارا وطن (کشمیر) — کونسی روشنی ہے؟ کس کا (دلربا) جلوہ ہے؟ اور کونسا نورِ انوار ہے؟ جو یہ ساری دُنیا کو اپنا والہ و دیوانہ بناتا ہے!

(۲) ہمارا وطن مست الست صوفیوں، رِندوں اور زِندہ دِلوں کا ایک نیا ہی خمار ہے! ایک نئی ہی شراب ہے! اور ایک نیا ہی میخانہ ہے!

(۳) واہ واہ! آدم اور فرشتے تو ہر وقت اِس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں! اور اِس کا طواف کرتے ہیں! —— کیا ہمارا وطن بھی کوئی کعبہ ہے؟ کلیسا ہے؟ کنشت ہے یا بتخانہ ہے؟

(۴) ستاروں نے اپنے جھروکے کھول کر رکھے۔ تا کہ (فردوسِ بریں کی) حوریں ہمارے وطن کے جلوۂ انوار کا نظارہ کریں! بھلا یہ کون مان سکتا ہے۔ کہ ہمارا وطن عرشِ معلےٰ سے ہی نیچے اُتر آیا؟

(۵) گوناگوں و بوقلموں پھول چاروں طرف اِس کی میناکاری اور ترصیع و تزئین کرتے ہیں! — کیا نورانی ہے ہمارے محبوب وطن کا رنگ برنگی ہیرا!

(۶) کیسا ہی دلربا تھا ہمارے وطن کا گلستانِ محبت۔ جس کے دیدار کے لئے

دور دور سے بلبلیں آتی تھیں! ــــ اور کیں شاہانہ ٹھاٹھ کا حامل تھا کبھی ہمارا وطن!

(۷) لیکن اے وائے! منحوس کانٹوں اور آر کھلوں (زہریلی جھاڑیوں) نے گُلُوں کو بُری طرح سے گھیر لیا ہے! ــــ باہر سے تو گلستاں معلوم ہوتا ہے! لیکن اندر سے ویران اور اُجاڑ ہے ہمارا وطن!

(۸) زمانے کا رنگِ نو دیکھ کر فانی (شاعر) نے بھی شور مچایا۔ کہ "ہمارا وطن اب کب تک محض ایک افسانہ رہ سکتا ہے؟

(۹) "اب کب تک کھڑا کرنے والے ایک گرے ہوئے کو ایستادہ کرتے رہیں گے؟ اب تو وقت ہے۔ جب کہ ہمارے وطن کو اپنی ٹانگوں پر فوراً کھڑا ہونا چاہیے!"

ترانۂ وطن

(۱) یِوان لول چھُوئی وطن دِمبدم چھُم!
مےٚ چھُوئی قسم چھُم، مےٚ چھُوئی قسم چھُم!
مےٚ چھُم ہول چانیٚن وَتن ہُندٕ قسم چھُم!
مےٚ چھُوئی قسم چھُم، مےٚ چھُوئی قسم چھُم!

(۲) یِتھے مایہٕ جِگرس اندر بقرآری؟
یِتھے ما آ چھوٗ خوٗنہٕ دٔریاو جآری؟
کھنان ہولہٕ زخمن پِہ چِھن لولہٕ نَم چھُم!
مےٚ چھُوئی قسم چھُم، مےٚ چھُوئی قسم چھُم!

(۳) یِیا تاب؟ چھُم آبشارَن اندر دِل!
سرَن، آگرن، جُوئبارن اندر دِل!
رگن منٛزٕ یہِ چھُوئی وزان زیر و بم چھُم!
مےٚ چھُوئی قسم چھُم، مےٚ چھُوئی قسم چھُم!

(۴) مِتیا مائے وَنتَم مےٚ چانے بہارٕچ؟
نشاطن، نسیمن اندر سونٛتہٕ واوٕچ؟
بھران لولہٕ سان یُس گُلن ہندٕ بَلم چھُم!
مےٚ چھُوئی قسم چھُم، مےٚ چھُوئی قسم چھُم!

(۵) ژٕہ میخانہ میٚوٗنۍ نہ کلہ وال میٚوٗنۍ!
ژٕہ پیمانہ میٚوٗنۍ دِلک حال میٚوٗنۍ!
مےٚ چانۍ گٕلن منٛز پٕژ جام جم چھُم!
مےٚ چوٗنۍ قسم چھُم! مےٚ چوٗنۍ قسم چھُم!

(۶) خیالن بہارا مےٚ چانۍ گٕلن ہُنٛد!
دِماغس خارا جٕلن، بُلبُلن ہُنٛد!
پھولان مَرٕ لسِہ ناڑہ چانے قلم چھُم!
مےٚ چوٗنۍ قسم چھُم، مےٚ چوٗنۍ قسم چھُم!

(۷) یمَن شالہ مارن، یمَن لالہ زارن
یمَن کوہسارن، بنَین، مرغزارن
نظر آلہ وال روزہ ہا، ژوڈٕ یہ غم چھُم!
مےٚ چوٗنۍ قسم چھُم، مےٚ چوٗنۍ قسم چھُم!

(۸) نظر مانٛہ بھرمہ رادِہ تصویر سورگیُک؟
یِنہ رمائہ ژھراوِہ تعبیر شور گیُک؟
مےٚ فردوس چوٗنۍ تہ چوٗنۍ اِرم چھُم!
مےٚ چوٗنۍ قسم چھُم، مےٚ چوٗنۍ قسم چھُم!

(۹) مےٚ زانیایہ کونہ ہندوستانُک؟
مےٚ ڈالیا چھو گرمیا شورہ خانُک؟
مےٚ شہجار چوٗنۍ تہ چوٗنۍ کرم چھُم!

مۂ چونُوی قسم چھُم، مۂ چونُوی قسم چھُم !

(۱۰) مۂ ما دینِ وا ایمان؛ مۂ ما دھرم مِلّت؟
مۂ ما کعبہ، بُتخانہ، گیتا نہ سُنّت !
اگر چھُم نہ چونُوی مۂ دَیرو حرم چھُم !
مۂ چونُوی قسم چھُم، مۂ چونُوی قسم چھُم !

(۱۱) بُو مازانہ قبلس سلاما نمازا ؟
بُو مازانہ پوتلیئن کرُن د پوشہ پوزا ؟
اگر چھُم تہ ہر ذرّہ چونُوی صنم چھُم !
مۂ چونُوی قسم چھُم، مۂ چونُوی قسم چھُم !

(۱۲) مۂ جانے خیالے دِلس اُستواری !
مۂ جانے خیالے زُوس پائمیدآری !
مۂ جانے خیالے رَواں دَم قدم چھُم !
مۂ چونُوی قسم چھُم ! مۂ چونُوی قسم چھُم !

(۱۳) مگر کیا زِہ روبّس مۂ رنگ اَدنہ ہند ہُیُم ؟
گُلالس پَھن اَبھرن تہ دِرہ گم د نِیوُم ؟
پرزئی چھُو جانئن دُکھن ہند صدم چھُم !
مۂ چونُوی قسم چھُم، مۂ چونُوی قسم چھُم !

(۱۴) بُو کَرا اُوچھُن سینہ خونین چونُوی ؟
بُو زالا اُوچھُن زوٗنہ میرکیں یہ گردونُوی ؟

سِتَم چون بنِتھ دِلَس یٚتھ سِتَم چھُم !
مٕہ چونٕوٕے قسم چھُم، مٕہ چونٕوٕے قسم چھُم !

(۱۵) مگر مرحبا فانٕسَس جان با زَس !
طُفانن انٛدر لڑونِس شا ہباز س !
یِکمِن یٚتھ اُورٕ لڑوان جہاد پٕٹھ علم چھُم !
مٕہ چونٕوٕے قسم چھُم، مٕہ چونٕوٕے قسم چھُم !

ترجمہ ترانۂ وطن

(۱) اے میرے محبوب وطن (کشمیر) مجھے تیری یاد لمحہ بہ لمحہ رہ رہ کر ستا رہی ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!
مجھے تیری راہوں کی محبّت گدگدا رہی ہے، تڑپا رہی ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۲) کیا میرے جگر میں یونہی بیقراری ہے؟ کیا میری آنکھوں سے یونہی خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں؟ یہ تو تیری ہی فرقت اور محبت کا ناخن ہے۔ جو میرے درد بھرے گھاؤں اور زخموں کو کُرید رہا ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۳) بھلا مجھے قرار کیونکر آئے؟ میرا دِل تو تیری آبشاروں، جھیلوں، سرچشموں اور جوئباروں (کی محبّت) میں دھڑک رہا ہے! اور میری رگ رگ میں تیرا ہی زیر و بم مترنّم ہے! مجھے تیری قسم ہے۔! مجھے تیری سوگند ہے!

(۴) ذرا بتا تو سہی۔ کہ آیا میں تیری بہار، اور نشاط اور نسیم ایسے چمنستانوں میں چلنے والی بادِ بہاری کو کبھی بھول سکتا ہوں۔ جو کہ فرطِ محبّت سے میرے دامن کو پھولوں سے بھر دیتی ہے؟ مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۵) تو ہی تو میرا میخانہ ہے اور میرا ساقی ہے! تو ہی تو میرا پیمانہ ہے اور میرے دل کی مستی و حالت ہے! تیرے ہی گلوں میں میرا جام جم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۶) میرے خیالات میں تیرے ہی پھولوں کی بہار اور رنگینی ہے۔ اور میرے دماغ میں تیری ہی قمریوں اور بلبلوں کا خمار رہتا ہے! تیرے ہی نام سے میرا قلم سر بسر کھل اٹھتا ہے اور گلبار ہوتا ہے۔ مجھے تیری قسم ہے۔ مجھے تیری سوگند ہے!

(۷) ان شالامار ایسے باغوں پر، ان لالہ زاروں پر، ان کوہساروں، چراگاہوں اور مرغزاروں پر میں ہر دم اپنی نظریں نثار کرتا رہوں!۔۔۔ یہی میری حسرت ہے اور یہی میری آرزو! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۸) کیا فرضی جنّت کی تصویر میری نظر کو بہکا سکتی ہے؟ کیا خیالی بہشت کی تعبیر مجھے اصل حقیقت سے بیگانہ بنا سکتی ہے؟ آخر تو ہی تو میری جنّت الفردوس ہے اور میرا گلزارِ ارم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۹) کیا ہندوستان کی دہکتی ہوئی بھٹی میرے تن بدن کو جھلسا سکتی ہے؟ کیا بارود خانہ کی شدّت حرارت مجھے حواس باختہ کر سکتی ہے؟ نہیں مجھ پر تو تیری ہی چھایا اور ٹھنڈک ہے اور تیری ہی نظرِ کرم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۰) میرا دین و ایمان (یعنی رسمی دین و ایمان) ہے نہ کوئی دھرم اور ملّت!

میرا کعبہ و بتخانہ ہے نہ کوئی گیتا اور سُنّت! اگر ہے تو تو ہی میرا دیر و حرم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۱) میں قبلہ کو سلام اور سجدہ و سجود کرتا ہوں نہ بتوں کو پھولوں سے پوجتا ہوں! اگر ہے تو میرے لئے تیرا ہی ہر قدم صنم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۲) تیرے ہی خیال سے میرے دل کی استواری ہے! تیرے ہی خیال سے میری جان کی پائیداری ہے! تیرے ہی خیال سے میرا دم قدم رواں ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۳) مگر میرے چہرے پر "ارنی" کے پھول کی زردی کیوں چھائی ہے؟ بھلا گلاب کے آبھرن اور سنگار کو کس نے اڑا لیا ہے؟ (یعنی میرے گلاب نما چہرے کا رنگ کیوں فق ہو چکا ہے؟) حقیقت تو یہی ہے۔ کہ مجھے تیرے ہی دکھوں کا صدمہ ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۴) کیا میں تیرے سینے کو خونیں دیکھنا برداشت کر سکتا ہوں؟ کیا سورج اور چاند کو گہن آلودہ دیکھ کر مجھے مسرّت ہو سکتی ہے؟ نہیں۔ تجھ پر جو ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ وہ میرے ہی دل پر ظلم و ستم ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

(۱۵) مگر فانی (شاعر) ایسے جانباز کو مرحبا! ہاں ہاں۔ آندھیوں اور طوفان میں لڑنے والے اس شاہباز کو مرحبا۔ جو کہ اپنے پروں پر علم جہاد لہرائے جا رہا ہے! مجھے تیری قسم ہے! مجھے تیری سوگند ہے!

یہ سورُوی چھُوبے چارہ مِسکینہ سُند خوُن!

(۱) کمِہ تازگی یاوُنس نازنینَن؟
کُموٗک سازِ شوبان ڈِکن تہٕ جبینَن؟
کُموک غازہ ثُل رِہارِ حسینَن؟
اُچھن مُنٛز خمارا، کمُوک جوش سینَن؟

یہ سورُوی چھُوبے چارہ مِسکینہ سُند خون!

(۲) کمِہ نازکی سُنبلَن پیچ و تابن؟
کمُوک رنگ روین گُلالن گُلابن؟
کمُوک سوز بُرٕ بُرٕ چھُو سازَن رُبابن؟
کمُوک جوش بُرٕ بُرٕ شرابن کبابن؟

یہ سورُوی چھُوبے چارہ مِسکینہ سُند خون!

(۳) کمِک لعل جُرٕ جُرٕ چھِ تاجن کُٹھ مارن؟
ثُبان جوٗرِ تارن لرُن محنتہ بارن؟
چھکارس کمِہ بختگی بختہ کارن؟
کمِہ ییٚژ گرمی خزانن تہٕ دیارن؟

یہ سورُوی چھُوبے چارہ مِسکینہ سُند خوُن!

(۴) کمِہ برقراری چھہ پرائین خداین؟

کَمِج برٕقرٲری چھَ پرٕون تہٕ ژھاین ؟
کَمِج برقرٲری طنابن فلاین ؟
کَمِج برٕقرٲری عذابن بلاین ؟
یہٕ سورُوئی چھُوبے چارہٕ مِسکینہٕ سُندٕ خُون!

(۵) کَمِج ژاپ ژٲمژ رذیلن اصیلن؟
کَمِج ژاپ ژٲمژ فیاض بخیلن؟
کَمِج ژاپ ژٲمژ گواہن وکیلن ؟
کَمِج ژاپ ژٲمژ ارٕیَن تےٚ علیلن ؟
یہٕ سورُوی چھُوبے چارہٕ مِسکینہٕ سُندٕ خُون!

(٦) کَمِج ییٚژ گرمی دۆہے شورہ خانن؟
کَمِج ییٚژ گرمی کوٚہن آسمانن ؟
کَمِج ییٚژ گرمی چھَ آتش دہانن ؟
کَمِج ییٚژ گرمی فسانن نزانن ؟
یہٕ سورُوئی چھُوبے چارہٕ مِسکینہٕ سُندٕ خُون!

ترجمہ

یہ تو بیچارے مسکین کا خون ہے!

(۱) بھلا نازنینوں کے جوبن میں یہ کس چیز کی تازگی اور نکھار ہے؟ اور مہ جبینوں کی پیشانیوں پر یہ کونسا ساز (سہاگ) خوشنما معلوم ہوتا ہے؟ بھلا حسینوں (کے گلاب نما رُخساروں) پر یہ کس غازے کی بہار ہے؟ اُنکی چشمِ نازنین پر کس چیز کا خمار ہے؟ اور اُنکی چھاتیوں میں یہ کس شئے کا جوش اور اُبھار ہے؟

یہ تو بیچارے مسکین کا خون ہے!

(۲) بھلا سُنبلوں کے عقدوں اور مرغولوں میں یہ کس چیز کی ناز و نزاکت ہے؟ اور لالہ کے پھولوں اور گلابوں کے رُخساروں پر یہ کونسا رنگ جھلک رہا ہے؟ بھلا چنگوں اور ربابوں میں یہ کس چیز کا سوز و ساز مترنم ہے؟ اور شرابوں اور کبابوں میں یہ کس شئے کا جوش بھرا ہوا ہے؟

یہ تو بیچارے مسکین کا خون ہے!

(۳) بھلا تاجوں اور طوماروں میں یہ کس چیز کے لعل جگمگا رہے ہیں؟ اور موتیوں کے ہاروں کی لڑیوں میں یہ کس شئے کی چمک دمک ہے؟ بھلا پختہ کاروں کے کام (ہنر) میں یہ کس چیز نے پختگی لائی ہے؟ اور سیم و زر کے خزانوں میں یہ کس شئے کی اتنی گرمی اور فراوانی ہے

یہ تو بیچارے مسکین کا خون ہے!

(۴) بھلا پُرانے (زاید المیعاد) خداؤں اور دیوتاؤں کو، (توہمات کے) پردوں اور حجابوں کو، (ظلم و ستم کی) طنابوں اور زنجیروں کو، قیدخانوں کی (اُونچی اُونچی) فصیلوں اور دیواروں کو، اور اذیتوں اور آفتوں (کے حربوں) کو کیوں آج تک برقرار رکھا گیا ہے؟

صرف بیچارے مسکین کا خُون چُوسنے کے لیے!

(۵) بھلا رذیلوں اور اصیلوں کو، فیاضوں اور بخیلوں کو، گواہوں اور وکیلوں کو اور تندرستوں اور علیلوں کو یہ کس چیز کی اِتنی چاٹ لگ گئی ہے؟

یہ تو بیچارے مسکین کا خُون ہے!

(۶) بھلا بارُود خانوں، پہاڑوں، آسمانوں، آتش خانوں اور افسانوں اور ترانوں میں یہ کس شے کی اِتنی گرمی اور جوش و خروش ہے؟

یہ تو بیچارے مسکین کا خُون ہے!

یاوُن

(۱) بہارا پوشہِ وارِین ہنُد، خمارا لولہ ٹارِین ہنُد!
سرُودا، بولبوشا لولہ ونچن لولہ ہارِین ہنُد!

(۲) زمانچ ورنگہ ناوا، پرنگہ ڈُولیا، آنہ زانیا نا
حسینن، مارمندین، لچھ یاوین، اچھ دارِین ہنُد!

(۳) جنُونچ کوندہ، جوشیچ نارہ منقلُ، غیرتچ وُزمل!
طُفانا، خاراخارا، نارہ سوُدرن، واو یارین ہنُد!

(۴) گرزان پاڈرِ شہا جنگلگُ، ژٹان وگ مدہوسا ینجرُک!
لتن تل سیدنگ پروانہ ییس شالن تہ ترارِین ہنُد!

(۵) وسان آرا دوامعارِ بھرکانِ، شوران، چھکانِ پوتیا!
دُچھان یاسا بچھین، بالن ہنٹن نے آبہ نارِین ہنُد!

(۶) گہا، گاشا، جمالا! یختگی ہنر شوبہ وُن دِ مالا!
مگر تارن اندر پوچھر ہنا چارِین تہ فیارِین ہنُد!

(۷) کوہن ہنُد لوسہ وُن تھزرا! مودُر پوسہ، مودر سینا!
جوانی نارہ وُن بازا پوتُس زن نارہ زارِین ہنُد!

ترجمہ

جوانی یا شباب

(۱) کیا ہے جوانی؟ — ایک دلکش بہار — پھلواریوں کی! — اور — ایک مستی اور سرشاری — محبت آمیز اور مدھ بھری آنکھوں کی! کیا ہے جوانی؟ — ایک الاپ اور چہک — میٹھی میٹھی — محبت بھری میناؤں کی — محبت کے بنؔوں میں!

(۲) کیا ہے جوانی؟ — ایک رنگین کشتی — زمانے کی! — ایک ڈولی — سجی سجائی ہوئی! — اور — ایک پالکی — بلور سے مزین! — حسینوں کے لئے، — نازنینوں کے لئے — لکھ نامی معشوقوں کے لئے — اور — لعنوں (نئی دلھنوں) کے لئے!

(۳) کیا ہے جوانی؟ — ایک (دہکتی ہوئی) بھٹی — جنون کی! — ایک آتشین منقل — جوش و خروش کی! — اور — ایک (کڑکتی ہوئی) بجلی — غیرت و حمیت کی! — کیا ہے شباب؟ — ایک آتش بار طوفان اور التہاب — آتشیں سمندروں کا! کیا ہے جوانی؟ — ایک زوردار آندھی — تناور پیڑوں، شمشادوں اور دیوداروں میں چلنے والی — اندر جنگل کے! کیا ہے شباب؟ — ایک گرجنے والا شیر ببر — جنگل کا! —

یا — ایک مست ہاتھی — توڑنے والا — زنجیر حل کو — اندرا پنے
پنجرے کے! — نہیں ہے پروا جسے — روندنے کی — پاؤں
تلے — گیدڑوں اور بلیوں کو (یعنی کمزور جانوروں کو)!

(۵) کیا ہے شباب؟ — ایک بہتا ہوا دریا — تیزی سے دوڑ جانے
اُچھلنے والا — ہانپنے والا — منھ میں جھاگ لانے والا — شور
مچانے والا — اور — اُچھال اُچھال کر پانی پھینکنے والا! — جسے
نہیں ہے کوئی لحاظ — کناروں اور ساحلوں کا — ٹیلوں،
پربتوں اور پہاڑوں کا — نشیب و فراز کا — اور — گھاگروں،
مٹی کے گھڑوں، ہانڈیوں، مٹکوں، اور صراحیوں کا!

(۶) کیا ہے جوانی؟ — ایک دِلربا مالا — موتیوں، لعلوں، زمردوں
اور ہیروں کی! — بے نظیر ہے جس کی — چمک دمک، آب و تاب،
روشنی اور خوبصورتی! — مگر ہے موٹائی — کچھ کچھ — تاروں
اور لڑیوں میں جِس کے — مورکھوں اور احمقوں کی عقل کی!

(۷) کیا ہے جوانی؟ — ایک بلندی — تھکا دینے والی — سربفلک
پہاڑوں کی!

کیا ہے شباب؟ — ایک میٹھا بوسہ — یا — ایک شیریں خواب!
لیکن — اے وائے! — آخر میں ہے شباب — ایک کھیل —
جوئے کا! — کھیلتے ہیں جسکو — کوڑیوں کے جواری — فقط
ہارنے کے لئے!

مگر بوزان کو تاہ شور و شر چھُس انقلابن ہنُد!

(۱) وُچھت عِبرت یواں چھُم عالما خوابن سرابن ہنُد!
حِجابن ہنُد، طنابن ہنُد، عذابن ہنُد، عتابن ہنُد!
(۲) وُچھان چھُس عالما باکن، وِداکن، اِضطرابن ہنُد!
وُشن، واین، ژوکھن، داڈین، سالن، پیچ و تابن ہنُد!
(۳) وُچھان چھُس عالما پرائین حِسابن تے کِتابن ہنُد!
سہدئین، سادن، شرئین، معصوم خیالن بے حِسابن ہنُد!
(۴) وُچھاں چھُس عالما باغن، جوین، رنگین گلابن ہنُد!
رباین، ساز سنطورن، شرابن تے کبابن ہنُد!
(۵) غلامی، عاجزی، بندگی، ہنر، شرمندگی، نرمی!
یِنھوئی اک عالما سِبوَد سادہ ڈیشان چھُس "ثوابن ہنُد!
(۶) نہ وُتھنس وارہ دِن فُرصت، نہ بِہنس وارہ دِن مہلت!
یِنھوئی اک عالما ظالِم وُچھاں چھُس رو بہ دابن ہنُد!
(۷) غریبس خون چون چھا یا امیرس خون چون، جائز؟
یہ زانُ ما نہ گو زانُ گناہن تے ثوابن ہنُد!
(۸) دِلن منز زور، تنگی نظرہ، ناداری خیالن منز!
مگر بوزان کو تاہ شور و شر چھُس "اِنقلابن" ہنُد!
(۹) رپرژ ہو کیا فانیس یانے سوالاتس جوابس
نہ چھُس حاجت سوالن ہنُد، نہ چھُس حاجت جوابن ہنُد!

ترجمہ

لیکن میں "اِنقلابوں" کا کس قدر شور سُنتا ہُوں!

(۱) مجھے عبرت حاصل ہوتی ہے خوابوں، سرابوں، حجابوں، طنابوں، عذابوں، اَور عتابوں کی دنیا کو دیکھ کر!

(۲) میں ایک عالم دیکھتا ہُوں شیون وشین، بُکا وبین اَور اضطرار واضطراب کا!
میں ایک عالم دیکھتا ہوں آہوں، کراہٹوں، دُکھوں، دردوں، سوالوں اَور پیچ وتابوں کا!

(۳) میں ایک عالم دیکھتا ہُوں پُرانے اندازوں، اقداروں اَور حساب وکتاب کا!
میں ایک عالم دیکھتا ہُوں سادہ لوح اِنسانوں، بھولے بھالے بچّوں، معصوم خیالوں اور بے شعوروں کا!

(۴) میں ایک عالم دیکھتا ہُوں باغوں، جوئباروں، رنگیں گلابوں، ربابوں، سازوں، سنطوروں، شرابوں اَور کبابوں کا!

(۵) غُلامی، عاجزی، بندگی، احساسِ کمتری، شرمندگی اَور نرمی! —
— میں ایک ایسی ہی سیدھی سادی دُنیا دیکھتا ہُوں "نوابوں" کی!

(۶) نہ اُٹھنے کی پُوری فرصت دی جائے اَور نہ بیٹھنے کی پوری مہلت! —
میں ایک اَیسی ہی ظالم دُنیا دیکھتا ہُوں رعب وداب اَور ڈانٹ ڈپٹ کی!

(۷) کیا غریب کا خون چُوسنا جائز ہے یا کہ امیر کا؟ — یہ سمجھنا ہی گناہوں اَور ثوابوں کے (اصلی) مفہوم کو سمجھنے کے مترادف ہے۔

(۸) دِلوں میں چور (بے ایمانی) ہے، نظر میں تنگی ہے اَور خیالوں میں

گھٹکی اور اندھا پن ہے! لیکن میں پھر بھی "اِنقلابوں" کا کس قدر شور و شر سُنتا ہوں!

(۹) بھلا فانی (شاعر) سے کیا پُوچھیں؟ وہ تو خود ہی سوال بھی ہے اور جواب بھی! اُسے نہ سوال سُننے کی ضرورت ہے اور نہ جواب دینے کی!

لول

(۱) سُلے روشہِ فولہٕ وٕن، فُوئے پوشہِ باغچ ر!
سُلے توشہ وٕن، یاوگی سوتنہ واوٕ پچ ر!

(۲) موڈُر میٹھ آواز سازچ، ربابچ ر!
موڈُر میٹھ لویا گلابچ، گلابچ ر !

(۳) وُشِن گرائے، دُبہ رائے، بُہ رائے آنچ ر!
اندرٕ پانٕ، پانے وُزِن، ناگہ راؤچ ر!

(۴) اندرٕ آوٕلن واوہ رٕوس آبہ سوٕدرُک!
اندرٕ وُز ملا آیہٕ رٕوس آسمانچ ر!

(۵) ریٛہا خوش لۄن یا موڈُر بیقراری!
کرٕ کِسے شورہٕ رس گرٕک اندرٕ آبہ باغچ ر!

(۶) ٹھولِس منز وُڑان پانہ رٕوس جانو ارا!
کران گتھ جہانس ترٛان ترٛھ زمانچ ر !

(۷) صفا داغہ تے لاگہ رٕوس زُونہ گاشا!
اَمن نرٛایہ نظر اکھس آفتابچ ر!

(۸) مُو دُر چال مستانہ معصوم شیرین ہنز!
مشیع کمسنیا، زامتا میٹھِ خوابچ ر !

(۹) حُباب آگرُک ہیٔیت ابرُ سونت کالُک!

چھکان بأگران تے نظر نو بہا ژچ ر !

(۱۰) گہا شبنمک لوٗ بہ وُن پوشہ وتھرن !

یہ رنگینیا شوٗبہ ۏن، مختہ ہا ژچ ر !

(۱۱) بہارِ اگلُگ، سُنبلگ ژ اُو جارا !

قدس منزِ لبشتِ ژمیا سروِ نا ژچ ر !

محبّت

(۱) کیا ہے محبّت؟ — ایک ہنسی اَور بہار — صبح سویرے — پھلواری میں — کِھلتے ہوئے پھولوں کی! کیا ہے محبّت؟ — ایک بانکپن — تھرکتا اَور جھُومتا ہُوا — دمِ سحر — بادِ بہاری کا!

(۲) کیا ہے محبّت؟ — ایک لہر اَور دھڑکن — گرم گرم پانی کی! — ایک اُبھار — بُلبُلوں کا! — کیا ہے محبّت؟ — اُبھرنا اَور اُچھلنا — پانی کا — خود بخود — اندر ہی اندر — سرچشمہ کے!

(۳) کیا ہے محبّت؟ — ایک آواز — سُریلی اَور میٹھی — ساز اَور رباب کی! — کیا ہے محبّت؟ — ایک خوشبو — میٹھی میٹھی اَور بھینی بھینی — گُلِ لالہ اَور گلاب کی!

(۴) کیا ہے محبّت؟ — ایک رقص — بھنور کا — بِنا آندھی کے — اندر ہی اندر — ساگر کے! — کیا ہے محبّت؟ — ایک کڑک اَور چمک — بجلی کی — اندرونی پردوں میں — آکاش کے — بغیر گھٹاؤں کے!

(۵) کیا ہے محبّت؟ — ایک سوز و گداز — خوش آیند — شعلے کا! — یا ایک بیقراری اَور تڑپ — میٹھی میٹھی اَور گدگدانے والی! — کیا ہے محبّت؟ — اُبلنا — پانی کا — اندر ہی اندر — برتن میں — بغیر شور و شر کے!

(۶) کیا ہے محبت؟ — ایک پنچھی — اُڑنے والا (؟)، — پھڑکنے والا۔ — پنجرے کے اندر! — کرتا ہے جو طواف — ساری دُنیا کا۔ — تصور ہی تصور میں!، — اور کرتا ہے پریم — سارے زمانے سے!

(۷) کیا ہے محبت؟ — ایک چاندنی — صاف و شفاف، بے لاگ اور بے داغ! — کیا ہے محبت؟ — ایک نظر — تبسم آمیز — چڑھتے ہوئے سورج کی!

(۸) کیا ہے محبت؟ — ایک چال — دِلکش اور مستانہ — ننھے ننھے معصوم بچوں کی! — کیا ہے محبت؟ — ایک مستی — شراب کی! — اور ایک انگڑائی — میٹھے میٹھے سپنے کی!

(۹) کیا ہے محبت؟ — ایک حُباب — گدگدانے والا، — ابرِ بہاری میں — منبعوں، سرچشموں، دریاؤں، جھیلوں اور سمندروں کا! کیا ہے محبت؟ — ایک سبز نظر — نوبہار کی!

(۱۰) کیا ہے محبت؟ — ایک چمک اور جھلملاہٹ — اوس کی — دِلکش اور سہانی — پھول کی پتیوں پر! کیا ہے محبت! — ایک رنگینی اور رعنائی — نظر نواز اور دلربا — شبنم کے ہار کی!

(۱۱) کیا ہے محبت؟ — ایک پُرلطف بہار — گلاب کی! — اور — ناز و نزاکت — سنبل کی! کیا ہے محبت؟ — ایک نرمی اور لچک — سروِ ناز کے قد و قامت کی!

وُچھان چھُس عالما لیس اللہ اللہ رام رامن ہنُد !

(۱) نہ یَس یَہ وا وُ لامن ہنُد نہ کانہہ غم لُوکہ پامن ہنُد
تِمس سنگین دِلس کانہہ پاس آسیا خاص و عامن ہنُد؟

(۲) نہ یَس کانہہ خوف توفن ہنُد نہ غم عیش آرامن ہنُد
تِمس آسیا قدم وُچھنک تمنّا خوشس خرامن ہنُد؟

(۳) دِلک آینہ یُمسُند جلوہ باوان پختہ خامن ہنُد
تِمس آسیا اثر میچھن کتھن نہ یچھن سلامن ہنُد؟

(۴) دِلس منز آسہ یُس راتس دوہس ہیبت دردہ ناریچ رِتھہ
تِمس آسیا فرارا حالِ بد ڈیٹھتِ غلامن ہنُد ؟

(۵) چوان یُس تنہٖ خُونچ، ترٛ لیش بارِت خُون دِیدو کِن،
تِمس آسیا ہوس کانہہ لولہ جامن لولہ دامن ہنُد؟

(۶) یِمس خُونس دوٚدس باسان کُنی لذّت نہ شیرینی
تِمس آسیا گُمانا کانہہ حلالن تے حرامن ہنُد؟

(۷) بجر النسا نہ سُند تنہٖ وانہ بادن پردہ ٹھرِ تُل رتُل ر
حِسابا از توٚسے، لگمُت نوٚین پرایُن نِظامن ہنُد؟

(۸) آتی شادی آتی ماتم مگر سِریَس چھُو کارُک غم
یہوے مطلب یہوے معنے چھُو اصلی صبح و شامن ہنُد؟

(۹) نہ خُوش غیرتَچ، گرمی نہ لوٚلچ، کانہہ دِلس نرمی

ڈُچھان چھُس عالما بس اللہ اللہ رام رامن ہنڈ؟

(۱۰) جگرآ سِیاڑ ھِنان سر مایہ دارس سُود خوارس زانھ
ڈُچھبت نادار مَتنشس کا نِسہ اک اک چاک جامن ہنڈ؟

(۱۱) بِہَن نے لُوک زَٹ، زَٹ پان، پانے قسمتک دامن
دمانا زیبھے ماظالمن، زُورن، غُلامن ہنڈ؟

(۱۲) کمَن کھوزان؟ کمَن زھاران؟ کمن سَیخ لُوک ماران پان؟
ہمے سوَریو مہاراجن، نوابن تے نِظامن ہنڈ!!

(۱۳) بُنِلُ سپنیوَ لرَیَن پرانیَن بنیو آک محلہ خانا نُووَ
نوَیَن وعدن، نوَیَن نامن پیامن اِنتظامن ہنڈ!

(۱۴) چُھو یارن دُشمن چاوان مُو دُرمس وحدتک کنزُرک!
بینومنٹ ڈوٹھ مافانی نوَے شہرن تہ گامن ہنڈ؟

ترجمہ

میں تو فقط "اللہ اللہ" اور "رام رام" کی دُنیا کو دیکھ رہا ہُوں!

(۱) جس شخص کو الزاموں اور اتہاموں کی پروا ہو نہ لوگوں کے طعن و تشنیع کا غم۔ بھلا ایسے سنگین دِل کو خاص و عام کا کوئی لحاظ ہو سکتا ہے؟

(۲) جس شخص کو توپوں اور بندوقوں کا ڈر ہو نہ عیش و آرام کی خواہش بھلا ایسے شخص کو خوش خراموں کی خوش رفتاری کا نظارہ کرنے کی کوئی تمنّا ہو سکتی ہے؟

(۳) جس شخص کے دِل کا آئینہ پختہ کاروں اور خام کاروں کا جلوہ دِکھاتا ہو۔ کیا ایسا شخص چکنی چپڑی اور میٹھی میٹھی باتوں اور لمبے لمبے سلاموں سے پسیج سکتا ہے؟

(۴) جس شخص کے دِل میں رات دِن دُکھ درد اور رقّت کی آگ جل رہی ہو۔ بھلا ایسے شخص کو غلاموں کے حالِ بد کو دیکھ کر کوئی آرام و قرار نصیب ہو سکتا ہے؟

(۵) جو شخص اپنی آنکھوں سے خون کے آنسو بہا بہا کر اپنے ہی خُونِ جگر سے اپنی پیاس بُجھا رہا ہو۔ کیا ایسے شخص کو محبّت کے ساغروں اور جرعوں کی کوئی ہوس ہو سکتی ہے؟

(۶) جس شخص کو خون اور دُودھ سے ایک ہی لذّت اور شیرینی ملتی ہو۔

کیا ایسے شخص کو حلال و حرام کا کوئی گمان ہو سکتا ہے؟

(۷) اب تو انسان کی عظمت کو کھلم کھلا پردوں، حجابوں اور رکاوٹوں کو ہٹا ہٹا کر منظرِ عام پر لایا جائے گا۔ جبھی تو آج کل نئے اور پرانے نظاموں کا محاسبہ و موازنہ ہو رہا ہے۔

(۸) ابھی خوشی ہے اور ابھی ماتم ہے۔ لیکن سورج کو اپنے کام کا فکر ہے۔ صبح اور شام کا دراصل یہی مطلب ہے۔ اور ان کی یہی تعبیر ہے۔

(۹) لوگوں کے خون میں غیرت کی گرمی ہے نہ اُن کے دلوں میں محبت کی نرمی ہے۔ میں تو فقط "اللہ اللہ" اور "رام رام" کی دنیا کو دیکھ رہا ہوں!

(۱۰) کیا کسی مفلس کے چیتھڑوں کے ایک ایک چاک کو دیکھ، سرمایہ دار یا سود خوار کا جگر بھی پھٹ رہا ہوگا؟

(۱۱) اگر لوگ خود ہی "قسمت" کا دامن تھام کر نہ بیٹھ جاتے تو ظالموں، چوروں اور غلاموں کا دور کیوں دراز سے دراز تر ہو جاتا؟

(۱۲) بھلا لوگ کن سے ڈرتے ہیں؟ کن کو ڈھونڈتے ہیں؟ اور کن پر اپنی جانیں قربان کرتے ہیں؟ اب تو مہاراجوں، نوابوں اور نظاموں کا زمانہ گذر چکا ہے!

(۱۳) پرانے اور بوسیدہ مکان (انقلاب کے) زلزلے سے زمین بوس ہو چکے ہیں۔ اور اُن کی جگہ ایک نیا ہی محل تعمیر ہو چکا ہے — نئے وعدوں، نئے معاہدوں اور نئے انتظاموں کا۔

(۱۴) خاقی (شاعر) دوستوں اور دشمنوں کو وحدت دیکھ مائیت

کی میٹھی شراب پلا رہا ہے۔ کیا وہ اِسی لئے دیہات و بلدیات کا پیارا تو نہیں بن چکا ہے ؟

بہار

لیچ رفوئے داغن بہار آؤ بوش ہیت!

(۱) پوش فول باغن بہار آؤ بوش ہیت!
جوش ہیت باغن بہار آؤ بوش ہیت!

(۲) روشہ روشے آؤ توشان سوشتہ واؤ!
ہوش آؤ باغن بہار آؤ بوش ہیت!

(۳) ڈراک اندر یوم سرسبز سینت حباب!
ڈومتین باغن بہار آؤ بوش ہیت!

(۴) رنگ برنگی فرشکین پردن اندر
عرشکین باغن بہار آؤ بوش ہیت!

(۵) سروِ آزادن، گلگن، خوش قامتن
حسنکین آغن بہار آؤ بوش ہیت!

(۶) وڈن یہ کنجحبَ پوشہ نولن، بلبلن
آدنگ رراگن بہار آؤ بوش ہیت!

(۷) لولہ زخمن تازگی برجستگی!
لیچ رفوئے داغن بہار آؤ بوش ہیت!

(۸) لولکوئی دب دب دِلن آرن کوگن!

آگرن ناگن بہارٕ آو بوشس ہیَت !

(۹) سوز و سازٕک زیر و بم پانٔژا درٕن !

شورٕ گجن درٕ راگن بہار آو بوش ہیَت !

(۱۰) ڈرٕ اپہ بالن زُول ژالان لالہ زار !

شالہ مار باغن بہار آو بوش ہیَت !

(۱۱) نیژ مہیتے ہیتے رٕاچھٕ پوشن پہرہ دار !

شان کیا آغن! بہار آو بوش ہیَت !

(۱۲) پانہ ژُن دٕ پوشوکمنڈ لیو کرٕ نالہ مت رٕ !

نوکرن آغن بہار آو بوش ہیَت !

(۱۳) شامہ سندر جامہ رنگین لاگ دٕ لاگ رٕ

ژاے منز باغن بہار آو بوش ہیَت !

(۱۴) بُتھ بُتھس شیٖنٛد، ڈُبھ ڈُبھس سیتر لولہ ہشتار

اِک اکِس لاگن بہار آو بوش ہیَت !

(۱۵) ژوٗنہٕ ٹُومارن، ٹکن، تاجن، گنڈین

کُس سنا لاگن؟ بہار آو بوش ہیَت !

(۱۶) سرمہ پیالن منز گُلالن شیرٕ شیر !

کُس اَچھن لاگن؟ بہار آو بوش ہیَت !

(۱۷) واٗلرٕ آوِل سُنبلن ہنٛدرٕ دالہ وشرٕ ش

کُس سنا لاگن؟ بہار آو بوش ہیَت !

(۱۸) بُلبُلن، بُمبرن، ہَتیٖن، مَست عاشقن
زالہ ما لاگن؟ بہارہ آو پوش ہیٚت!

(۱۹) پیالہ ہیٚتھ ہیٚتھ عشقہٕ پنٕنیٚ ہیرہ ہیوٚر
کھوٚت تمن آغن؟ بہارہ آو پوش ہیٚت!

(۲۰) بوٚ ٹھُت بُلبُل تہٕ عاشق سٕتھ ساز!
گُس کمِس زاگن؟ بہارہ آو پوش ہیٚت!

(۲۱) پوشہ موٚت فانی گُلن تیٚ بُلبُلن
بیُوٚٹھ منٛز باگن! بہارہ آو پوش ہیٚت!

ترجمہ

بہار

کِھل اُٹھے پھول — ہجر و فراق کے داغوں کے!
آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے!

---

(۱) کِھل اُٹھے پھول — باغوں میں! — آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے! آئی بہار — پھلواریوں میں — لیکر — جوش اور ولولے!

(۲) خراماں خراماں — ناچتی جھومتی ہوئی — آئی بادِ بہاری! — آیا ہوش — پھلواریوں کو! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے!

(۳) نِکلا — ہو کر سرسبز — اِن کے دِل کا حُباب! — (پھیل گئی ہریالی — چاروں طرف!) — آئی بہار — جلے ہوئے (اُجاڑ) باغوں میں — لیکر — جوش اور ولولے!

(۴) آئی بہار — دِکھاتی ہوئی — منظر — عرش بریں کی پھلواریوں کا — رنگارنگ پردوں (منطقوں) میں — فرش زمین کے! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے!

(۵) آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے —

گگوں، آزاد سروں، شمشادوں اور خوش قامتوں میں —
یعنی حسن و جمال کے بادشاہوں میں!

(۶) سُنایا مژدہ — قلبی محبت نے — بہار کی آمد کا — بلبلوں، ہُدہُدوں، ابابیلوں، "پوشم تُوتوں" قمریوں اور فاختوں کو! — آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے۔

(۷) آئی برجستگی، نکھار اور تازگی — محبت کے گھاؤں میں! — کھِل اُٹھے پھول — ہجر و فراق کے داغوں کے! — آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے!

(۸) سُنائی دیتی ہے — دھڑکن — محبت کی — دلوں میں — جھرنوں اور جوئباروں کے! — آئی بہار — لیکر — روانی، جوش و خروش اور ولولے — منبعوں، سرچشموں، دریاؤں، جھیلوں اور ساگروں میں!

(۹) سنائی دیتا ہے — زیر و بم — سوز و ساز کا، — آبشاروں میں! — آئی بہار — لیکر — ترنم و ترمزم — بہشت کے گیتوں اور نغموں میں!

(۱۰) نِکلے لالہ زار — چراغاں کِئے ہوئے — پربتوں اور پہاڑوں کے دامنوں میں! — آئی بہار — لیکر — جوش، ولولے اور رعنائیاں — نشاط مار کی پھلواریوں میں!

(۱۱) دے رہے ہیں پہرہ — محافظ (یعنی کانٹے) پھولوں پر! —

لے کر — ہاتھوں میں — نیزے اَور بھالے! — ہائے کیسی شان — اِن آقاؤں کی (یعنی گُلوں کی)! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اَور ولولے!

(۱۲) ہُوئے بغلگیر — ایک دوسرے سے — پھول اَور کانٹے! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اَور وَلولے — نوکروں اَور آقاؤں میں!

(۱۳) پہن پہن کر — پوشاکیں — رنگیں — ہو گئے داخل — پُھلواریوں میں — شام سُندر اَور معشوق — نازنیں! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اَور وَلولے!

(۱۴) ملا رہے ہیں — عاشق اَور معشوق — مُنہ کے ساتھ — مُنہ اَور — ہونٹ کے ساتھ ہونٹ! — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اَور وَلولے!

(۱۵) جُڑتا ہے کون — لعل و زمرّد — اَور — گوہر و مینا — اِن کلغیوں، سہروں، تاجوں اَور طوماروں میں (یعنی رنگ برنگ کے پھولوں میں)؟ آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے!

(۱۶) دھرا ہے سُرمہ (مُراد ہے داغوں کی سیاہی سے) — ساتھ حفاظت کے — پیالوں میں — گُلِ لالہ کے! — لگا دینگے — چشمِ نازنیں — کس کی — یہ سُرمہ؟ — آئی بہار — لیکر — جوش وخروش اور ولولے!

(۱۷) پھانس لیں گے — جال میں — کس کو — یہ نازک — اور چھوٹے چھوٹے عقدے — سنبلوں کے؟ — آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے!

(۱۸) کہیں — پھانس لیں گے تو نہیں — جال میں — یہ عقدے — سنبلوں کے — بابؤوں، بھونڑوں، دیوانوں، مجنونوں اور مست عاشقوں کو؟ — آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے!

(۱۹) چڑھ گئے — لنگر بیڑھی — پاس کونسے آقاؤں کے — یہ پھول — "عشق پیچاں" کے — لے کر — پیالے — ہاتھوں میں اپنے؟ — آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے!

(۲۰) بیٹھے ہیں دونوں — بلبل اور عاشق — ساتھ ساتھ — ایک دوسرے کے! — ہائے گھات میں — کون — کس کی؟ — آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے!

(۲۱) بیٹھ گیا — پھولوں کا متوالا — فانی (شاعر) — بیچ میں — گلوں اور بلبلوں کے! — آئی بہار — لیکر — جوش و خروش اور ولولے!

تاجدارَن ہِندِ، محل ژھٔن، اِنقلابن وٲلِ!

(۱) گٲل، کٔتیا نُندہ بٲنی وَروہ نارن زٲل، زٲلِر!
کھٲل، کٔتیا مان مٲنی سُولہِ عشقن خانہ مٲل، !

(۲) لولہ تب ماگا شُدارَو وارہ اٲم، سُند پرزہ نوٗ!
تھٔو توٚسے وزہ وٗن، گُلالن وٗلہِ داغن ۂنز مثٲل، !

(۳) زِندگی ۂنز ناوٗ شوٗبان موجَن لہرن اندر!
وٲل، گرِدابس اندر واوَن زلان یِم بٲل، !

(۴) ناوٗ کیا؟ طوٗفان کیا؟ سیلاب کیا؟ گِرداب کیا؟
چھایمَن ییژن بلاین ہُند بھران غم لا اُ بٲل، ؟

(۵) دَردہ گراین سِینہ دارن وٲل، بھیرَن غاٲل، ما!
لہرہ تزاوان دامنس ۂنز لعل وگوہر ڈٲل، ڈٲل، !

(۶) یٲن، رہاسنے موٗن، کران تہذین اتھن کھرن گلاب
خارزارن منٛز دِوان رٲنس ڈۆہس یم وٗن تہ زٲل، !

(۷) دَم قدم طوٗفا نکوٗیَ ڈلیشن نشان سنگرتہ بٲل!
گردِ شیشتِن زردہ ناوٗ یا عالمس ہاپتہ وہٲل، ؟

(۸) نظرہ سیتن یِم کران مسمار فولادی قلِن
کیا خیالس منٛز انِن طِفلن کھیوان یِم آلہ خٲل، ؟

(۹) آسہ یُس آزادِ ئے ۂنز دمبدم تسبیح بھران

تونشہ ماڈلیثِ غُلامن ہیڑہ تتے زولانہ ناۄل ر؟

(۱۰) معرکن منٛز روزِہ دِل لیُس جان بازس برقرار
والہ وانٛسے مارٕن تس سُنبلن ہنٛد وۄل، وۄل ر؟

(۱۱) خوُنہ پنٛنے لیُس کران گُلکار یا منٛزلن وتن
چشمہ بھرِمہ رادن ہِش مالب وِزل ابرُو کزۄل ر؟

(۱۲) معرکن منٛز مردِ غازی مایِھران ہیت کُن قدم؟
تیر شۄدرن ژھال ماران خشمہ لاران کوہ تہ بال ر!

(۱۳) اِبرہ والان بُزدِلن، آرام طلبن، کاہلن!
لہرِ چھامانان ہٹھین، بالن، جھمن ہنٛد شرِ تہ آل ر؟

(۱۴) وُزملن، سُنبلن، ترٹن، شاینٛن، ژھٹن، خارن، وٹن
سینہ دارن وول مُفلس یا مُزورا یا چھوہال ر!

(۱۵) ساتہ لہرن رُوز یمنٛی کاروانن ہنٛز علم
لغزشن اندریو ڈلہ قن، قدم پننی سنبھال ر!

(۱۶) زِندگانی ماچھ آرامچ ر، قرارچ ر راحتچ ر!
بے سبب ننہ آسہ ہن ماکنٛڈ کھرین پیٹھ گھاسہ آل ر؟

(۱۷) سِینہ وکھرادان پننُن نیکن بدن آبِ روان!
بارہ ژالن وول آسیاکانِ سہ ہنٛدا زلی فیٖژ آل ر؟

(۱۸) باسہ ہے یڈ دے اَمِس پننٛن زرین ہُنٛد بل جزور
آسہ ہے ماگل، گنٛڈان فردین دُسن سبقل سوال ر؟

(۱۹) یُس حیوان ژُورن تہٕ آدم شکلہٕ شیطانن خبر
ثیاک شیطانا ہیکیا تمسی وتن پیٹھ ڈاٗل، ڈاٗل ؟

(۲۰) دُنیہٕ تہٕ روز یا باج خوارن ہُنٛد غُلامن لرزہ خوف؟
تاجدارن ہنٛدٕ محل ژھن اِنقلابن واٗل رواٗل !

(۲۱) اِنقلابک شور و شر بُوزت اژن، آخر ژھین
یم دۄہس راتس چھِ وایان یانہ ڈن ینٛبنِ ڈقال !

(۲۲) زِندہ روزُن غیرہ سنٛدے دستہٕ مازوُن روا!
اَچھان کمہٕ روۄن سکندر آوٗ وایس تشنہ خاٗل ؟

(۲۳) کامہٕ ژھیلن، کاٗہلن ہنٛز خانہ بربادی زریا
خانہ آبادی کران یُس یان ینٛژھو ئی گاٗل گال ؟

(۲۴) درد دِل آسیس نہ یدوے کیا دماغس سارہ تس
حِکمتک دفتر یران یُس سوٗیژہ ژانگین کھاٗل کھاٗل ؟

(۲۵) صُوفین رِنٛدن شُبا کعبن شوالن ہنٛد طواف؟
رہزنن تھٕپلن تہٕ شوبا جامہٕ احرام ناٗل ؟

(۲۶) عالمس منٛز سینہٕ انسان شکلہٕ حیوانن کمی
بدترین اِنسان بناون پننہٕ دستے ماجہ ماٗل !

(۲۷) پٕٹھن پتھر یدوے دُوئی تے دوگینارک، پردہ زال
سادہ منٛشن آسہ ماہوٗرن، دلالن ہنٛز دلاٗل ؟

(۲۸) فرقہ داری، بد دِلی، تعصب، حسد، بُغض وعناد

اَنہٕ دَرَن سِیتن رِوا لایِن بلایِن ہٮ۪ٚنز دوٗ ناۄلہٕ ؟

(۲۹) یوس کَس نِش ژٕ ہاٚ ٲنژہ لادن ؟ دأ دٕ کس باوَن یَنِن رٕ ؟
گُل تہٕ بُلبُل شبنمس وادس انان نِہہ گاشہ ساۄلہٕ !

(۳۰) رنگہٕ برنگی پوش باوان بارِغ تہذیبک بہار !
رنگہٕ برنگی پوشہ وارٕین ہٮ۪ٚنز شُہان اک پوشہ ڈٲلہٕ !

(۳۱) گُلشنس بیٚٹھ راج کرنُک حق چھُو تِمنئ بُلبُلن
یِم کٔٹھ منز گاش باوان آل رِیٚنئ زٲلہٕ !

(۳۲) مرحبا کشمیرِکِس آبِ حیاتس مرحبا !
وارِیاہ دزہ وُن رِ بدن شہلاوٕ آمہٕ آبِ زلاۄلہٕ !

(۳۳) بوزہ ناوِت زِندگی ہُنٛد نغمہ وُزہ نوۄن جہان !
شاعِرن اندر بنیوٚ فانؔی فوالیٚن ہُنٛد قوٲلہٕ !

ترجمہ

اِنقلاب نے تاجداروں کے محل گرا ڈالے!

(۱) محبّت کی آگ نے کِتنے ہی حسینوں کو جلا ڈالا۔ اور عشق کے ہاتھوں کتنے ہی لاڈلے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی تختۂ دار پر لٹک گئے!

(۲) اہلِ بیا ابھی تک اِس کے بخارِ محبّت کو اچھی طرح سے نہیں پہچان سکے ہیں۔ جبھی تو گُلِ لالہ نے روزِ روشن میں ہی داغوں کی مشعل جلائے رکھی ہے!

(۳) زندگی کی کشتی موت کی لہروں کے (تھپیڑوں کے) بیچ ہی خوشنما اور شاندار معلوم ہوتی ہے! بھلا آندھی نے اُن لوگوں کو بھی گرداب کے اندر دھکیل دیا۔ جو کہ کِنارے کِنارے بھاگ رہے تھے!

(۴) آندھی کیا؟ طوفان کیا؟ سیلاب کیا؟ اور گرداب کیا؟ — کیا ایک لااُبالی اِن تمام آفتوں کی پروا کرتا ہے؟

(۵) بحرِ محبّت کی لہروں کا مقابلہ کرنے والے کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتے ہیں! لہریں اُن کے دامن میں لعل و گوہر چُن چُن کر اور ڈھلکا ڈھلکا کر ڈالتی ہیں!

(۶) گلاب کے پھول اُن لوگوں کے ہاتھوں اور پیروں کو خود بخود چُومتے ہیں۔ جو کہ رات دِن خار زاروں میں پھولوں کی کھوج میں رہتے ہیں۔

(۷) طوفان کے دم قدم کو دیکھ کر ٹیلے اور پہاڑ لرزہ بر اندام ہو جاتے ہیں! لیکن کیا ریچھوں کا بیڈھب رقص بھی محض گرد اُڑا اُڑا کر دُنیا کے چ

کو خوف کے مارے پیلا بنا سکتا ہے؟

(۸) جو جرّی لوگ صرف نظر سے ہی فولادی قلعوں کو مسمار کر ڈالتے ہیں۔ بھلا وہ محض الائچیاں اور خوبانیوں کے مغز چبانے والے بچّوں (کم ہمّت لوگوں) کو کیا خاطر میں لائیں؟

(۹) جو شخص دمبدم آزادی کی تسبیح گھما رہا ہو۔ کیا وہ غلاموں کو پابجولاں دیکھ کر اِترا سکتا ہے؟

(۱۰) جس جانباز کا دِل معرکوں اور محاربوں میں مطمئن اور برقرار رہے کیا سُنبلوں (زلفوں) کی گرہیں اور مرغولے اُسکو جال میں پھنسا سکتے ہیں؟

(۱۱) جو شخص اپنے خون سے سڑکوں، شاہراہوں اور منزلوں کی گلکاری کرتا ہو۔ کیا معشوقوں کے لال لال ہونٹ اور کالی کالی بھوئیں اُس کی نظروں کو بھرما سکتی ہیں؟

(۱۲) مردِ غازی معرکوں میں اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹاتا ہے! بعینہٖ اُسی طرح سے جس طرح نہر بھی سمندروں کو پھلانگتا اور ٹیلوں اور پہاڑوں سے ہو کر دوڑتا ہے (اور مُڑنے کا نام تک بھی نہیں لیتا ہے!)

(۱۳) لہریں بُزدلوں، آرام طلبوں اور کاہلوں کو اپنے ساتھ بہالے جاتی ہیں! کیا لہریں کِناروں، ساحلوں، ٹیلوں، پہاڑوں اور نشیب و فراز کی دراڑوں، بلوں اور گھونسلوں کی کوئی پروا کرتی ہیں؟ (اور اُنہیں اپنی زد سے بچا سکتی ہیں؟)

(۱۴) بجلیوں، بھونچالوں، برف و باراں کی بوچھاروں، آندھیوں،

اولوں، کانٹوں اور پتھروں کے آگے اگر کوئی سینہ سپر ہو جاتا ہے
تو وہ بے چارہ مفلس ہے، مزدور ہے یا کسان ہے!

(۱۵) اُنہی کاروانوں کا عَلم ہر وقت لہراتا رہا۔ جنہوں نے لغزشوں میں
بھی اپنے اُکھڑتے ہوئے قدم سنبھال لیئے!

(۱۶) زندگانی محض آرام، قرار اور راحت کے ہم معنی نہیں ہے! ورنہ کیا
گھاس کے گھونسلے خاردار جھاڑیوں پر بے سبب ہی بنے ہوتے؟

(۱۷) آبِ رواں نیک و بد دونوں کے لئے اپنا سینہ بچھاتا ہے! کیا کسی کا بوجھ
سہارنے والا کوئی ازلی دیوالیہ یا ممسک بھی ہو سکتا ہے؟

(۱۸) اگر اسے اپنے زورِ بازو اور باہُوبل کا ذرا بھی احساس ہوتا۔ تو کیا
یہ بے وقوف بھیک منگا شال اوڑھے اوڑھے ہوئے لوگوں کے
آگے کبھی اپنے ہاتھ بھی جوڑتا؟

(۱۹) جو شخص چوروں اور آدم نما شیطانوں کی خبر لیتا ہے۔ کیا کوئی دوسرا
شیطان اُسے راستوں پر گمراہ بھی کر سکتا ہے؟

(۲۰) کیا غلام ابھی تک باج خواروں سے خائف رہیں گے؟! انقلاب نے
تو تاجداروں کے محل گرا ڈالے!

(۲۱) جو شخص رات دن آپس میں اپنا ہی ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔ وہ
تو انقلاب کا شور و شر سنکر آخر کار چھپ کر رہ جائیں گے۔!

(۲۲) اس نے تو کسی غیر شخص کے ہاتھوں زندہ رہنا جائز نہیں سمجھا!
بھلا یہ کس اجہل نے کہا۔ کہ سکندر (آبِ حیوان کے چشمہ سے)

تشنہ کام اور خالی ہاتھ ہی لوٹ آیا۔؟

(۲۳) جو شخص خون پسینہ ایک کرکے اپنی خانہ آبادی کرتا ہے۔ کیا وُہ کام چوروں اور کاہلوں کی خانہ بربادی کو دیکھنا برداشت کرسکتا ہے؟

(۲۴) جو شخص چراغوں کی بتیوں کو چڑھا چڑھا کر (اُکسا اُکسا کر) علم و حکمت کے دفتروں کا مطالعہ کرتا رہتا ہے۔ بھلا اُس کے دماغ کے پلے کیا پڑ سکتا ہے۔ اگر اُس میں دردِ دل موجود نہ ہو؟

(۲۵) کیا صوفیوں اور رِندوں کو کعبوں اور شوالوں کا طواف کرنا زیب دے سکتا ہے؟ کیا رہزنوں اور غاصبوں کا جامۂ احرام میں ملبوس ہونا اچھا ہے؟

(۲۶) دُنیا میں انسان نما حیوانوں (اور درندوں) کی کمی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ والدین اپنے بچوں کو شروع سے ہی (حقیقی) انسان بنانے کی کوشش کریں۔!

(۲۷) اگر دُوئی، دو رنگی اور غیریت کے پردے اور جالے ٹُوٹ ٹُوٹ کر نیچے گر آئیں۔ تو سادہ لوح اِنسانوں کو دلالوں کی دلالی (اپنی جیب سے) نہیں چکانا ہو گی۔ (یعنی ربّا خواروں اور مفادِ خصوصی کے استحصال کا شکار نہیں ہونا پڑے گا۔)

(۲۸) فرقہ داری، بد دِلی، تعصب، حسد، بُغض اور عناد!"—— اِن تمام اژدہوں کو بلاخیز دُونالی (بندوق) سے اُڑا دینا روا ہے!

(۲۹) بھلا (اِن کے بغیر) یہ کس کے پاس اپنے دِل کے غم کا بوجھ ہلکا

کریں؟ اور کسے اپنے دکھوں کا پتہ دیں؟ جبھی تو گُل اور بُلبُل صبح سویرے شبنم اور صبا کو دعوت پر بُلاتے رہتے ہیں!

(۳۰) رنگ برنگ کے پھُول ہی تہذیب و تمدّن کے باغ کی اصلی بہار دِکھلاتے ہیں! اور رنگا رنگ پھُلواریوں کا گلدستہ ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے!

(۳۱) گُلشن پر حکومت کرنے کا حق صرف اُن بُلبُلوں کو حاصِل ہے۔ جو کہ اپنے گھونسلے جلا جلا کر اندھیرے میں روشنی دِکھاتی ہیں!

(۳۲) مرحبا! کشمیر کے آبِ حیات کو مرحبا! اِس آبِ زُلال نے کِتنے ہی جلتے ہوئے بدنوں کو ٹھنڈک پہونچائی!

(۳۳) اِس نے زندگی کا نغمہ سُنا سُنا کر دُنیا کو بیدار کر دیا! واہ واہ! فانی (شاعر) بھی شعر و سخن میں قوالوں کا قوال بن بیٹھا!

شادی

(۱) بنیو گلزار نارس ثیج، فولے برجستہ ویرانن
بہارٕ پچ پھیر سبزی شعلہ زارن شورہ میدانن

(۲) سینہِ زخمن اچھوگن تے آمہ تاون شبنمک چھرکاو
سینُن مرضن، ڈوکھن، وادین دوا باغِ بہمک داو

(۳) سینُن زہرس اندر ہو ڈریر، ماچھک ہر بنیو حنظل
سینُن جنگلن اندر نہ واَرے باون تل کنڈین مخمل

(۴) گٹن منز نور پھیلیو دور گو ظلماتکوٗ انذھہ کار
شبابک نغمہ ہیٚت جاری سینن آبِ حیا چنج دھار

(۵) رگن منز خون دور یو موٗ مژن، بجبرس سینُن یاوُن
سینُن ہر دسُّس بہارا شولہ وُن، ماگس سینُن شراوُن

(۶) سینُن زنگارہ صیقل، داغ لگ بنیہ پھچہ مژن تارن
وصالک سوز ہیٚوت تیٚنہ بوزہ تاوُن نولہ سیتارن

(۷) یکھن منز موٗ مژن بنیہ زندہ گو مشر دُمُت پرواز
خیالن بنیہ معراجک اُتھے آو روُ دُمُت انداز

(۸) دِلن اندر ہیٚوتن دُب دُب گرٕ ھن بے ہوش میخانن
سینُن بنیہ جوش رِندن، ساقین، پیٚالن تہ پیمانن

(۹) وُزیو بِیہ آب شیرین آبہ رشتین آگران اندر
ستین بیہ نال، ہنہ ہار ہموشن سرن اندر

(۱۰) کرِن نُوکہ سُور سینیو ہتھکرِین، بڑین تہ زولانن
ستین بیہ زول ارمانن ہندین دارین تہ ڈالانن

(۱۱) ستین سازس جبینن پل، ستین زلفن تہ جامن پل
ستین حُسنس تہ عشقس پل، ستین مُشکس مشامن پل

(۱۲) ستین شورس تہ چشمن پل، ستین گوشن تہ دورن پل
ستین نظرن نظارن میل، غلمانن تہ حُورن پل

(۱۳) ستین دیگن تہ دانن پل، ستین بھانن تہ بانن پل
ستین پانن تہ جانن پل، مکینن تے مکانن پل ؎

(۱۴) ستین آغن غلامن پل، ستین ظلمن تہ نیاین پل
ستین میرن فقیرن پل، ستین جلون تہ ساین پل

(۱۵) ستین آبس تہ نارس پل، ستین پوشن تہ خارن پل
ستین منبرن تہ شہترن پل، ستین گامن شہارن پل

(۱۶) وَنان ازشاد یانوٗ فانیس گامٕ غمن اندر
چُھ مستہ آزادِ نے ہندمے چھوپم رجامِ جمن اندر

ترجمہ

شادی (مسرّت)

(۱) آگ گلزار بن گئی اور ویرانوں میں پھول برجستہ کھِل اُٹھے! شعلہ زاروں اور
بارُودی (دہکتے ہوئے) میدانوں میں چاروں طرف موسمِ بہار کی ہریالی ہی ہریالی
چھاگئی!

(۲) زخموں، گھاؤں اور جلتے ہوئے داغوں پر شبنم کی ورشا ہوئی، اور بادِ نسیم
کی خوشگوار ہوا مرضوں، دُکھوں اور روگوں کا مداوا بن گئی!

(۳) زہر میں شیرینی پیدا ہوگئی اور حنظل (کا زہریلا پودا) شہد کی بالائی بن گیا!

(۴) تاریکیوں میں نور پھیل گیا اور ظلمات کی اندھیاری دُور ہوگئی! آبِ حیات
کی دھار شباب کا نغمہ گاتی ہوئی بہہ نکلی!

(۵) مُردہ رگوں اور شریانوں میں تازہ خون موجیں مارنے لگا اور بوڑھاپے پر
جوبن آیا! موسمِ خزاں (تنویر ساماں) موسمِ بہار میں بدل گیا اور ماگھ کا
مہینہ ساون کے مہینے میں منقلب ہوگیا!

(۶) زنگ پھر سے صیقل ہوگئی اور ٹوٹے ہوئے تار دوبارہ جُڑ گئے! محبّت
کے ستار نے از سرِ نو وِصال کا سوز و ساز سُنانا شروع کیا!

(۷) مُردہ پانکھوں (پَروں) میں پھر سے بھولی ہوئی پرواز زندہ ہو اُٹھی
اور خیالات کو اپنی معراج کا کھویا ہوا انداز ہاتھ آیا!

(۸) بے ہوش میخانوں کے دِل پھر سے دَھک کرنے لگے، اور ساتھیوں

رندوں، پیالوں اور پیمانوں میں دوبارہ جوش وخروش پیدا ہوا!

(۹) بے آب منابع اور سرچشموں میں پھر سے آبِ شیریں اُبل پڑا اور جھیلوں میں کمل کے پھول دوبارہ موتی کے ہاروں سے آراستہ وپیراستہ ہوگئے!

(۱۰) ہتھکڑیوں، بیڑیوں اور جیلانوں کی کڑیاں ٹوٹ کر چور چور ہوگئیں اور ارمانوں کے جھروکوں اور دالانوں پر پھر سے جگمگاتا ہوا چراغاں ہوا!

(۱۱) اے لو! سہروں اور جبینوں کا ملاپ ہوگیا! زلفوں اور پوشش ناز کا ملاپ ہوگیا! حسن اور عشق کا ملاپ ہوگیا! اور مشک اور مشام کا ملاپ ہوگیا!

(۱۲) اے لو! سُرمہ اور چشمِ ناز کا ملاپ ہوگیا! نازنین کانوں اور آویزوں کا ملاپ ہوگیا! نظروں اور نظاروں کا ملاپ ہوگیا۔ اور حوروں اور غلمانوں کا ملاپ ہوگیا!

(۱۳) اے لو! دیگوں (ہانڈیوں) اور چولھوں کا ملاپ ہوگیا! ڈھکنوں اور برتنوں کا ملاپ ہوگیا! (یعنی مرغن غذائیں پکنے اور ضیافتیں اُڑنے لگیں جسموں اور جانوں کا ملاپ ہوگیا۔ (یعنی مُردہ جسموں میں جان آگئی) اور مکانوں اور مکینوں کا ملاپ ہوگیا! (یعنی بچھڑے ہوئے لوگ پھر اپنے اپنے گھروں میں لوٹ آئے!)

(۱۴) اے لو! آقاؤں اور غلاموں کا ملاپ ہوگیا! ظلم اور انصاف کا ملاپ ہوگیا! (یعنی ظالم انصاف پسند بن گئے!) میروں اور فقیروں کا ملاپ ہوگیا! اور جلووں اور سایوں کا ملاپ ہوگیا!

(١٥) اے لو! آگ اور پانی کا ملاپ ہو گیا! پھولوں اور کانٹوں کا ملاپ ہو گیا دوستوں اور دشمنوں کا ملاپ ہو گیا! اور شہروں اور دیہاتوں کا مِلاپ ہو گیا۔!

(١٦) لوگ کہتے ہیں۔ کہ آج غموں کی بھرمار میں بھی، فانیؔ (شاعر) ایک نئی ہی شادی (مسرت) اور مستی کے عالم میں ہے! کیونکہ اُس نے جمشید کے جام بھر بھر کے شرابِ آزادی پی لی ہے)!

زندگی تہٕ خۄدی ہٕنٛد نغمہ

(۱) یِمِس بدلس اندر ریہہ آسہ کوٚنڈن شورہ خانن ہٕنٛز
تِمِس ما آسہ لادن گھاسہ آلیٖن آشیانن ہٕنٛز

(۲) دِلس منٛز آسہ لیَس برجستہ فۄلیا ہولہ داغن ہٕنٛز
تِمِس ما آیہ حشمن باڑٕہ لالن ارغوانن ہٕنٛز

(۳) دَواں لیُس برۄنٛہہ میلنہ وٕزلن بٕیہِ نارہ طوفانن
کلس پَیٹھ آسہِ ماتس مہربانی مہربانن ہٕنٛز

(۴) پَتُن یِم، خوٗن ہارِتھ دردہ باغچہ ہاو رنگینی
تِمِس ما شوٗبہِ یأری نوٚبہارن باغوانن ہٕنٛز

(۵) دمادم آسہِ لیَس قدمن اندر رفتار طوفانچ،
تِمِس ما آسہِ فرصت منٛزلن ہٕنٛز کاروانن ہٕنٛز

(۶) محل تعمیر کوٚر یِم دِیٚنہِ قومک استخوانو سیٖت،
ضرورت گاٹہٕ جاری ما تِمیس دشلن تہٕ جہانن ہٕنٛز

(۷) یِمَن منٛز آنٛن دِہأنی نارہ زالان موٗل ظُلمن ہٕنٛدۍ
تِمن دِل لوٗبہ ناوِیا بے زبانی بے زبانن ہٕنٛز

(۸) یِمیٚ مُنہ راتہٕ منٛزہ یِم ہوٚو اصلی جلوہ فردوسک
تِمن نظرہ ما ہانکل خیألی آسمانن ہٕنٛز

(۹) بھرِت سینس اندر یُس آسہِ ہر دم زِندگی ہُند جوش
تمِس ماڈالہِ ہوشو نغمہ خوٲنی نغمہ خوانن ہِشِنز

(۱۰) قدم آزادیٚہ سُند آسہِ تُس ما نال، گیہِ لاکم
یمن پھندن فریبن ہِشِنز یمن حیلن بہانن ہِشِنز

(۱۱) چھو پننے عقلہِ سٕبنۍ یُس عملہِ ہِنٛد ستّارہ پھرناوان
تمِس اختر شُمارٕ ہی گارِہ ماتنجیم دانن ہِشِنز

(۱۲) بمِس بُجرس اندر گرمارٕہ جوشا نوجوٲنی ہُند
تمِس تمنہ لادہ ما پیری اسیری نوجوانن ہِشِنز

(۱۳) یمِس اندر رُوم محبّت آسہِ مظلومن غریبن ہُند
تمِس ڈٕیٔ آسہِ ما ہتھنٛزن زچن ہِشتر گٔترہ بانن ہِشِنز

(۱۴) کتن یُس گوحبا ٹنگ زیر و بم ژھبہِ پارِنیٔ اندر
تمِس ماید خُمٲری ڈالہِ نبگلن محلہ خانن ہِشِنز

(۱۵) بجاحِس ہوش یُس منصورہ شُندہ پاٹھٕ روزہ نارس ہِشِنز
تمِس ما برہمی دارن، رزن تے ریمانن ہِشِنز

(۱۶) وزان یُس آسہِ ہر شاہس اندر نوہِ زندگی ہُند ساز
خُداما آسہِ تُس نِش رازٕ وٲتی راز دانن ہِشِنز

(۱۷) گُرزن بُمُسند جھوفانی الرزہ یاوان کُل جہانس ہِشِنز
تمِس سے آسہِ ما جانین توین نغمن ترانن ہِشِنز

ترجمہ

زندگی اور خودی کا نغمہ

(۱) جس کے تن بدن میں بھٹّیوں، تنُّوروں، گلخنوں اور بارُود خانوں کے شعلے بھڑک رہے ہوں۔ کیا اُس پر گھاس کے گھونسلوں اور آشیانوں کا کوئی بارِ احسان ہو سکتا ہے؟

(۲) جِس کے دل میں فرقت کے داغ برجستہ کھل اُٹھے ہوں۔ کیا اُس کی آنکھوں پر بھی لالہ کے پھولوں اور ارغوانوں کا کوئی اتہام لگ سکتا ہے؟

(۳) جو شخص بجلیوں اور آتش بار طُوفانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے دوڑتا ہے۔ کیا اُس کے سر پر مہربانیوں کی مہربانی اور شفقت کا ہاتھ ہو سکتا ہے؟ (یعنی کیا وہ اپنے آپ پر مہربانوں کی مہربانی کو گوارا کر سکتا ہے)

(۴) جس شخص نے اپنا خون بہا بہا کر باغِ محبّت کی (پُربہار) رنگینی دِکھائی کیا اُس کو نوبہاروں اور باغبانوں کی یارمی زیب دے سکتی ہے؟

(۵) جس شخص کے قدموں میں دمادم طُوفان کی رفتار ہو۔ کیا اُسے منزلوں پر ٹھہرنے اور (سست رفتار) کاروانوں کا انتظار کرنے کی فرصت ہو سکتی ہے؟

(۶) جِس شخص نے اپنی قوم کا محل اپنی ہڈیوں اور اُستخوانوں پر قایم کیا۔ بھلا اُسے "راج مزدوروں" اور ترکھانوں (یعنی ناتجربہ کار اور خام کار رہبروں) کی "عقلمندی" کی کیا ضرورت ہے؟

(۷) جس شخص کی آتش دہانی ظلموں اور استبدادوں کی جڑوں کو جلاتی ہو۔

کیا اُس کے دِل کو بے زبانوں کی بے زبانی ہرشا سکتی (خوش رکھ سکتی) ہے؟

(۸) جس شخص نے اِسی دھرتی (کائناتِ ارضی) میں سے جنّت الفردوس کا اصلی جلوہ دِکھایا۔ کیا اُس کی نظر آسمانوں کی زنجیر دل میں جکڑی ہوئی ہوگی؟ (یعنی عرشِ بریں پر واقع سی خیالی جنّت کی طرف لگی ہوئی ہوگی؟)

(۹) جس شخص کے سینہ کے اندر ہر وقت زندگی کا جوش و خروش بھرا ہُوا ہو۔ کیا نغمہ خوانوں کی نغمہ خوانی اُسے مدہوش اور بے سُدھ کر سکتی ہے؟

(۱۰) جس شخص کا قدم آزاد ہو۔ کیا اُس کی زبان اور گردن میں ان دھوکوں اور فریبوں اور ان حِیلوں اور بہانوں کی لگام آویزاں ہو سکتی؟

(۱۱) جو شخص اپنی عقل و ذِکاوت سے عمل کے سیّارے گھماتا ہو۔ کیا نجوموں کی اختر شماری اُسکو کبھی ڈھونڈ سکتی ہے؟ (یعنی کیا وہ منجموں کی اختر شماری کو خاطر میں لا سکتا ہے؟)

(۱۲) جس شخص کو بوڑھاپے میں نوجوانی کا جوش و خروش گرما دے کیا نوجوانوں کی پیری اور اسیری اُس کے دل کو للچا سکتی ہے؟

(۱۳) جس شخص کو مظلوموں اور غریبوں کے ساتھ قلبی محبّت ہو کیا اُسے اُن کے چیتھڑوں اور مٹی کے برتنوں کے ساتھ کوئی نفرت ہو سکتی ہے؟

(۱۴) جس شخص نے خس پوش جھونپڑیوں میں ہی زندگی (کے ساز) کا اصلی زیر و بم (گوش ہوش کے ساتھ) سُنا۔ کیا اُسے عالیشان بنگلوں اور محلّوں کی بدخاری اور نخوت بدحواس اور گمراہ کر سکتی ہے؟

(۱۵) جس شخص کے ہوش و حواس منصور کی طرح آگ میں پڑ کر بھی قایم رہیں۔

کیا اُسے سُولیوں، زنجیروں، رسیوں اور پیمانوں کو دیکھ کر کوئی برہمی اور سراسیمگی ہو سکتی ہے؟

(۱۶) جس شخص کے ہر نفس (سانس) میں حیاتِ نو کا ساز بج رہا ہو۔ کیا رازدانوں کی رازدانی اُس سے الگ ہو سکتی ہے؟ (یعنی کیا اُس پر زندگی کے راز مخفی رہ سکتے ہیں؟)

(۱۷) اے فانی (شاعر)! جس شخص کا گرجنا ساری دُنیا کو لرزہ بر اندام کر دیتا ہے کیا اُس کی گرج میں تمہارے ہی نغموں اور ترانوں کی لے تو نہیں پائی جاتی ہے؟

غم

(۱) گوندُمَن نار اندرِیُ دِلس وارہ وارا!
گلان آوُ اندرِیُ سپُن پارہ پارا!

(۲) چھوُزن محشرُکَ جھنپچ کونڈِہ نارا!
الاوا جلاوا، تڑر، خارہ خارا!

(۳) فُوسے ڈن، وُڑُیو بارِغ جنتکُ بہارا!
نیما، نِشاطا، نہ رُود شالمارا!

(۴) چھکان آب کمہ عالمکُ آسیہ نارا؟
دَزان دِل، اَچھوکِن روسان آبشارا!

(۵) چھ ناوا اندر آوُ ڈنیِس آوارا!
نہ تارالبان کانھ نہ ڈلیثان کِنارا!

(۶) ڈِلت جامہ خُونی جنُوفی بیمارا!
دلِ انا، ثوتا، بیے ٹھکانا، اوارا!

(۷) گلان کاڑہ زُوناگمُژ داغدارا!
نہ چھُس رِشتہ دارا نہ کانھ یارِ غارا!

(۸) دزان شمع گل، گل، دکان زار زارا
وُڑان واوُ چھُس راوُ راڈان قرارا!

(۹) چھُوکنہ رنگہ نبگلس گمُت لُورہ یارا!
چھُو طُوفانہ گرٛاین غوطن منز اُجارا!

(۱۰) دِلس پیٹھ سوارا ہمالُک چھُو بارا!
حُبابا، غبُارا، عنبُہ نا، بجُارا !

(۱۱) چھُو باسان اُچھن آندہ وندانہ کارا!
دِماغس دِلس گوٚ ختم گاٹہ جارا!

(۱۲) دِلس رُود باقی طرارا شرارا
نہ صبرا، قرارا، نہ کانہہ اختیارا!

(۱۳) نہ رُود دُس قدم ہمتُک زوروارا!
نہ رُود دُس یقینُک کمر استوارا!

(۱۴) نہ رُود دُس وزان اعتمادُک ستارا!
نہ رُود دُس شرابِ خودی ہُند خمُارا!

(۱۵) نہ رُودُس ژٔنس مجتُک کاروبارا!
ذرٔت پیٚو، ذرٔت پیوس ہوسا مارا!

(۱۶) نہ رُود دُس یہ ہادس گوژ ہمُ مختہ ہارا!
نہ ہادس گوژ ہم گوہرِ شاہوارا !

(۱۷) منگان راج باجا نہ تاجا طومارا!
نہ مہرن نہ دیارن کرُن جیٚس شُمارا!

(۱۸) نہ جُنس ہوشس رُود دُس خیالا اشارا!

نہ آنوکران حبس بیدارا ہُشارا !

(۱۹) نہ حبس خوشش پِدان کانہ ہمُند زارہ پارا !

نہ حبُس توشہ نادان دِلا سا مدارا !

(۲۰) کنَن زر، وَنن کیا زرِس بارَارا؟

زرِس نِن چھُ سپنان زورُوی بجتہ کارا !

ترجمہ

غم

(۱) دِل کہ اندر ہی اندر آہستہ آہستہ آگ لگ گئی۔ جس کی وجہ سے یہ اندر ہی اندر پگھل پگھل کر پارہ ہو گیا۔

(۲) جہنم کی بھٹی میں جیسے روزِ قیامت کی آگ جل رہی ہے۔ ہاں ایسی آگ جو کہ زبردست جلن، التہاب، حدت و شدت اور تمازت کی حامل ہے۔

(۳) پھول جل اُٹھے۔ اور باغِ جنت کی بہار بھی اُٹھ گئی۔ نہ تو باغ شاداب رہا۔ اور نہ ہی باغِ نسیم اور باغ نشاط رہے۔

(۴) بھلا کس دُنیا کی آگ جلتے وقت پانی بہاتی ہو گی؟ دِل تو جل رہا ہے لیکن آنکھوں سے (آنسوؤں کی) آبشار بھی جاری ہے۔

(۵) (غمزدہ دِل) ایک کشتی (کے مانند) ہے۔ جو کہ گرداب میں پھنس کر آوارہ پھر رہی ہے۔ اور نہ تو پار ہی پہونچ سکتی ہے۔ اور نہ ہی کنارا دیکھ سکتی ہے۔

(۶) (غمزدہ دِل) ایک جنونی بیمار (کے مانند) ہے۔ جو کہ خونیں لباس میں ملبوس ہے۔ (یا غمزدہ دِل) ایک دیوانہ (کے مترادف) ہے۔ جو کہ بے ٹھکانا اور آوارہ ہے۔

(۷) (غمزدہ دِل) نحیف و نزار چاند (کے مانند) ہے جس کا کوئی رشتہ دار ہے نہ یار و غار۔

(۸) (غمزدہ دِل) ایک شمع (کے مانند) ہے۔ جو کہ پگھل پگھل کر جل رہی اور زار زار رو رہی ہے۔ اِس شمع کے ارد گرد (زور کی) آندھی چل رہی ہے۔ جو کہ اِس کے قرار و سکون کو بگاڑ رہی ہے۔

(۹) (ذرا دیکھئے تو کہ) کیسا رنگین بنگلہ (یعنی دِل) منہدم ہو چکا ہے اور کس طرح سے یہ طوفان کی لہروں اور تھپیڑوں میں اُجاڑ اور ویران پڑا ہوا ہے یا

(۱۰) یہ حُباب! یہ غبار! یہ بخار! اور یہ جنون! — ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ دل پر جیسے کوہِ ہمالیہ کا بار سوار ہو چکا ہے۔

(۱۱) آنکھوں کو چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا دکھائی دیتا ہے۔ اور دِل و دماغ میں عقل و ذکاوت (کی روشنی) ختم ہو چکی ہے۔

(۱۲) دِل میں نہ تو طرارے شرارے باقی رہ چکے ہیں۔ اور نا ہی صبر و قرار اور اختیار باقی رہ چکا ہے۔

(۱۳) نہ تو دِل کا قدم ہمّت زور دار رہا۔ اور نا ہی کمرِ یقین استوار رہی۔

(۱۴) نہ تو دِل کے اعتماد کا ستارہ جگمگا رہا اور نا ہی اِسے (یعنی دل کو) شرابِ خودی کا خمار رہا۔

(۱۵) غمزدہ دل) کو محبّت کا کاروبار (مطلق) یاد نہیں رہا۔ کیونکہ یہ اس انداز میں جل اُٹھا۔ کہ اِس کے ہوس اور ارمان بھی جل اُٹھے۔

(۱۶) (غمزدہ) دل میں نہ تو کسی موتی کے ہار (کے حصول) کی خواہش رہی۔ اور نا ہی گوہرِ شہوار کی آرزو۔

(۱۷) (غمزدہ) دِل نہ تو راج پاٹ، تاج اَور طومار کا طلبگار ہے۔ اَور نا ہی (سونے چاندی کے) سِکّوں اَور دھن دولت کا شمار کرنا چاہتا ہے۔

(۱۸) (غمزدہ) دِل میں نہ تو ذرہ بھر حِس و ہوش ہے۔ اَور نا ہی اِسے اب آوازیں اَور پکاریں بیدار کر سکتی ہیں۔

(۱۹) (غمزدہ) دِل کو نہ تو کسی کی مِنّت و سماجت پسند آتی ہے۔ اَور نا ہی یہ کسی کی تسلّی و تشفی سے جھوم اُٹھ سکتا ہے۔

(۲۰) (غمزدہ) دِل کے کان تو بہرے ہو چکے ہیں۔ اِس لئے بہرے سے لوگ بار بار کیا کہیں؟ سچ ہے۔ کہ بہرے کے پاس ایک پختہ کار آدمی بھی بہرا ہی بن جاتا ہے۔

زِندہ مَرٕ مَرٕ زِندہ روزُن زندگانی ہُند ثبوت!

(۱) یادٕ نا بجرس اندر ہاوُن جوانی ہُند ثبوت!
ہَردٕ دَرِ دُن باغ چھاوُن زِندگانی ہُند ثبوت!

(۲) دانہٕ دانہٕ شراوُنس منز شینہ ماسٕ نہٕ ہُند گلُن
وولہ ہندیرس اندر وِلچھ رواَنی ہُند ثبوت!

(۳) اِرتھلیُن، تُنٕریُن، کُنڈیُن اندر گُلابن ہُنداسُن
دُشمنی منز مایہ ہشرے مہربانی ہُند ثبوت!

(۴) کوُنڈ گُلابُک، داغ لالُک، ثٕرن کران سوزِ بہار
ییتھ وَنان عیبک نشانا سوُنی چھو جانی ہُند ثبوت!

(۵) کُنڈٕ نھرِین ہیرہٕ پوشٕ نُولن، بُلبُلن ہُند بولبوش
وولہ مجنوُن ہندے سوزِ نہانی ہُند ثبوت!

(۶) عشکس باغس شبن اندر سِتارن ہُند بھُلُن
کانِسہٕ شب بیدارہ منزے باغبانی ہُند ثبوت!

(۷) نغمہ آرن ہُند، چراغان لالہ زارن ہُند زُو یارٕ
نَوبہارس منز سرُور و شادمانی ہُند ثبوت!

(۸) بولبوشن، شورِشن منز باغ و بُستانن اندر
شبنمک خاموش روزُن رازدانی ہُند ثبوت!

(۹) بُلبُلن ہُند مبہم بولُن، گیوُن، روشُن، وَدُن
گُلشنس منز کانسہ ہنزے بے زبانی ہُند ثبوت!

(۱۰) زیُون مرُن ماکارِ آسان؟ یتھ جہانس منز مگر
زندٕ مرُن، زندٕ روزُن زندگانی ہُند ثبوت!

(۱۱) سینہ وارُن نشترن، نیزن، بمن، گولن اچھرن
سُرخ رُوئی، کامرانی، شادمانی ہُند ثبوت!

(۱۲) بروٚنہہ پرُن، ہاوس کڈُن، لہرن تہ لہرن ہندٕ لرُن!
زورِ آبس منز یہ شورِ زندگانی ہُند ثبوت!

(۱۳) رَبِّ اَرِنی؟ — کانسہ ہُندے شوقِ دیدارُک جنون!
لَن ترانی؟ — کانسہ منزے سرگرانی ہُند ثبوت!

(۱۴) وُزملَن ہُند کیوٚنژ کالا شورہ آرامس بِہُن
بُلبُلن، قُمرِین ہنزے بے آشیانی ہُند ثبوت!

(۱۵) دوٚہہ اَفتابک تہ راتس زُونہِ ہُند دورُن دَوُن
لولہ بھرتے جورہ ہنزے بانمانی ہُند ثبوت!

(۱۶) داغ زُونے، بھرار پی وُزملے، بھوُلے جنون؛
سوزِ فطرت عشقنے رنگین کہانی ہُند ثبوت؛

(۱۷) مس پریشان، چشمہ خونین، خم اچھر والن اندر!
دِلربا آیا لولہ تیجے ترجمانی ہُند ثبوت!

(۱۸) ہردہ بوٚنُن ہُند وَزُن، سوخنتے گُلالن ہُند وَزُن

سوزِ دِلچے رنگ برنگ آتش فشأنی ہُند ثبوُت!

(۱۹) پیالہ بردأری کرٕ یا کمرُ ودشہِ مٔتہِ شُند غوصہ غم؟
ولہ اشہِ سیٔت رلالہ مَنہ وُن میزبانی ہُند ثبوُت!

(۲۰) دَم بھرُن محنت کش ہُند بانہ منگلن منز بھُن!
چھا غریبن پیٹھ یہ ختم حُکمرأنی ہُند ثبوُت؟

(۲۱) نال سَرِ وَ آسہِ ؤلمُت بلبلن رنگین گلُن!
باغبانو! وَنتہ ئی چھا باغبأنی ہُند ثبوُت؟

(۲۲) خاطِرس منز سرِ وَ رَن میرن قلندرہ کیا انن؟
ہؤل وُچھن پہنٛد وئی بلائے آسمأنی ہُند ثبوُت!

(۲۳) دردِ دل، سوزِ جگر کیا گوٚ؟ یہ ہیچھنےٚ زانئےٚ
حِکمتک دفتر پرُن چھا ہمہ دأنی ہُند ثبوُت؟

(۲۴) دِیدہ پھوران، زَوتہِ ووران، رازِ دِل منز مارکُن!
مرحبا! آمہِ حالہ دِلچے پاسبأنی ہُند ثبوُت؟

(۲۵) ثوب نہ یدَے کاد وانن کانہہ نِشانا منز لُک
ہر نِشانِ رَہ چھُنا تیلہ بے نِشأنی ہُند ثبوُت؟

(۲۶) سوز خِوأنی فانیو! جأنی ہمَن کشمیر کیٔن
آگرن آرن ہنٛدے سوزِ روأنی ہُند ثبوُت!

ترجمہ

زندہ مر مر کے بھی زندہ رہنا زندگی کا ثبوت ہے!

(۱) بُوڑھاپے میں جوبن دِکھانا جوانی کا ثبوت ہے! اور موسمِ خزاں میں (سوز و گداز اور) درد و محبت کے باغ کی بہار لُوٹنا زندگی کی دلیل ہے!

(۲) ساون (کی گرمی) میں برف کے تودے کا رتی رتی پگل جانا محبت کی خنکی میں بھی (یخ بستہ) دِل (کے اندر جوئے اُلفت) کی روانی کا ثبوت ہے!

(۳) حنظلوں، بھڑوں، اور کانٹوں کی بھرمار میں گُلابوں کا مسکرانا دُشمنی کے ماحول میں بھی "محبت" کے لُطف و کرم کا ثبوت ہے!

(۴) خارِ گُل اور داغِ لالہ! —— یہ دونوں سوزِ بہار کے مظہر ہیں! ہاں ہاں۔ جو بات عیب کی نشانی بھی جاتی ہے۔ وہی بات خوبی کی دلیل بھی ہو سکتی ہے!!!

(۵) خاردار جھاڑیوں پر "پوشنُودں" اور بلبلوں کی (درد بھری) الاپ عاشقوں اور مجنونوں کے سوزِ نہانی کی دلیل ہے!

(۶) عرشِ معلیٰ کے باغ میں (اندھیری) راتوں میں ستاروں (کے پھولوں) کا کِھلنا کسی (پاک طِینت) شب بیدار کی باغبانی کا ثبوت ہے!

(۷) جُوئباروں کا نغمہ اور لالہ زاروں کا چراغاں! —— یہ دونوں نو بہار میں سُرور و شادمانی کا ثبوت ہیں!!

(۸) باغ و بُستان میں (طائرانِ خوش الحان کی) نغمہ ریزیوں اور (جھرنوں اور جُوئباروں کی) شورشوں کے بیچ شبنم کا خاموش رہنا اس کی رمز شناسی اور رازدانی کا ثبوت ہے!

(۹) ممبلبوں کا دمبدم بولنا، گانا، رُوٹھ جانا اور رونا گلشن میں کسی دست گُل کی خاموشی کا ثبوت ہے!

(۱۰) کیا جینا اور مرنا کوئی آسان کام ہے؟ نہیں۔ لیکن اس دُنیا میں زندہ مر کے بھی زندہ رہنا زندگی کا ثبوت ہے!

(۱۱) نشتروں، نیزوں، بموں اور گولوں کے آگے سینہ سپر ہو تا ہی سرخروئی کامرانی اور شادمانی کا ثبوت ہے!

(۱۲) آگے بڑھنا، دل کی بھڑاس نکالنا اور لہروں کا آپس میں لڑنا زور شور سے بہنے والے پانی میں زندگی کے جوش و خروش کا ثبوت ہے!

(۱۳) "رَبِّ اَرِنی" کیا ہے؟ —— کسی کے شوقِ دیدار کا جنون!

"لن ترانی" کیا ہے؟ —— کسی کی سرگرانی (اور استغنا) کا ثبوت!

(۱۴) بجلیوں کا کچھ وقت کے لئے چھپ کر محوِ آرام رہنا بُلبلوں اور قمریوں کی بے آشیانی کا ثبوت ہے!

(۱۵) دِن کو سُورج کی دوڑ دھوپ اور رات کو چاند[1] کی تگ و دو (زمن

---

[1] چاند کو کشمیری زبان میں بصیغۂ مؤنث باندھا جاتا ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا ترجمے میں سُورج کو مرد اور چاند کو عورت تصور کیا جائے۔

مصنّف

منصبی کی انجام دہی میں) ایک محبت بھرے جوڑے کے باہمی مقابلے کی دلیل ہے)

(۱۶) چاند (ہجر و فراق کے) داغ کی حامل ہے، بجلی (کے دل) میں تڑپ اور) بیقراری ہے اور برجستہ پھولوں پر جنون طاری ہے بس یہ ہے سوزِ فطرت بھی عشق و محبت کی ایک رنگین کہانی ہے!!

(۱۷) زلفیں آوارہ و پریشان آنکھیں خونین اور پلکیں خم خوردہ !۔۔۔ واہ واہ! ابجارِ محبت اور جنونِ عشق کی ترجمانی کی کیسی دلربا دلیل!!

(۱۸) موسمِ خزاں میں چناروں اور موسمِ بہار میں لالہ کے پھولوں کا جلنا سوزِ دِل کی رنگارنگ آتش فشانی کا ثبوت ہے!

(۱۹) کیا محض پیالہ برداری ہی رُوٹھے ہوئے معشوق کے غصّہ اور ملال کو دُور کر سکتی ہے؟ نہیں۔ محبّت کے آنسوؤں سے محبوب کو منانا ہی خاطرداری اور میزبانی کا ثبوت ہے!

(۲۰) چہ خُوب! محنت کشوں (سے ہمدردی) کا دم بھرنا اور بجائے خود اونچے اُونچے بنگلوں (اور محلوں) میں رہنا!! ــــــ کیا غریبوں (اور مظلوموں) پر ختمِ حکمرانی و استبداد کا یہی ثبوت ہے؟

(۲۱) (اے وائے!) سانپوں نے بُلبلوں اور رنگین گلوں کو اپنی لپیٹ میں لیا ہو (اور باغبان تماشائی ہو)!! ــــــ اے باغبان! ذرا کہہ تو سہی۔ کہ آیا یہی باغبانی کی دلیل ہے؟

(۲۲) بھلا سرو دل اور میروں کو مست قلندر خاطر میں کیا لائیں؟ ــــــ

ہاں وہی مست قلندر جن کی محض ایک کج نظر بلائے آسمانی کی دلیل ہے!

(۲۳) دردِ دل اور سوزِ جگر سے کیا مراد ہے؟ —— بھلا یہ سیکھنے اور جلنے کے بغیر ہی محض فلسفہ و حکمت کا دفتر پڑھنا ہمہ دانی کا ثبوت ہو سکتا ہے؟

(۲۴) آنکھیں غمّازی کر رہی ہیں اور زبان بھی (بے قابو ہو کر) بڑبڑا رہی ہے اور رازِ دِل بھری محفل میں آشکارا ہو چکا ہے! —— مرحبا! ایسی حالت میں بھی دل (کے رموز) کی پاسبانی کا کوئی ثبوت مل سکتا ہے؟

(۲۵) اگر کارواں کو اپنی منزل کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیا۔ تو کیا پھر ہر نشانِ راہ بے نشانی کا ثبوت نہیں ہے؟

(۲۶) اے فانی (شاعر)! تیری سوز خوانی (جنّت ارضی) کشمیر کے منبعوں، سرچشموں، جھرنوں اور جوئباروں کے سوزِ روانی (اور گرمیٔ رفتار) کی دلیل ہے!!

آئینہ

(۱)

سِینہ صافی منٹ چھم تین رجانی — کینہ رئوس سینہ چھم آئینہ ناوَ
پھولوُن ڈکہ چھم روے نورانی — کِینہ رئوس سِینہ چھم آئینہ ناوَ

(۲)

کم کم جانانہ کم ننُد بانی — زُلف نہ جامن کرِت پیراوَ
بارگاہِ میانے یوان لارانی — کِینہ رئوس سینہ چھم آئینہ ناوَ

(۳)

زانان چھس نہ کانھ ہِند مسلمانی — سارِنی شیتن چھم لتوُی کراوَ
ترُکی؟ چینی؟ کُس چھُ ایرانی؟ — کیتہ رئوس سِینہ چھم آئینہ ناوَ

(۴)

کافر مُسلمان چھُم سے پُرزانی — سینہ صافی کران مور چھلہ واوَ
کافری نشہِ مانیوُن مسلمانی؟ — کِینہ رئوس سینہ چھم آئینہ ناوَ

(۵)

میانے جلوِ ح کیا چھ ارزانی — دِیدار کرنے عالم آوَ
شاہ نہ گدا چھم سجدہ دیوانی — کیتہ رئوس سِینہ چھُم آئینہ ناوَ

(۶)

سارنی مرادن چھس داتانی — کانسِہ ہِنتمانم پانس گراوَ

بیُون بیُون سارِنی جلوٕہ ہاوٲنی — کینہ رٕوٗس سینہ چھُم آینہ ناو

(۷)

مَنہٕ منٛز سارِنی چھُسک للہ واوٲنی — کُس سٕنی نرش ڈٕڈہ تہٕ کُس چھُ پستہ زاو؟
سارِنی لولہ گُنوی باگراوٲنی — کینہ رٕوٗس سینہ چھُم آینہ ناو

(۸)

جھونیرِ یٮ۪ن تہٕ بنگلن منٛز سُپُرٲنی — لولہ سان لولہ ہشت کران ٹھٕہ تراو
مابن تھٕزنِ چھُم جلاسے تیراوٲنی — کینہ رٕوٗس سینہ چھُم آینہ ناو

(۹)

غیب ماکانہِ ہندٕ چھُس بوگنزراوٲنی — کانِسہ ما چھُس کڈان ریشہ تہٕ ناو
عقلن تہٕ شکلن چھُس نہ گیلاونی — کینہ رٕوٗس سینہ چھُم آینہ ناو

(۱۰)

سنگدل یدوے کانٛہہ چھُس چھٕرٲنی — شکرن منٛز لبان لو لکٕوٕنی باو
شرمندہ سپنت چھُس پشیمانی — کینہ رٕوٗس سینہ چھُم آینہ ناو

(۱۱)

چھلہِ چھلہِ سپنت چھُم نہ راوٲنی — نوٗرِ جمالک اصلی سوبھاو
گردہِ اندرِ تہٕ چھُس گاہ تراوٲنی — کینہ رٕوٗس سینہ چھُم آینہ دار

(۱۲)

میانِس وٕندس منٛز گرابہ راوٲنی — زوٗن، تارک، سیرِ — نوٗرن تلاو
گنٹہِ تہٕ گاشش کُنی تاباوٲنی — کینہ رٕوٗس سینہ چھُم آینہ ناو

(١٣)

کانہہ چھُم اَسہ ڈٕنہٕ مۆکھہ اُوچھانی　　کانہہ چھُم آشہِ شیٖت کران چھر کاوٕ
ہر کانہہ چھُم تٔمِنہٕ راز باوانی　　کیٖنہ رٕوس سینہ چھُم آئینہ ناوٕ

(١٤)

عاشق تہٕ معشوق جورِہ مارانی　　حُسنک تہٕ عشقُک وُچھان چکہ چاوٕ
لولک سخن چھُم بوزہ ناوانی　　کیٖنہ ژٕوس سینہ چھُم آئینہ ناوٕ

(١٥)

مہربینہ مہرازہ ژُورِہ ژر ژانی　　سرمہ ٹارین منز شرمہِ مُند جھُکاوٕ
پانہٕ ڈٕن ر آزان چھُسکہ لہ وانی　　کیٖنہ ژٕوسِ سینہ چھُم آئینہ ناوٕ

(١٦)

آوٕل مگر چھُس، ژھوٹ مے زندگانی　　تۆ نہٕ چھُم پوشہ مُلن لۆب وُن ناوٕ
فانی تۆرے چھُم پانہ وَنہ وانی　　کیٖنہ ژٕوس سینہ چھُم آئینہ ناوٕ

ترجمہ

آئینہ

(۱) میرے سینے کی صفائی اور پاکیزگی میں ہی میری خوبی اور بھلائی کا راز مضمر ہے
میرا سینہ بغض وکینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے میری
پیشانی نکھری ہوئی ہے۔ اور میرا چہرہ نُورانی ہے۔ میرا سینہ بغض وکینہ
کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۲) کیسے کیسے معشوق اور حسین اپنی زلفوں اور پوشش ناز کو سنوار سنوار کر
(فرطِ عقیدت سے) میری بارگاہِ تعریف میں دوڑے آتے ہیں۔ میرا سینہ
بُغض وکینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۳) میں ہندو مذہب اور اسلام کی تفریق سے واقف نہیں ہوں۔ بلکہ تمام
لوگوں کے ساتھ میرا ایک جیسا برتاؤ ہے۔ کون ترکی ہے؟ کون چینی ہے؟ اور
کون ایرانی ہے؟ ——— بھلا مجھے اِن باتوں کا کیا غم؟ میرا سینہ بغض
وکینہ کی آلائشوں سے پاک ہے اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۴) کافر اور مسلمان دونوں میری پوجا کرتے ہیں۔ اور میری سینہ صافی اور
پاکیزگی پر مور چھل اور چنور جھولتے ہیں۔ کیا (میرے نزدیک) مسلمانی
کافری سے الگ ہے؟ میرا سینہ بغض وکینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔
اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۵) بھلا میرے جلوے اور نظارے کی کیس قدر ارزانی ہے! ابھی تو ساری دنیا

میرے دیدار کے لئے آگئی۔ شاہ اور گدا دونوں میرے آگے سربجود ہوتے ہیں میرا سینہ بغض وکینہ کی آلائشوں سے پاک ہے اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۶) میں تمام لوگوں کی مرادیں برلاتا ہوں۔ میں نے کسی کو ہونٹوں پر حرفِ شکایت لانے کا موقعہ نہیں دیا۔ میں تمام ناظرین کو اپنی اپنی جگہ الگ الگ جلوہ دکھاتا ہوں۔ میرا سینہ بغض وکینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۷) میں تمام لوگوں کو اپنے دل کے ہنگوڑے) میں جھولتا ہوں۔ بھلا میری نظروں میں کون بڈھا ہے اور کون ہفت روزہ خیر خوار بچہ؟ میں جملہ افراد کے ساتھ ایک جیسی محبت کرتا ہوں۔ میرا سینہ بغض وکینہ کی آلائشوں سے پاک ہے اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۸) مجھے جھونپڑیوں اور عالی شان بنگلوں میں گھمایا پھرایا جاتا ہے۔ اور محبت بھرے لوگ شفقت کے ساتھ مجھے اُٹھاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ رکھتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ وہ تو اونچی اونچی نشستوں پر مجھے براجمان کرتے ہیں میرا سینہ بغض وکینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۹) میں تو کسی کے معائب کا شمار نہیں کرتا ہوں۔ اور نا ہی کسی کو بُرے ناموں سے پکارتا ہوں۔ میں عقلوں اور شکلوں کا مضحکہ نہیں اُڑاتا ہوں۔ میرا سینہ بغض وکینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۰) اگر کوئی سنگدل مجھے توڑ ڈالتا ہے۔ تو میرے ٹکڑوں میں بھی وہ محبت ہی کے جذبات موجزن پاتا ہے۔ یہ دیکھ کر اُسے شرمندگی اور ندامت

ہوتی ہے۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۱) ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بھی میرے نورِ جمال کی اصلی سرشت ختم نہیں ہوتی ہے۔ میں خاک و خس میں بھی پرتو پاشی کرتا ہوں۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۲) میرے دل میں سورج، چاند اور ستارے — نہیں نہیں نورِ انوار کے چشمے — موجیں مارتے رہتے ہیں۔ روشنی اور اندھیرے میں تو میری ایک جیسی آب و تاب ہے۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۳) کوئی شخص خندہ روئی کے ساتھ میری طرف دیکھتا ہے۔ اور کوئی مجھ پر آنسوؤں کی ورشا کرتا ہے۔ ہر کس و ناکس مجھ اپنے بھید کھول کر سناتا ہے۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۴) (میرے سامنے) عاشق اور معشوق گھچرے اڑاتے ہیں۔ اور حسن و عشق کی بھڑکن تڑکن اور شوخی و شدت کا نظارہ کرتے ہیں۔ وہ تو مجھے اپنے محبت بھرے بول (اور راز و نیاز کی باتیں) سناتے ہیں۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۵) میری ہی بدولت دولھا میاں (حجاب عروسی کی اوٹ میں) دولہن کی سرمگین (اور پُرخمار) آنکھوں میں شرم و حیا کے جھکاؤ کو دزدیدہ

نظروں سے دیکھتا ہے۔ میں ہی تو ہوں۔ جو کہ دو انجانوں (دولہا اور دلہن) کو (پہلی بار) ایک دوسرے سے ملاتا ہے۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

(۱۶) یوں تو میں بہت نازک ہوں۔ اور میری عمر بھی مختصر ہی ہے۔ لیکن پھر بھی میرا من بھاتا نام ابدی اور زندہ جاوید ہے۔ جبھی تو فانی (شاعر) بھی بجائے خود میری تعریفیں گا رہا ہے۔ میرا سینہ بغض و کینہ کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اور میرا نام آئینہ ہے۔

تِمَس نُندہ باُنِسئ غم آسِہ مازٕنۍ جبینَن ہُنٛد

(۱) ہَواییس جانبازس آسِہ لگمُت نازنینَن ہُنٛد
تِمس ماشوُبِہ تھاوُن کِنیہ انٛدرِئ نکنہ چینن ہُنٛد

(۲) ڈُباُوَ الٕنساٗنیت یِم رِدین دارن خُونہ دریاوس
تِمِس مادم بھرُن زیبا سِیٹھے دھرمن تہ دِینَن ہُنٛد

(۳) کڈان زُوجان یِمَس تنیینٕ کھوٗرن تلِ تنگِہ مظلُومن
غُرُوروشان تَس شوُبا گرُبُن، گنٛدین تہ زِینن ہُنٛد

(۴) نَمن یَس آسِہ ہردم لور مغصم مُفلِسن ہُنٛد خُون
تِمس بدٔنۍ گمانا آسِہ مالالن نگینَن ہُنٛد

(۵) دِلن ہُنٛد کعبہ تہ بتخانہ یِم رٕپِنٛوٗ اَتھوٗ کھیٚتہ راٗوٗ
تِمِس دیدار کِرہ کیا ہردُوارن تہٕ مدِینن ہُنٛد

(۶) حیاتک زیروبم تَس روٗ پرانین داستانن منٛز
نوٗ دِشِتوٗ تمِس، ہێچھناوِہ کیا اٗزکین نوٗینَن ہُنٛد

(۷) جہانس منٛز بتیرِ یِم زٕون اِنسانس تہ اِنسانس
تِمس اندر یُوم مُحبّت آسِہ مامصرن تہ چینن ہُنٛد

(۸) یَمُن ایمان تراوِت پھاٹہ ناوِیم پَتنِہ مُلکچ ناو
لحاظ آسِہ ماؤمسئ جبینَن ہنٛدیُن سقینَن ہُنٛد

(۹) شُبان یِس سازٕ تہٕ سامانہٕ یَنِس نازنین بالس
ثِمِس نُندہٕ باٰلِسی غم آسہٕ مازخمی جبینَن ہُند

(۱۰) تُسندِ دستہٕ یاٰرِی وانہٕ مایان نہٕ اشرافن
دِلس اندر تحرٖیس آسہٕ احبا فن لعیِنَن ہُند

(۱۱) وُچھِت شرمندہ سپیاٰ خاکساٰرِی خاکسارن ہنز
کلس پیٹھ تاج شوبان آسہٕ یَس سونٛدرن جبینَن ہُند

(۱۲) اٰچھن منز روزہٕ ٹھنڈِی دیدم یَس پوشہٕ باغن ہنز
ثِمِس منز ووِد آسِیا دزہٕ ؤینٛن داغن تہٕ سینَن ہُند

(۱۳) بُنتِ بُنہٕ راٰتہٕ ہُند دُشمن دَو الیس آسمان کُن
مقام اصلی لبیا سوٗی آسمانن تےٚ زمینَن ہُند

(۱۴) تسنٛزے نظرہٕ شبنمٕ ماپھولن گلنار وٕیرانن
دِلس منز آسہٕ لگمُت نارِیس بُغضن تہٕ کینَن ہُند

(۱۵) یمیس مدہوشیار الکس ذٕہس نغمن تہٕ ناچن ہنز
ثِمِس ظن آسہٕ ماخلقن ہندیٚن ناقن تہٕ فینَن ہُند

(۱۶) سوُ مامولہٕ ناوہٕ آنۍ کینٛن مختہٕ ہارن بختہٕ کارن منز
غرورس آسہٕ گنجینن، خزینَن تےٚ دفینَن ہُند

(۱۷) یشنٛزے نظرٕ پھولہٕ راوان پیٚنَن ہنز خانہٕ بربادی
ثِمِس طوفانسی، غم مکانن تےٚ مکینَن ہُند

(۱۸) کریا گلزار فانی کانٛسہٕ ہندِس دہ دِہس باغس
خاراٰیس نِتاظن، شالہٕ مارن تےٚ نگینَن ہُند

ترجمہ

کیا اُس حسین معشوق کو زخمی جبینوں کا کوئی غم ہوگا؟

(۱) جس جان باز کو نازنینوں کی ہوا لگی ہو۔ کیا اُسے اپنے دل میں نکتہ چینوں کے خلاف کینہ رکھنا زیب دیتا ہے؟

(۲) جس دین دار نے خون کے دریا میں اِنسانیت کو ڈبو دیا۔ کیا اُسے یونہی دھرموں اور دینوں کا دم بھرنا زیبا ہے؟

(۳) جو شخص اپنے پاؤں تلے تنگ دھڑنگ مظلوموں کی جان نکالتا ہے۔ کیا اُسے گھوڑوں، زینوں اور کلغیوں کی نخوت اور شان زیب دے سکتی ہے؟

(۴) جس شخص کے ناخنوں پر ہر وقت معصوم اور بیگناہ مُفلسوں کا خون لگا ہُوا ہو۔ کیا اُسے لعلوں اور نگینوں کا کوئی دُوسرا ہی تصوّر تو نہیں ہے؟

(۵) جس شخص نے اپنے ہی ہاتھوں سے دِلوں کے کعبے اور بُت خانے توڑ ڈالے۔ بھلا اُسے ہر دُواروں اور مدینوں کا دیدار کیا کر سکتا ہے؟

(۶) جس شخص کی زندگی کا زیر و بم پُرانی داستانوں میں گم ہو چکا ہو۔ بھلا اُسے آج کل کے جدّت پسندوں کی جدّت کیا سکھا سکتی ہے؟

(۷) دُنیا میں جس شخص نے اِنسان اور انسان کے بیچ مغایرت اور تفریق کو روا رکھا۔ کیا اُسے بھرتوں اور چینیوں کے ساتھ قلبی محبّت ہو سکتی ہے؟

(۸) جس شخص نے اپنا ایمان چھوڑ کر اپنے مُلک کی کشتی کو غرقاب کر دیا۔

کیا اُسے دوسروں کے سفینوں کا کوئی لحاظ ہو سکتا ہے؟

(۹) جس کے نازنین بدن پر بناؤ سنگار اور ساز و سامان رعنا و زیبا معلوم ہوتا ہو کیا اُس حسین معشوق کو زخمی جبینوں کا کوئی غم ہوگا؟

(۱۰) جس شخص کے دل میں اجلافوں اور لعینوں کا تیکھاپن اور کھوٹ ہو۔ کیا اُس کے ہاتھوں دوستوں اور اشرافوں کی کوئی یاری ہو سکتی ہے؟

(۱۱) جس شخص کے سر پر سُندر اور حسین معشوقوں کا تاج خوبصورت معلوم ہوتا ہو۔ کیا وہ خاکساروں کی خاکساری کو دیکھ کر شرمندہ ہو سکتا ہے؟

(۱۲) جس شخص کی آنکھوں میں لمحہ بہ لمحہ پُھلواریوں کی ٹھنڈک اور طراوت رہتی ہو۔ کیا اُس میں بھی جلتے ہوئے داغوں اور سینوں کا درد اور کسک ہو سکتی ہے؟

(۱۳) جو شخص دھرتی (کائناتِ ارضی) کا دُشمن بن کر آسمانوں کی طرف دوڑتا ہو کیا اُسے آسمانوں اور زمینوں کا اصلی مقام ہاتھ آ سکتا ہے؟

(۱۴) جس شخص کے دِل میں بُغض و کینہ کی آگ لگی ہوئی ہو۔ کیا اُس کی نظر کو ویرانوں میں گلزار کھِل سکتے ہیں؟

(۱۵) جس شخص پر رات دِن راگ و رنگ اور نغمہ و رقص کی مدہوشی اور مستی طاری ہو۔ کیا اُسے لوگوں کی فاقہ کشی اور کف آور پیچ و تاب کا کوئی ظن ہو سکتا ہے؟

(۱۶) جس شخص کو اپنے گنجینوں، خزینوں اور دفینوں کا گھمنڈ ہو۔ کیا وہ بخت کاروں کے بیچ (کسی غریب اور مظلوم کے) گھرتا آنسوؤں کے ہاروں کی

قیمت کے تعین پر کوئی ردّ وکد کر سکتا ہے؟

(۱۷) جس کی نظر دُوسروں کی خانہ بربادی کو دیکھ کر پھلتی پھُولتی (خوش ہوتی) ہو - کیا اُس طوفان کو مکانوں اور مکینوں کا کوئی غم ہو سکتا ہے؟

(۱۸) اے فانی (شاعر)! جس شخص کو نِشاطوں، شالہ ماروں اور نگینوں کا خمار ہو - کیا وہ کسی دُوسرے شخص کے چلے ہُوئے (اُجاڑ) باغ کو بھی گلزار بنا دے گا؟

وُزمل

(۱) کثرت پردہ اُبرک چھ مستوٗر کوٗس تام
کھٹِت نوٗرہ بَرٛژی بہت کوٗر کوٗس تام

(۲) اٰتی یان ہاوان اٰتی ژوٗرہ روزان
چھ مُژران دِوان سوٗرگہ دار حوٗر کوٗس تام

(۳) اٰتی نظرِ شیٖتِن گٔژھن منز انان گاش
اٰتی نظرِ شیٖتِن کران سوٗر کوٗس نام

(۴) چھ بَرٛیا تُلِت دُف گرٛژھان غیب چل چل
چھ اِنسانہ نظرے ژلان دوٗر کوٗس نام

(۵) چُھکس جود گارس انٛز یوٗت جادِس
تیٚم بیقرارٕی چھ ہیٚنت پوٗر کوٗس تام؟

(۶) تَسُند گاہ یَیِت نوفہ گگراے ترٛاوان
چھ یِتھٕ عالمس ییتِ ماشوٗرِ کوٗس تام

(۷) چھ کوٗس فانیو بیتھ بہ اسمان رسول؟
وَنان تَس چھ وُزمل، وَنان تَس چھ وُزمل

ترجمہ

بجلی

(۱) بھلا یہ کونسی نازنینہ بادلوں کا حجاب اوڑھے ہوئے ہے؟ یہ کونسی نوپیکر دوشیزہ گھونگھٹ نکالے ہوئے بیٹھی ہے؟

(۲) ابھی اپنا نورانی بدن دکھاتی ہے۔ اور ابھی چھپ جاتی ہے! بھلا فردوس بریں کی یہ کونسی حورِ جنت کے جھروکے کو ابھی کھولتی اور ابھی بند کرتی ہے۔

(۳) بھلا یہ کونسی معشوقہ ابھی اپنی نظر سے اندھیرے میں اُجالا کرتی ہے اور ابھی اپنی نظر سے ہر شے کو خاکستر بنا دیتی ہے۔

(۴) بھلا یہ کونسی آسمانی حسینہ اِنسانی نظر سے دُور بھاگتی ہے؟ کیا یہ کوئی پری تو نہیں ہے۔ جو کہِ اُڑتے ہی فوراً نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے؟

(۵) بھلا یہ کس جادوگر کا اثر ہے۔ جس نے کہِ ایک مستورہ کو بے حد بیقرار کر رکھا ہے؟

(۶) اُس کا جلوہ دیکھتے ہی بادل گولے سر کرتے ہیں! نہ معلوم کہِ عالم بالا کی یہ کونسی محبوبہ اِتنی مشہور رہتی ہے!

(۷) اے فانی (شاعر) بتا تو سہی کہِ یہ آسمانی نرگس کونسی حسینہ ہو سکتی ہے؟ اُس کا نام بجلی ہے! اُس کا نام بجلی ہے!

یہ مئ ماپیدہ کورملژار اِنسانن لیشن اَندر؟

(۱) یہ میٔو نوئ سوئز دِل مامشعلن، ژاٗنگبن، لشن اندر؟
یہ میٔو نوئ ہولہ تپ ماشولہ ماران آتشن اندر؟
(۲) گلالن داغ مالاٗری تہ میٔانی نولہ بیماری؟
یہ میٔو نوئ خون ماجاری چھوکن، زخمن، کھشن اندر؟
(۳) یہ میٔو نوئ پان ما، زۂ جان ما، ارمان اندرِم ما
یمن داذین، دگن، رتیلن، بھرکن، واین گشن اندر؟
(۴) یہ مامیٔانین رگن ہنوین، تہ وءن پوشرین ژرِدین؟
یہ مامیٔانین نن ہشر سرخیا اثرے دشن اندر؟
(۵) مکانن محلہ خانن مایہ میٔانین اُستخوان ہند
دیَرسورُدۂ دِرامن، اِیکلن، پورن، لیشن اندر؟
(۶) بجرمیٔو نوئ، ٹقر میو نوئ، یہ ماسورُدئ تشر میٔو نوئ
یمن سرو بلندن، سرفرازن، سرکشن اندر؟
(۷) یہ میٔو نوئ نوشس مامیٔانین نشن، کیفن، سُرورن ہند
خمارن، مستیٔن، جامن، شرابن، میکشن اندر؟
(۸) یہ میٔانی حوصلن ما، دلولن ما، زور وشورن ما
بھرمن ہند ر بھوت مارِت تراٗو تحویزن دشن اندر؟
(۹) یہ میٔو نوئ زور ما، رفتار ما، انداز لڑنگ ما

دِلاورٕ رُستمن، باڈرِ سہمن، محنت کشن اندر؟

(١٠) کمن زوراورن اَنہٕ فِینہٕ یمہٕ سنگلاخ سینن مٹیان رٕ!
تُوے ماجائے زٕ لنس آبہٕ نیرن ترکشن اندر؟

(١١) یہٕ میُونُوی ظالمن مالرزٕ، میُونوی جابرن ماخوف
گنڈان تِکہٕ تار چھُس یہٕ ہنڈین زُون چھاپن، کشن اندر؟

(١٢) یہٕ مَی مادَم بدم دُفہٕ ناد، آدم شاہبازن سیٖت رٕ؟
یہٕ مَی ماپیدٕہ کوٗر ملرزار انسانن تپشن اندر؟

(١٣) یہٕ مَی ماسُور کوٗرٕ رشتٕ ثنن یمن زُورن تہٕ ابلیسن
یمو نُور قِلتہٕ شوٗر پا اوٗشن، زامن، ہشن اندر؟

(١٤) تمے یم نغمہ میٖانی ماالکن خلقن کران بیدار
یمن عالم کراں موٗن، آفرین شابشن اندر؟

(١٥) یہٕ میُونُوی ماوزان سیتار آرن آبشارن منز؟
یہٕ میٖانی ماگرزان آواز دریاون رشن اندر؟

(١٦) یمے ساری سخن ویٖژہ ناوَ قانی شاعرن بوٗن بوٗن!
تُوے مادشمن سر سام سپدِنت سرفشن اندر؟

ترجمہ

کیا میں نے ہی انسانوں اور حیوانوں میں تال میل اور اُنس پیدا تو نہیں کیا؟

(۱) کیا مشعلوں، چراغوں اور (جلتی ہوئی) دھیلیوں میں یہ میرے ہی دِل کا سوز وگداز تو نہیں پایا جاتا ہے؟ کیا (بھڑکتے ہوئے) الاؤں میں یہ میرا ہی بُخارِ ہجر و فراق شعلے تو نہیں مار رہا ہے؟

(۲) کیا گُلِ لالہ میرے ہی داغِ جگر کے حامِل اور میرے ہی دردِ محبّت میں مبتلا تو نہیں ہے؟ کیا (مظلوموں کے) زخموں، گھاؤں اور چرکوں سے یہ میرا ہی خونِ دِل بہہ تو نہیں رہا ہے؟

(۳) کیا اِن مرضوں، بیماریوں، بیقراریوں، کف آور کراہٹوں اُکھڑتے ہوئے سانسوں، جان کنیوں، رعشوں اور بیہوشیوں میں یہ میرا ہی جسم، یہ میری ہی جان اور یہ میری ہی حسرتِ دُرون پیچ و تاب تو نہیں کھا رہی ہے؟

(۴) کیا دوشالوں اور دوپٹوں میں یہ میری ہی رگوں کا تانا بانا تو نہیں ہے؟ اور اِن کے بخیوں، آنچلوں اور جھالروں میں میرے ہی ناخنوں سے رِستے ہوئے خُون، کی لالی تو نہیں پائی جاتی ہے؟

(۵) کیا مکانوں اور محلّوں کے کھمبوں، ستونوں، شہتیروں، منزلوں، اور چھتوں میں یہ میری ہی ہڈیوں اور اُستخوانوں کی ساری مضبوطی

اور پائداری تو نہیں پائی جاتی ہے؟

(۶) کیا اِن بلند قامت سَرووں، سرفرازوں اور سرکشوں میں یہ میری ہی عظمت، یہ میری ہی سربلندی اور یہ میری ہی (غیرت وحمیّت کی) حرارت تو نہیں پائی جاتی ہے۔

(۷) کیا خماروں، مستیوں، ساغروں، شرابوں اور میکشوں میں یہ میرے ہی نشوں، کیفوں اور سروروں کی رُوح کارفرما تو نہیں ہے؟

(۸) کیا میرے ہی حوصلے، وَلولے اور زور و شور نے تعویذوں، گنڈوں اور جاہلوں میں فریب و توہّم کے بھوتوں کو ہلاک تو نہیں کر ڈالا ہے؟

(۹) کیا دلاوروں، رُستموں، ببر شیروں اور محنت کشوں میں یہ میری ہی طاقت و جبارت، یہ میری ہی رفتار اور یہ میرے ہی لڑنے کا انداز تو نہیں پایا جاتا ہے؟

(۱۰) (واہ واہ!) اِس میرے سنگلاخ سینے نے کن کن زور آوروں کو کنف بدہن (درماندہ) کر دیا ہے! کیا اِسی لئے تیر و پیکان بھی بھاگ کر زرہ کشوں میں چھپ تو نہیں گئے ہیں؟

(۱۱) کیا ظالم مجھ سے ہی لرزہ براندام اور جابر مجھ سے ہی خوفزدہ تو نہیں ہیں؟ ہاں وہی ظالم اور جابر جن کی جانوں کی میں دھجیاں اُڑا دیتا ہوں!

(۱۲) کیا میں نے ہی آدمیوں کو دمبدم شاہبازوں کے شانہ بشانہ تو نہیں اُڑایا؟ کیا میں نے ہی اِنسانوں اور حیوانوں میں تال میل اور اُنس پیدا تو نہیں کیا؟

(۱۳) کیا میں نے ہی اُن چوروں، اُچکوں اور ابلیسوں کے (مکروفریب کے) شیشے چور چور تو نہیں کر دیے جنہوں نے۔ بہوؤں، نندوں اور ساسوں میں نت نئے جھگڑے برپا کر رکھے؟

(۱۴) کیا یہ میرے ہی نغمے اور گیت لوگوں کو (خوابِ غفلت سے) بیدار تو نہیں کر رہے ہیں؟ ہاں ہاں وہی نغمے اور گیت جنہیں دُنیا آفرین و تحسین کے ساتھ چومتی ہے۔!

(۱۵) کیا ندیوں، جھرنوں اور آبشاروں میں یہ میرا ہی ستار بج تو نہیں رہا ہے؟ کیا دریاؤں کے (تُند و تیز) بہاؤ میں یہ میری ہی آواز گرج تو نہیں رہی ہے؟

(۱۶) فانی (شاعر) نے ... ان سارے نکتوں کو تفصیل کے ساتھ ذرّہ ذرّہ واضح کیا! کیا اسی لئے دُشمن سرسام زدہ ہو کر اپنے سَروں کی مالش تو نہیں کر رہے ہیں؟

ژودٲہم زون

(۱) وایہ کرٕ کرٕ بالہٕ پٮ۪ت ؤتھن وۄدٲیہ زُون!
ژھایہ رُوزِت آس کٔمنٛزٕ رایہ زُون؟

(۲) ناگرٲیس مادنن پاتالہٕ وۄن ؟
داغ ہیت ہیال زن کھٕژ ہایہ زُون!

(۳) نُورہٕ لنجہٕ پھیلیبہ ڈۄ وھہ منزٕ زن چھلِت!
پوشہٕ تھٕر رۄپہ سنزٕ ۆولِت زن آیہ زُون!

(۳) کونٛزس منٛز یاگرِت رۄپہ سُنٛد بدن
حُوراک زن شران گرنے درٲیہ زُون!

(۵) بولہ چشمو تارکن کُن وُچھنہ یِٕچھ
مایہ ہٕژ ناج زن شرُین منٛز ژایہ زُون!

(۶) لَیس نہ جگرک داغ فانی ٹٕن، گرژھن
عاشقس زٲنیا تٔتھس ہمسایہ زُون؟

چودھویں کا چاند

[(نوٹ) :- چونکہ "چاند" کشمیری زبان میں مؤنث ہے۔ اس لیئے اسکو مندرجہ ذیل ترجمے میں بھی مؤنث ہی باندھا گیا ہے۔)]

(۱) چاند پہاڑ کی اوٹ سے چپکے چپکے نمودار ہو گئی! بھلا یہ کس کے خیال سے چھُپ کر بیٹھی ہوئی تھی؟

(۲) اے وائے! چاند ۔۔ نہیں نہیں ہیمال ۔۔ دِل میں (حسرت و فراق کا) داغ لیکر اُوپر آئی!
کیا یہ پاتال (تحت الثریٰ) میں اپنے عاشق ناگراج کو ڈھونڈ تو نہیں رہی تھی؟

(۳) آکاش میں نورانی ٹہنیاں سی پھیل گئیں! ۔۔ جیسے کہ وہ دُودھ میں دُھلی ہوئی ہوں! چاند گویا ایک روپہلے پھولوں والی بیل کی طرح کھِل اُٹھی!

(۴) یا یوں سمجھیے۔ کہ فردوسِ بریں میں ایک سیمتن حور آب کوثر میں نہانے کو نکلی!

(۵) چاند محبت بھری نظروں سے ستاروں کو دیکھنے لگی! ۔۔
جیسے ایک مامتا بھری ماں اپنے بچوں کے بیچ آگئی!

(۶) اے فانی (شاعر)! جس عاشق کے داغ جگر (چاند کی طرح) منظر عام پر نہ آجائیں۔ کیا چاند اُس کو اپنا ہمپایہ مان سکتی ہے؟

ہمأس کھسُن کار چھا لولرٕ یِن ہُند ؟

(۱) علبلَن اندر جوش آسیا ریُن ہُند؟
ہٕریُن ہو چھٕ کٔرن پوش پوشے تھٔریُن ہُند؟

(۲) چھ دکار اَتہٕ مردِ یارٕ سُمن ہَنز !
ہمأس کھسُن کارِ چھا لولرٕ یُن ہُند؟

(۳) کوہس والہِ فرہادہ سُند زورِ بازُو!
کیَنہٕ کیا اثر سینہٕ بُنگے ترٕ یُن ہُند؟

(۴) عذابن اندر سرو وٕ ٹن سُرخروئی!
گلُابن ہِیچھے تکیہ چھا کنڈٕ تھٔریُن ہُند؟

(۵) یھٔریا لول کمزورِ دِل اِنقلابن ؟
ژٹن مَنز دٔریا اۆل لاویُن ۂریُن ہُند ؟

(۶) نوٕیُن آستانن، نوٕیُن محلہ خانن
شُیا دار پرٛانیُن مکانن لٔریُن ہُند؟

(۷) ہشرکیا نوٕیُن پوشبیرٕ یُن پر آنہ وارن؟
حسینَن شُیا مَنزِلہ بھانڈٹن کھٔریُن ہُند؟

(۸) قرارس اندر موت آزاد لہرن
زِندٕے مُومنیُن شوق آلیُن مٔریُن ہُند؟

(٩) وُچھن نُورٕ تٕے نار پَنٕنٕوُئی یہر سُو
تمکَن نظرٕ ییم یارٕ پرٕدن ٹھرِیٕن ہُند

(١٠) پھِران ساتھ یُس مال آزادِ یٕے ہُنٕر
زرٕیا بارٕ بٕنٕنٕن ژٕرٕین ہتھکرٕ ین ہُند؟

(١١) تھوٚویا سارٕ قیدیٕن اندر قید خانن
یہ بولٕن وُرٕدٕن بُلبُلَن وٕن ژٕرٕین ہُند؟

(١٢) ڈوٚٹھیا ڈٕرٕ مشٕین دِل وُچھٕت آسمانن
شٕبنَن مٕنٕز یہ زُولاڈٕ ین نوکترٕ ین ہُند؟

(١٣) پیا کامہ نٕبرٕم یہ بٕھرٕ زار پُوچھر
یمَن مغزٕ رٕسٕیتٕن دماغن ژٕھرٕین ہُند!

(١٤) سُلیمان بٕنٕن تھوٕد وُرٕن ییم یِہ یٕدٕ وٕے
ژٕرٕین نٕرادٕ ہ آمار ژٕرٕین برٕین ہُند!

(١٥) ڈوٚہس ییم کران رات، راتس کران دوٚہ
تِمَن کیا حِساب آسہِ ساتن گرٕین ہُند؟

(١٦) چھ ماوُنہ نہ آزادیا کا شٕرٕین ہُنٕر!
یہ کیا ڈھونگ نذرن، نیازن وٕرٕین ہُند؟

(١٧) زٕوان مازٕ کٕیٕتیٕ، تلان مازٕ کٕیٕتیٕن!
عزیٕن گٕمٕت حال گاڈٕن ژٕرٕین ہُند!

(١٨) گٕمٕت شرمہ ہُند ایرٕ سرمایہ حوٚرن

یہ سیلاب کیا فوجیَن لشکرئن ہُند ؟

(۱۹) یِکھ بُردِلن وۄن اتھ انقلابا

فقط کارمۄکلیٖن، کُنِن، ژھردرِین ہُند ؟

(۲۰) سُو داریاپن سینہ طوفانہ گراین

یمِس آسہِ غم اُستخوانَن ترِین ہُند ؟

(۲۱) یِتھُوی نیرِہ وۄن آفتاب اِنقلابُک

یمہ سورہ ژوُرن، بھگن اچُودھرِین ہُند !

(۲۲) شرابا مۄ در جاۄن، فانی ! موٚدرِ کے !!

کمالا چھو بوڈ نغمہ بوزان زرِین ہُند !

ترجمہ

کیا ہمالہ کو سر کرنا نازنینوں کے بس کی بات ہے؟

(۱) کیا علیلوں میں بھی صحت مندوں کا جوش اور ولولہ پایا جا سکتا ہے؟ کیا لکڑی کے سوکھے ہوئے تنکوں میں بھی گلپوش بیل بوٹوں کی بہار دکھائی دے سکتی ہے؟

(۲) یہاں تو رستموں کی (علو ہمتی اور) مردانگی درکار ہے۔ کیا ہمالہ کو سر کرنا نازنینوں کے بس کی بات ہو سکتی ہے؟

(۳) پہاڑ (یعنی کوہ بے ستون) کو فرہاد کا زورِ بازو ہی گرا سکتا ہے۔ بھلا (سنگین) چٹانوں پر (مستورات کی) چوڑیوں سے آراستہ (نازک اور ملایم) باہوں کا کیا اثر ہو سکتا ہے؟

(۴) (مشکلوں اور) عذابوں کی بھرمار میں ہی سروروں کی سرخروئی ممکن ہو سکتی ہے۔ ورنہ کیا گلاب کے پھول یونہی خاردار پودوں پر تکیہ نشین ہیں؟

(۵) کیا ایک کمزور دِل انقلابوں سے میل اور اکٹھ کر سکتا ہے؟ کیا لکڑی کے نازک تنکوں کا گھونسلا بجلیوں کی یورش میں صحیح و سلامت رہ سکتا ہے؟

(۶) کیا نئے آستانوں اور نئے مکانوں کی تعمیر میں پرانی عمارتوں کی بوسیدہ چیزوں کا استعمال زیب دے سکتا ہے؟

(۷) بھلا نئے دُھسوں (دوشالوں) اور پھٹے پرانے کپڑوں میں کونسی مناسبت اور مطابقت ہو سکتی ہے؟ کیا بھانڈوں (گنوار گویوں اور موسیقاروں) کی موٹی موٹی پگڑیاں حسینوں کے لیے باعثِ شان ہو سکتی ہیں؟

(۸) آزاد موجوں کے لئے تو سکون و قرار موت کے مترادف ہے۔ لیکن زندہ درگور بُز دِلوں کو بِلوں، گھونسلوں اور ڈربوں (میں آرام کرنے) کا شوق ہے۔

(۹) جو لوگ اپنی نظروں کو (توہمات کے) پردوں اور حجابوں کے بوجھ سے آزاد کرینگے۔ وُہ اپنے ہی نُور اور نار کو ہر طرف جلوہ گر دیکھیں گے۔

(۱۰) جو شخص ہر وقت آزادی کی مالا جپ رہا ہو۔ کیا وُہ اپنے بازُوؤں میں ہتھکڑیوں کے بوجھ کو برداشت کر سکتا ہے؟

(۱۱) کیا بُلبُلوں اور بن کی مینائوں کی یہ (نغمہ ریز) چہک اور (آزادانہ) پرواز قید خانوں میں قیدیوں کے ہوش و حواس کو برقرار رکھ سکتی ہے؟

(۱۲) کیا رات کی ظلمتوں میں عرشِ معلیٰ کے دالانوں اور جھروکوں کا یہ (جگمگاتے ہوئے ستاروں کا) چراغاں دیکھ کر دِل جلوں کے دِل کھِل اُٹھ سکتے ہیں؟

(۱۳) کیا اِن تہی مغزوں اور خالی دماغوں کی یہ بیرونی شجاعت اور فربہی کسی کام آسکتی ہے؟

(۱۴) اگر چیونٹیوں کا دِل (تنگ و تاریک) دراڑوں اور چھیدوں کے حُبّ سے دامن کش ہو جائے۔ تو یہ بھی بجائے خود سُلیمان اور بلند پرواز کے خوگر بن سکتے ہیں۔

(۱۵) جو لوگ دِن کو رات اور رات کو دِن کر دیتے ہیں (یعنی شب و روز محنت کرتے رہتے ہیں) بھلا اُنہیں ساعتوں اور گھڑیوں کا کیا حساب و شمار ہو سکتا ہے؟

(۱۶) (وائے وائے!) ابھی تک (مجبور و مقہور) کشمیریوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزادی نصیب نہیں ہو سکی ہے!! بھلا اِن (خالی خولی) نذرانوں،

چڑھاؤں اور (مبارکبادی کے) تحفوں کی بخشش کا یہ کونسا ڈھونگ رچ رہا ہے؟

(۱۷) (اے وائے!) کتنوں کا گوشت بھون لیا جاتا ہے اور کتنوں کا گوشت تل لیا جاتا ہے!! (ہیہات!) غریبوں کا بھی حال مچھلیوں کا سا ہو چکا ہے!!

(۱۸) (اے وائے)! فردوس کشمیر کی شرم آگین) حُوروں کی عفت و عصمت کا سرمایہ بھی غرقاب ہو چکا ہے!! بھلا (درندہ صفت) فوجیوں اور لشکریوں کا یہ کونسا سیل بے تمیز اُمنڈ آیا ہے؟

(۱۹) بھلا یہ کس بُزدل نے کہا کہ انقلاب لانا محض مجردوں، واحدوں اور بیکاروں کا کام ہے؟

(۲۰) کیا وُہ لپست ہمت شخص بھی اپنے سینے کو طوفانی موجوں کے ساتھ ٹکرا سکتا ہے جس کو اپنی ہڈیوں اور پسلیوں (کی سلامت) کا فکر ہو؟

(۲۱) لیکن جونہی انقلاب کا سُورج پرتو پاش ہوگا۔ توں ہی چوروں، ٹھگوں اور چودھریوں (اُچکوں) کا وقت ڈھل جائے گا۔

(۲۲) اے فانی (شاعر)! کیسی میٹھی شراب ہے یہ تیری شیریں الاپ!! واقعی بہروں کا بھی گوش بر نغمہ ہونا ایک بڑا کمال ہے!!!

ژُوٹہ گاش تہ شین

(١) ژُدہ تِہ ژِ ڈَوَ پَرَ توشِینہ دَاں فُویئے!

ژُو پہ شندی پوش قُول، فولیئے آسے!

ژُو پہ سندی جامہ کم عالمن ڈیئے!

ژُو پہ شندی پوش قُول، فولیئے آسے!

(٢) ژُو پہ سُند باغا وُد ھہ چھل، چھیلئے!

اِنڈی انڈی گنڈ ڑ گنڈی، مرمر قلاسے!

پہ وُ بِچھت کم کم گاٹل یٹھلئے!

ژُو پہ سندی پوش قُول، فولیئے آسے!

(٣) ژُو پہ سُند فرشا عرشے تیلئے!

تُوژُک وشا میانہ مُژہ رزہ آسے!

پُژ پہ تہ حُورہ ما وژھ نُورہ ٹبلیئے!

ژُو پہ شند پوش قُول، فولیئے آسے!

(٤) شُورگچہ دُو د ھہ کوٹلہ وَژھ ڈنوئے!

ژُو پہ گُل، دو د ھہ چھل، چھیلئے دراسے!

حُورہ وَژھ شرالنس دُو دُل، ٹلیئے!

ژُو پہ سندی پوش قُول، فولیئے آئے!

(٥) ژُو پہ پاشزادہ وَژھ گُل، گلبیئے!

رٗدٕ پہ تارہ وارہ وارہ ماران گراۓ !

شورگگ زِیر دبم ژھوٕ پہ ڈٕلِ ڈٕلیۓ !

رٗدٕ پہ سٕنٛدٕ پوش فٕول فولیۓ آسۓ !

(۶) نورہ پردن منز کیا چھ ڈٕل ڈٕلیۓ

پوشہ ڈٕن ہستی توشہ ڈٕن ماۓ !

نورس شیتہ گو نور زٕلِ زٕلیۓ

رٗدٕ پہ سٕنٛدٕ پوش فٕول فولیۓ آۓ !

(۷) ڈراۓ کم ڈٕل ڈٕل توسہ نکٕلیۓ ؟

نورہ تنہ کرٕ کرٕ دڈوھ مولہ ماۓ !

یم کم نازلہ گیہ گل گلیۓ ؟

رٗدٕ پہ سٕنٛدٕ پوش فٕول فولیۓ آۓ !

(۸) عاشق تہ معشوق ون کٕتھ ژٕلیۓ !

لولہ نہٕ منز ژھل ثٕلیۓ ژاۓ !

شینہ ہیٹھ تراوان ہیر ہٕل ہٕلیۓ !

رٗدٕ پہ سٕنٛدٕ پوش فٕول فولیۓ آۓ !

(۹) زدن ڈراۓ ہادان لولہ مشٕلیۓ !

ھٹرن تہ سٕنسرن کاسان ژھاۓ !

ہٹرگ اچھن چھس سُرمہ ثٕل ثٕلیۓ !

رٗدٕ پہ سٕنٛدٕ پوش فٕول فولیۓ آۓ !

(۱۰) ژون ڈرایہ چھادان چوان مس گلیئے!
کلہ وال یتھ ڈول، ڈسیلیئے ڈرا ئے!
جنتکہ نورہ بیانہ چھل، چھلیئے!
رڈ پہ سندہ پوش فول، فویلیئے آئے!

(۱۱) نورہ زانپانس دشہ اُنٹربیئے!
نورہ تارہ گنزڑ، گشٹ، ماسان گرائے!
رنگہ تاؤسیلس ڈرایہ داوہ ڈلیئے!
رڈ پہ سندہ پوش فول، فویلیئے آئے!

(۱۲) ژھانڈان شوم بگجو یمبرز لیئے!
یمبر چھیچن کس سیلے پرہ وائے؟
ازئے کس یتھ پاد چھان ویلیئے؟
رڈ پہ شندہ بوش فول، فویلیئے آئے!

(۱۳) دِیارہ چانہ کمہ بیمارہ بلیئے!
کمہ رندہ عاشق زندہ سپنیائے!
فانی چھوتموئی منثرہ مسو لیئے!
رڈ پہ سندہ پوش فول، فولیئے آئے!

ترجمہ

چاندنی اور برف

[(نوٹ) :- چونکہ "چاند" کشمیری زبان میں مؤنث ہے۔ اس لئے اسی کو مندرجہ ذیل ترجمے میں بھی مؤنث ہی باندھا گیا ہے۔]

(۱) چاند پرتو پاش ہو گئی۔ برفانی جنگلوں میں بہار آ گئی۔ اور رو پہلے پھول کھل اُٹھے
(واہ واہ!) دنیا نے کیسے رو پہلے کپڑے زیب تن کئے! رو پہلے پھول کھل اُٹھے

(۲) (واہ واہ!) دُودھ میں دُھلا ہوا (کیا) رو پہلا باغ سامنے نظر آ رہا ہے! اس کے ارد گرد سنگِ مرمر کی فصیل بندھی ہوئی ہے۔ اس کو دیکھ دیکھ کر کیسے کیسے عاقل (حیرت و استعجاب کے مارے) دم بخود ہو کر رہ جاتے ہیں!
درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۳) عرش معلےٰ کے نیچے کیسا نقرئی فرش ہے! اس فرش پر نورانی شامیانے تن گئے۔ کیا مقام الانوار (جنت) سے پریاں اور حوریں تو نہیں اُتریں؟
درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۴) جنت الفردوس سے دُودھ کی ندیاں جلد جلد بہنے لگیں۔ اور رو پہلے پودے دُودھ میں سے دُھل دُھل کر نکلے۔ (نقرئی پودوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا یاسمین) حوریں اپنے تن بدن پر دُودھ مل کر اشنان کرنے کے لئے (عالم علوی سے عالم سفلی پر) اُتر آئی ہیں۔ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۵) چاندی کی آبشاریں پگھل پگھل کر نیچے آن گریں۔ اِن کے رو پہلے تار آہستہ آہستہ موجیں مار رہے ہیں۔ (دراصل) باغِ جنت کے ساز کا زیر و بم خاموشی کے پردوں میں ملبوس ہے۔ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۶) کیسی دیر پا ہنسی اور کیسی ناچتے تھرکنے والی محبت نورانی پردوں میں جاگزیں ہے۔ شاید (اسی لئے) نور کے ساتھ نور گھل مل گیا۔ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۷) بھلا یہ کونسی نازنینیں اپنے نورانی تن بدن پر دودھ کا ملمّع چڑھا چڑھا کر اور کتان اور ململ (کے کپڑے) پہن پہن کر (سیر کو) نکلیں؟ اور (شرم و حیا کے مارے) پگھل گئیں؟ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۸) عاشق اور معشوق بن کی طرف چل پڑے" اور مرغزارِ محبت میں چھپ چھپا کر داخل ہو گئے۔ ذرا دیکھئے تو کہ) یہ دونوں کس ناز بھرے انداز میں برف پر (چہل قدمی کرتے ہوتے) ٹیڑھے تیکھے قدم اُٹھا رہے ہیں! درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۹) چاند محبت کی مشعل دکھاتی ہوئی اور بلا کسی امتیاز کے ہر نشیب و فراز کی اندھیاری کو دور کرتی ہوئی نکلی۔ (دراصل) چاند کی (ناز بھری) آنکھیں یکسانیت اور مساوات کے سُرمہ سے مزیّن ہیں۔ درختوں اور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

(۱۰) چاند شرابِ محبت کے گھونٹ پیتی ہوئی اور پلاتی ہوئی نکلی۔ اور ساقی بھی (یعنی چاند کی مے بیز زرد پیلی نورانی کرنیں) نورِ جنت میں اپنے پیمانے

دھو دھو کر فوراً اِس کے آگے آگے نکلے۔ درختوں اَور پودوں پر نقرئی
پھُول کِھل اُٹھے۔

(۱۱) چاند کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ (کسی) نُورانی ڈولی کے نورانی تار دُ
اَور دھاگوں سے بندھے ہوئے جھالر جھوم رہے تھے اور لہرا رہے تھے یا یوں
سمجھئے۔ کہ کوئی) رنگین کشتی فضائی جھیل میں سیر کو نکلی ہے۔ درختوں ور
پودوں پر نقرئی پھُول کِھل اُٹھے۔

(۱۲) اے باغِ جنّت کی نرگس! ذرا بتاؤ کہ تُو کس بے پروا بھونرے کو ڈھونڈ
رہی ہے؟ بھلا کس کی تلاش میں ازل سے ہی (ہلکان پھر پھر کر) تیرے
پاؤں تھک کر چُور ہو گئے ہیں؟ درختوں اَور پودوں پر نقرئی پھُول کھِل اُٹھے

(۱۳) اے چاند! تیرے دیدار سے کِتنے ہی بیمار شفایاب ہو گئے! اَور کتنے ہی (مُردہ
اور عاشق زندہ ہو اُٹھے! اے نازنین! قاآنی (شاعر) بھی ایسے ہی (نیم جاں)
لوگوں میں سے ایک ہے۔ درختوں اَور پودوں پر نقرئی پھول کھل اُٹھے۔

وُچھم ٹھگ گران دۆلہِ در بار ثۆء ثۆء

(۱) جہانس اندریت وُچھم یار ثۆء ثۆء
دلا رام ثۆء ثۆء، دلا نزار ثۆء ثۆء

(۲) وُچھم رنگ ثۆء ثۆء نَوٕین بُلبُلن ہُنٛد ء
وُچھم گُل تہِ ثۆء ثۆء، وُچھم خار ثۆر ثۆر

(۳) وُچھم ساد خۆشیَن پریشانیُن ہُنٛد
وُچھم نوُر ثۆر ثۆر، وُچھم نار ثۆر ثۆر

(۴) دِماغس خمارا مےٚ عرشک تہٕ فرشک
وُچھم وارہ وۆگیشار چھم بچار ثۆء ثۆء

(۵) گوٚپھن منزٕ اٰزِت یم شہَن ہُنٛدٕ بھرَان دَم
وُچھم یَم تہِ کیتیاہ دِلاوار ثۆر ثۆر

(۶) نہ یَنٛزہ نےٚ نہ پرٛزہ نےٚ وُچھم بیگناہن
کرٛن ژکار ثۆء ثۆء، تِکن ریار ثۆء ثۆء

(۷) یِمَن خوٗن چیٚیہٕ چیٚیہٕ چھ باقی بچھوان کرٛز
وُچھم یارہِ کھارِن تِمَن مار ثۆر ثۆر

(۸) وُچھان ڈۆنگلن یم بَھٹین پَتھٕ تماشا
یمَن تا بکارن وُچھم ہار ثۆء ثۆء

(۹) کران ننگہ ڈیٹھم شریفن وتن پیٹھ
گنڈان یم ڈُچھم جامہ دستار ثوء ثوء

(۱۰) گلن پیٹھ کھسِت یم کران معصمن مانڈ
گنڈان تم ڈُچھم ہنگہ طومار ثوء ثوء

(۱۱) نہ بالکُل یمَن پاسس کانہہ بے سرن ہُند
ڈچھم دار یا تم نہ سردار ثوء ثوء

(۱۲) گرِت گرڈُچھم کیٹھ کرننز س اکس پیٹھ
ڈُچھم پایہ تُہ ڈ کیٹ "سرکار" ثوء ثوء

(۱۳) ڈُچھم لاردم مارنس بے زبان
ڈُچھم ٹھگ کران ڈِدھلہ دربار ثوء ثوء

(۱۴) کھوٹس پاس ڈن، ڈن، ڈُکھم بازرن منز
کران ژور وِبوہ ہار ربا پار ثوء ثوء

(۱۵) ژٹان مُول نُند باثن، بوشے گلین ہندے
ڈُچھم سانہ ظالم تبروار ثوء ثوء

(۱۶) ڈُچھم نہ "پائیداری" دِلن تے زِیون منز
کتھن منز چھ اقرار انکار ثوء ثوء

(۱۷) کھٹت باثن، یانے برزر زِندگی ہُند
ڈُچھم سادہ ژھاران "اسرار" ثوء ثوء

(۱۸) وناں سانہ ئی "قمنک" بندہ لُیم

زٕ یوان کیازٕ نادار زر دار ژوٕ ژوٕ

(۱۹) دِلکِن مشر ژوِم وٕادر للہ وان فانی

وُچھِتھ وطنکی خستہ بیمار ژوٕ ژوٕ

ترجمہ

میں نے ٹھگوں کو روزِ روشن میں نئی نئی سازشوں میں مشغول پایا!

(۱) میں نے دُنیا میں آکر نئے نئے دوست دیکھے! ــــ ہاں ہاں نئے نئے دِلآرام بھی دیکھے اور نئے نئے دِلآزار بھی دیکھے!

(۲) میں نے نئی نئی بُلبُلوں کے نئے نئے رنگ دیکھے! اور نئے نئے گلاب اور نئے نئے کانٹے بھی دیکھے!

(۳) میں نے مسرّتوں اور پریشانیوں کا خوب لطف اُٹھایا! ــــ ہاں ہاں میں نے نئی نئی تجلّیاں اور نئی نئی آتشباریاں بھی دیکھیں۔

(۴) میرے دماغ میں فرشِ زمین اور عرشِ بریں (کی وسعتوں میں گھومنے) کا خمار بھرا ہُوا ہے! کیوں نہ ہو؟ میں نے تو نظرِ غائر سے نئے نئے نشیب و فراز اور بلندیاں اور پستیاں بھی دیکھی ہیں!

(۵) جو غاروں اور گپھاؤں میں چھپ کر شیر ہونے کی ڈینگیں مارتے ہیں۔ میں نے ایسے ایسے کتنے ہی دِلاور بھی دیکھے!

(۶) میں نے بیگناہوں اور مظلوموں کو خلافِ مرضی نئے نئے کام کرتے اور نئے نئے بوجھ ڈھوتے ہوئے دیکھا!

(۷) جن مظلوموں کا خون چوسا جاتا ہے۔ اور جن کے محض ہڈیوں کے ڈھانچے باقی رکھے جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اُنھیں ہی نئے نئے

قتلوں کا مجرم ٹھیرایا جاتا ہے!

(۸) جو لوگ محض (سمندر کے) ساحل پر بیٹھ کر غوّاصوں (کی جدّ و جہد) کا تماشا دیکھتے ہیں۔ میں نے اُنھی نااہلوں اور نابکاروں کو نئے نئے ہار پہنے ہوئے دیکھا۔

(۹) جن حضرات کو میں نے نئے نئے خلعتِ فاخرہ اور نئے نئے عمامے باندھے ہوئے دیکھا۔ اُنھی حضرات کو میں نے سڑکوں پر شریفوں کو ننگا کرتے ہوئے بھی دیکھا!

(۱۰) جو حضرات معصوموں (اور بیگناہوں) کی کھوپڑیوں کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہیں۔ اُنھی حضرات کو میں نے نئے نئے طومار اور سہرے باندھے ہوئے دیکھا!

(۱۱) جنھیں بے سایہ اور بے سر لوگوں کا مطلق کوئی پاس نہیں ہے۔ میں نے ایسے ایسے کئی سرداروں کو بھی دیکھا!

(۱۲) میں نے ایک ہی استخوانی پنجر (مظلوم) پر کتنے ہی ظالموں کو سوار پایا! ــــ ہاں ہاں میں نے کتنے ہی "عالی مرتبت" اور "عالی جاہ" حاکموں اور سرکاروں کو بھی دیکھا!

(۱۳) میں نے بے زبانوں کو محض سانس لینے کے لئے بھی معتوب ہوتے دیکھا! اور ٹھگوں کو روزِ روشن میں نت نئی سازشوں میں مشغول پایا!

(۱۴) میں نے چوروں اور اُچکوں کو بازاروں میں کھوٹی دھات کو خالص عیار سونا کہہ کر نئے بیوپار اور کاروبار کرتے ہوئے دیکھا!

(۱۵) میں نے ہر وقت نئے نئے ظالم لکڑ ہاروں کو خوشنما گلپوش بیلوں کی جڑوں کو بے دریغ، کاٹتے ہوئے دیکھا!

(۱۶) میں نے دِلوں اور زبانوں کی "پائیداری" (یعنی قول کی "استقامت") کو بھی خوب دیکھا بھالا! ــــــ زبانوں ہی باتوں میں تو نئے نئے اقرار اور نئے نئے انکار بھی ہوتے رہتے ہیں!

(۱۷) میں نے سادہ لوح آدمیوں کو خود ہی زندگی کی حقیقت سے آنکھیں مُوند کر نئے نئے "سربستہ رازوں" کی کھوج میں لگا ہُوا دیکھا۔

(۱۸) میں نے "قسمت کے بندوں" کو بس یہی کچھ کہتے ہوئے سُنا کہ (اگر "نصیبۂ ازل" کی روایت جھوٹی ہے تو دُنیا میں) نئے نئے امیر اور غریب کیوں جنم لیتے ہیں؟"

(۱۹) فانی (شاعر) اپنے وطن (کشمیر) کے نِت نئے نحیف و نزار بیمار دِل کو دیکھ دیکھ کر بجائے خود اپنے دل میں نئے ہی دُکھ درد سہہ رہا ہے۔

رِعیز ہلال

(بطرزِ ردو)

(۱) وڈن دِت ڈون دراوٗ رِعیز ہلائے رِعیز ہلائے!
ہنہ ہتہ وَنہ آوٗ رِعیز ہلائے رِغیز ہلائے!

(۲) بالہ شیرہ پڑزہ لیاوٗ لولہ خیالے لولہ خیائے!
لوٗلک شولہ ڈراوٗ رِعیز ہلائے رِعیز ہلائے!

(۳) شاشہ ژھا یہ رنگہ آوٗ شانِ جلائے شانِ جلائے!
عالمِ تنبلیاوٗ "رِعیز ہلائے رِعیز ہلائے!

(۴) رِچکہ چاوٗ، پیڑاوٗ، نورِ جمائے نورِ جمائے!
ہَت آوٗ ہَت آوٗ رِعیز ہلائے رِعیز ہلائے!

(۵) نازہ حُسنک آوٗ تازہ کمائے تازہ کمائے!
"نازکی" ہُند ناوٗ "رِعیز ہلائے رِعیز ہلائے"!

(۶) مڈنگہ مُت سنہ زاوٗ ڈوٹھ گُلائے ڈوٹھ گُلائے!
کاڈل، آوٗ سُکِہ ڈراوٗ رِعیز ہلائے رِعیز ہلائے!

(۷) کامدیو آباوٗ کہشدِہ خیالے کہشدِہ خیالے؟
پوت کھورِہ ڈور یاوٗ رِعیز ہلائے رِعیز ہلائے!

(۸) تشنہ ران تن آوٗ کہشدہ ملائے کہشدہ ملائے؟

منه وِت ساڵ، آو عیبر ہلاکی عیبر ہلا کے!

(۹) ہتھرہ پوش برہ ڈراؤ چانہ دِصالکے چانہ وِصالکے!

ٹورہ ٹورِہ مے چاؤ، عیبر ہلاکے عیبر ہلاکے!

(۱۰) لانہ لیکھنہ آؤ چون قباکے چون قباکے!

ہتھدہ کڑانہ ہتھوڈ ناؤ عیبر ہلاکے عیبر ہلاکے!

(۱۱) کرونے کمؔ، ناؤ "تیغ ہلاکے تیغ ہلاکے"!؟

قول چون لولہ بھاؤ عیبر ہلاکے! عیبر ہلاکے!

(۱۲) بائے سُند بائے بھاؤ رُدد نہ کالے رُودنہ کالے!

لولہ دم سوڑیاؤ عیبر ہلاکے! عیبر ہلاکے!

(۱۳) بالیس[1] بوئے آؤ کالنہ ٹیالکے گالنہ ٹیالکے!

ڈھتہ دخونہ دریاؤ عیبر ہلاکے! عیبر ہلاکے!

(۱۴) روژن سپنیاؤ کارِ مُحالکے کارِ مُحالکے!

دوست دُشمن دڑاؤ عیبر ہلاکے! عیبر ہلاکے!

(۱۵) زندہ جان سپیناؤ وارہ و بالکے وارہ و بالکے!

زندہ پان جھندہ ژیاؤ عیبر ہلاکے! عیبر ہلاکے!

---

[1] [یہ نظم ۴۸-۱۹۴۷ء میں لکھی گئی تھی۔ جبکہ ہندوستان (یعنی موجودہ بھارت اور پاکستان) میں فرقہ وارانہ فسادات کے صدقے خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں اور بھائی بھائی کا خون گرانے میں مطلق عار نہیں کرتا تھا۔]
مصنف

(۱۶) "دِین دار" ہیرت آؤ فِتنہ جہالے فِتنہ جہالے!
سینس کِبنہ تاؤ رِعیز ہلاکے! رِعیز ہلاکے!

(۱۷) "دِین دار" ہیت آؤ خِراب وخیالے خِراب خیالے!
زالِ وہران آؤ، رِعیز ہلاکے! عیز ہلاکے!

(۱۸) "دین دار" ہیت آؤ" کعبہ شوالے کعبہ شوالے"!
کُنہرمں ژوُر ژاؤ، رِعیز ہلاکے! عیز ہلاکے!

(۱۹) لولہ نظرِ اڑاؤ پوز سوالے پوز سوالے!
گٹہ منشر گاش ہاؤ رِعیز ہلاکے! رِعیز ہلاکے!

(۲۰) ہایہ ہُمند باگراؤ آبِ ژلالے آبِ ژُلالے!
لولہ شایہ وانہ ناؤ رِعیز ہلاکے! عیز ہلاکے!

(۲۱) پِنسِیِٔ ہخاوہ ناؤ یادِ مِشالے یادِ مِشالے!
"نازہ پان زمشاؤ!" رِعیز ہلاکے! عیز ہلاکے!

(۲۲) قاَنبوا! روزاؤ خِیلکِ بالے خیلکِ بالے:
رنگہ ناؤ ہیت آؤ رِعیز ہلاکے رِعیز ہلاکے!

ترجمہ

ہلالِ عید

(۱) ہلالِ عید کھو جنے سے نمودار ہوا اور خراماں خراماں حدِ نظر میں آیا!

(۲) پہاڑ کے سر پہ (چوٹی پر) محبّت کا خیال جگمگا اُٹھا! جیسے ہلالِ عید شعلۂ محبت بن کر نکلا!

(۳) شام کی پرچھائیوں میں شانِ جلالی جلوہ گر ہو کر نکھر اُٹھی! اور ساری دُنیا بیتاب ہو کر چلّانے لگی:- "ہلالِ عید! ہلالِ عید!"

(۴) ہلالِ عید بھڑکن تڑکن، زیبائش و آرائش، بناؤ سنگار اور نورِ جمال لے کر آیا!

(۵) شاید ناز بھرے حسن کا کوئی تازہ کمال منظرِ عام پر آیا! آخر ہلالِ عید دوسرا نام ہے ناز و نزاکت کا ہی!

(۶) یہ (خدا سے) مانگا ہوا شیر خوار بچّہ —— ہاں ہاں یہ پیارا گل لالہ —— دیر سے آیا۔ اور سویرے لوٹا!

(۷) بھلا یہ ہلالِ عید کس کے خیال سے آیا؟ اور کس کے خیال سے اُلٹے پاؤں لوٹا؟

(۸) بھلا یہ محبوب — یہ ہلالِ عید —— کس کے ملال سے اپنے نازنین بدن کو نحیف و نزار بنا کر آیا؟ (اسکو شاید ناراضگی تھی جبھی تو یہ منّت و سماجت سے ہی دعوت پر آیا!

(۹) واہ واہ! تیرے وصال کے لئے کلی بھی ٹہنی کے جھروکے سے جھانکنے لگی! آ اے ہلالِ عید! ذرا ہمیں بھی آبخورے بھر بھر کے شراب دیدار پلا۔

(۱۰) اے ہلالِ عید! قسمت کا قبالہ تیرے ہی نام لکھا گیا! کیونکہ تو شریف الاصل ہے اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا ہے! اور تیرا نام شہرۂ آفاق ہے!

(۱۱) بھلا کس نے تیرا نام تیغ "ہلال" رکھا؟ اے ہلالِ عید! تیرا قول تو ہر ایک کے ساتھ محبت کرنا ہے!

(۱۲) اے وائے! بھائی کے دِل میں بھائی کی محبّت زیادہ وقت کے لئے نہ رہ سکی! اے ہلالِ عید! اب تو محبّت کی راہ و رسم ہی ختم ہو چکی ہے!

(۱۳) اے وائے! بھائی بھائی کے نام و نشان کو مٹانے کے لئے آیا! اے ہلالِ عید! (ذرا دیکھ تو سہی کہ کس طرح سے) اِنسانی خون کے دریا بہہ پڑے!

(۱۴) اے وائے! اب تو زندہ رہنا کارِ محال بن چکا ہے! اے ہلالِ عید! دوست بھی آخرکار دُشمن ہی نکلا!

(۱۵) اے وائے! زندہ جان بھی اب بجائے خود و بالِ حیات ہو چکی ہے! اے ہلالِ عید! نازنین بدن بھی (پھُول کی طرح) کُملا گیا!

(۱۶) ہائے! "دیندار" تو محض جہل و فتنہ لے کر آیا! — اے ہلالِ عید! اُس کا سینہ تو بُغض و کینہ کی آگ سے جُھلس گیا ہے!

(۱۷) ہائے "دیندار" تو محض خواب و خواب لیکر آیا! اے ہلالِ عید!

خبردار! وہ تو اپنا دامِ تزویر پھیلا رہا ہے!

(۱۸) ہائے! "دیندار" تو محض "کعبہ اور شوال" لے کر آیا! اے ہلالِ عید! وحدت اور یکسانیت کی پونجی پر ڈاکہ پڑ گیا!

(۱۹) ذرا ہم پر محبت کی نظر کر اور ہماری اِلتجا سُن! اے ہلالِ عید! ہمیں ذرا اندھیرے میں روشنی دِکھا!

(۲۰) اے ہلالِ عید! ذرا محبت کا آبِ زلال بانٹ اور ہمیں بھائی چارہ، اخوت اور اِنسانیت کی منزل پر پہونچا!

(۲۱) اے ہلالِ عید! ذرا ہمیں بھی اپنی ہی مثال یاد کرا کہ کِس طرح سے ایک نازک و نازنین بدن (یعنی تیرا بدن) (اکڑنے کی بجائے) نرم ہی ہوتا گیا!

(۲۲) اے فانی (شاعر)! ذرا قبلہ (مغرب) کے پہاڑ کی طرف چل کیونکہ ہلالِ عید تیرے لئے ایک رنگین کشتی لے آیا ہے!

دُنیہِس منز روزِ باقی ناوٕ دٕیوہ دٔوہ تارہ میون!

(۱) رُود اندرِ ئی دِل دزان ہر سات تہ درد کِہ نارہ میون!
تتھ گواہ داغ جگر میون، تتھ گواہ غم بھارہ میون!

(۲) سینہ صافی میون ایمان، کینہ تراوُن میون دین!
مائے رٕ گنج، میأن رنگینا، دردِ دِل سیپارہ میون!

(۳) جلوہ ہر یِک چھُس نہ اندر اندر اِمتیازُک رنگ ورو!
ژاوٕ ازکیے نہ دُ شورِس میأنِس امی اہارہ میون!

(۴) شولہ لولُک، شمع ایمانُک، خودی ہُند گوہ نُور!
زِندہ دِل سینوٕ بنوٕ امہ جلوہ کے دِیدارہ میون!

(۵) بأے باین سیٹھ میلن لاگ تراوت مذہبچ ر!
اٲم، شرن، ہولن، جُنون تھوٕ کر دِل سارہ میون!

(۶) پُوزر پُوزر پُوزم نہ زاہ کُفرس تہ اسلامس پٔنیر!
اٲم ہیُن میأن، ژُل دِہُن ہٕنیٕن پراین وارہ میون!

(۷) ئی دِلس اوسُم وٕنمُ رِتی کُل جہانس صاف صاف!
گو نوٕسے ماکی سمٕنن، یارن تہ باین خارہ میون!

(۸) شعر ونہ نُس لیکھنس منز چھُم کُمانانی دِلس
دُنیہِس منز روزِ باقی ناوٕ دٕیوہ دٔوہ تارہ میون!

(۹) چھُم کھٕن ہٕنیٕن سیٹھا مُولی! مال و دولت کیا دِیم؟

آؤ مولہ ڈنہ لولہ سان ہر کانہ سخن بازارہ میڤون!

(۱۰) دَمبدم چھیس تازگی زاہ زخمِ دِل مارنگہ ڈول!
سونتہ فوُلیے، ہَردہ کالیَے، ماگہ ماسَے، بارہ میڤون!

(۱۱) فانیَن لیچھاؤ بر ڈنہ بروخہ میانۂ درِدُگ داستان!
ہیَو ژرتس شاید تمِسّ مانا وَازدُو بارہ میڤون؟

ترجمہ

شاید دنیا میں میرا نام بھی کچھ وقت کیلئے زندہ رہیگا!

(۱) میرا دِل ہر لمحہ اندر ہی اندر دردِ محبت کی آگ میں جلتا رہا! چنانچہ اِس بات کی گواہی دے رہا ہے۔ میرا داغِ جگر اور شدید جذبۂ غم!

(۲) سینہ صافی میرا ایمان ہے۔ اور بُغض و کینہ سے گریز میرا دین ہے! دُنیا بھر کی محبت میری گیتا ہے اور دردِ دِل میرا سیپارہ ہے۔

(۳) کس قدر نورانی ہے سُورج کا جلوہ پاک! ـــــ اِس کے اردگرد امتیاز اور تفریق کی کوئی چھایا نہیں ہے! ـــــ میرے قالب جسم میں بھی ازل میں ہی اِسی صفت کی حامل رُوح داخل ہو گئی

(۴) محبت کا شعلہ، اِیمان کی شمع اور خودی کا "کوہ نُور"! ـــــ
انہی کے جلوے کے دیدار سے میرا دِل زندہ ہو اُٹھا ہے!

(۵) کاش مذہب کے امتیاز اور تفریق کو بھُول کر بھائی اور بھائی باہم شیر و شکر ہو جائیں! ـــــ بھلا اِسی ارمان، حُباب اور جنون نے میرے دِل کو کب چین سے بیٹھنے دیا؟

(۶) دینداروں، واعظوں اور کٹر پنتھیوں کی باتوں کو سُن سنکر بھی میں نے کفُر اور اسلام میں کوئی تمیز اور تفریق روا نہیں رکھی! میری اِس ضد نے اپنوں اور بیگانوں کو میرے خلاف زیادہ ہی مشتعل کر دیا!

(۷) جو بات میرے دل میں تھی۔ سو میں نے ساری دُنیا کو صاف صاف سُنائی

کیا اِسی لئے میرے دُشمنوں، دوستوں اور بھائیوں کو مجھ سے عداوت تو نہیں ہوئی؟

(۸) شعر کہنے اور لکھنے میں میرے دِل میں یہی گمان ہے۔ کہ شاید دُنیا میں میرا نام بھی کچھ وقت کے لئے زندہ رہے گا!

(۹) میری باتوں (شعروں) کی کافی قدر و قیمت ہے! بھلا مال و دولت سے مجھے کیا حاصِل ہوگا؟ میرے ہر ہر شعر کی قیمت کا تعیّن تو فرطِ محبت سے سربازار کیا گیا۔

(۱۰) میرے زخمِ دِل میں دمبدم تازگی اور رجستگی نظر آتی ہے۔ اور اسکا رنگ کبھی پھیکا نہیں پڑ جاتا ہے۔! چاہے موسمِ بہار ہو، موسمِ خزاں ہو، ماہِ ہار ہو یا ماگھ کا مہینہ ہو!

(۱۱) یوں تو فانی (شاعر) نے پہلے پہل میرے دُکھ درد اور غم والم کی داستان لکھی! کیا آج بھی اُسے دوبارہ میرا نام یاد تو نہیں آیا ہے؟

شاعر

(۱) یمِس منز بیقراری دُز ملن ہٲشز
یمِس منز شولہ ژٕن رٕزیہہ مشعلن ہٲشز
یمِس منز شورہ گرمی منقلن ہٲشز
یمِس منز جائے بُتبلن زلزلن ہٲشز
تمِس جانٕ جہانس ناوٗ شاعر

(۲) دِ ژان لیُس نار سنگرن آسمانن
کران لیُس سوٗر جنگلن بوستانن
بھران لیُس جوش اندر شورہ خانن
دِوان لیُس ہوش بنگلن محلہ خانن
تمِس آتش دہانس ناوٗ شاعر

(۳) ہرگز ژٕان یمِسند چھُو مُلکن لرزہ ناوان
یکُن یمِسند چھُو فلکن باثبراوان
وُچھن یمِسند چھُو نظرن کانیہ ناوان
مٕرُن یمِسند چھُو موتس کھوژہ ناوان
تمِس شیرٕ زبانس ناوٗ شاعر

(۴) وَلان لیُس زِندگی ہٕندٕ جامہ مُردن
انان لیُس ہوش بے ہوشن تہ موٗڈن

کران ہندرے ہنتیٹں بیمار لیس کن
چھلان چھندرہ ہمنتیں لیس نُورہ شیت تن
تمِس مردِ جوانس ناوُ شاعر

(۵) انان لیس نوجوانی اوُڑ رن منشر
روانی آبہ رستیٹں آگرن منشر
بھران لیس جوش تُو وُلہرن لرن منشر
ٹولن، آرن، ڈلن، ناگن، مَرن منشر
رتمِس رُوحِ رَہ دانس ناوُ شاعر

(۶) چھُولاگان زِیوینتن رلیس بے زبانن
دہن بخشان یَتِن لیس بے دہانن
دِوان لیس سوز نِنتوی سوز خوانن
کران لیس پیدہ گرمی داستانن
چھُو تہسی ترجمانس ناوُ شاعر

(۷) دِوان لیس نارہنس آشیانس
بڑادان گاش بیشہ سندیش مکانس
کران سِمار لیس ہنتہ پرسّ دُکانس
لدان دیوار پتہتس غیر دانس
چھُو تہسی لامکانس ناوُ شاعر

(۸) جہانک، داد، یس بیمار تھادان

اُر چھوکن، خون جگرک ہارہ ناوان
گلن ہندکنڈ یمیس آرام نیاوان
ہر دجمنگ قرار سیں راؤرا وان
چھو تمسئی مہربانس ناؤ شاعر

(۹) بھران یس لولکوئی پیالن اندر تے
کران سرشار یا تیشنز مودر کے
وزان ظلماتسئی اندریشنز ئے
ددان یس آبِ حیوانگ لکن بے
تمس شیریں بیانس ناؤ شاعر

(۱۰) کنتھو سنبت یس کران گلنار خارس
کنتھو شبیت یس کران گلزار نارس
کنتھو سیت یس کران نوروز ہارس
کنتھو سیت یس کران راحت آزارس
تمس معجز بیانس ناؤ شاعر

(۱۱) بران یس زودنہ، سیرلیں، تارکن مشز
لتن، قدمن، وتن، منزلن ہشزی گرشز
دچھان لیں پوشہ چمن منز نوئی تشز
اتی آسہ نک، اتی اوش تراونگ شز
چھو تمسئی رازدانس ناؤ شاعر

(۱۲) ٲتی یُس دُنیہس زانان فٲنی
ٲتی مانان ابدی زندگانی
ٲتی یَس یادِ مقصود کھٲنی
ٲتی یُس علمہ ہنر گنزران جٲنی

چھُ فہمٕس گُنتہ دانس ناوٕ شاعر

ترجمہ

شاعر

(۱) جس کے دل میں مجلیوں کی بیقراری بے تابی اور تڑپ پائی جاتی ہے!
جس کے دل میں مشعلوں کے شعلے بھڑک رہے ہیں!
جس کے دل میں منقلوں کی بارودی حرارت پائی جاتی ہے!
جس کا دل بھونچالوں اور زلزلوں کا گھوارہ اور مرکز ہے!
اُس جانِ جہاں کا نام شاعر ہے

(۲) جو پہاڑوں ٹیلوں اور آسمانوں کو آگ لگا دیتا ہے!
جو جنگلوں اور بوستانوں کو خاکستر بنا دیتا ہے!
جو بارودخانوں میں جوش وخروش بھر دیتا ہے!
جو عالی شان بنگلوں اور محلوں کے ہوش اُڑا دیتا ہے!
اُس آتش دہان کا نام شاعر ہے!

(۳) جس کا گرجنا ملائک کو لرزہ بر اندام کر دیتا ہے!
جس کا چلنا افلاک کو سراسیمہ کر دیتا ہے!
جس کا دیکھنا نظروں کو تھرا دیتا ہے!
جس کا مرنا موت کو ڈراتا ہے!
اُس شیرِ ژیاں کا نام شاعر ہے!

(۴) جو مُردوں کو زندگی کا جامہ پہناتا ہے!

جو بے ہوشوں اور مُورکھوں کو ہوش میں لاتا ہے!
جو سوئے ہوئے لوگوں کے کان بیدار کرتا ہے!
جو ضعیفوں اور مضمحلوں کے تن بدن نور سے دھوتا ہے!
اُس مردِ جوان کا نام شاعر ہے!

(۵) جو بوڑھوں اور ادھیڑ عمر کے لوگوں میں نوجوانی لاتا ہے!
جو بے آب منابع اور سرچشموں میں رَوانی پیدا کرتا ہے!
جو ندی نالوں، دریاؤں، جھرنوں، چشموں، جھیلوں،
اور سمندروں کی لہروں کے پہلوؤں میں نیا جوش و خروش بھر دیتا ہے!
اُس رُوحِ رواں کا نام شاعر ہے!

(۶) جو بے زبانوں کے مُنھ میں اپنی زبان لگا دیتا ہے!
جو بے دہانوں کو اپنا دہن بخشتا ہے!
جو سوز خوانوں کو اپنا سوز عطا کرتا ہے!
جو داستانوں میں گرمی اور جان پیدا کرتا ہے!
اُس ترجمان کا نام شاعر ہے!

(۷) جو اپنے آشیان کو آگ لگا دیتا ہے اور دُوسرے کے مکان
میں اُجالا کرتا ہے!
جو اپنے مکان کو مسمار کرتا ہے۔ اور کسی غیر کی گری ہوئی
دُکان کی دیوار کو تعمیر کرتا ہے!
اُس لامکان کا نام شاعر ہے۔

(۸) دُنیا بھر کے دُکھ درد جس کو بیمار رکھتے ہیں اور جس کی آنکھوں سے خونِ جگر کے آنسو بہاتے ہیں!
گُلوں کے خار جس کے آرام کو چھین لیتے ہیں! چمن کی خزاں جس کے قرار کو بگاڑ ڈالتی ہے!

اُس مہربان کا نام شاعر ہے۔

(۹) جو پیالوں میں محبّت کی شراب اُنڈیل دیتا ہے!
جس کی میٹھی میٹھی الاپ سرشاری اور سرمستی طاری کرتی ہے!
ظلمات میں جسکی شہنائی بجتی رہتی ہے۔ اور جو لوگوں کو آبِ حیواں کا پتہ دیتا ہے!

اُس شیریں بیان کا نام شاعر ہے!

(۱۰) جو باتوں سے ہی خار کو گُلنار بنا دیتا ہے!
جو باتوں سے ہی آگ کو گلزار میں بدل دیتا ہے!
جو باتوں سے ہی ہار کے (گرم) مہینے کو نوروز میں منقلب کرتا ہے!
جو باتوں سے ہی آزار کو راحت بناتا ہے!

اُس معجز بیان کا نام شاعر ہے!

(۱۱) جو سُورج، چاند اور ستاروں میں نقوشِ پا، قدموں، شاہراہوں اور منزلوں کی گنتی پڑھتا ہے!
جو پھلواریوں میں نئے نئے ٹنٹے دیکھتا ہے اور ابھی ہنسنے اور ابھی رونے کی تیاری پاتا ہے!

اُس رازدان کا نام شاعر ہے!

(۱۲) جو ابھی دنیا کو فانی سمجھتا ہے! اور ابھی زندگانی کو ابدی مانتا ہے!
جو ابھی مقسوم کی کہانی یاد کرتا ہے! اور ابھی عمل کی خوبیوں کا
شمار کرتا ہے!

اُس نکتہ دان کا نام شاعر ہے!

رازِ دل ؤیژھ ناوِ نَس چھنہ رازدارَن ہشِر زبان

(١) شالہ مارَن منز کَلے ژُرُ تو بہارَن ہشِر زبان
پوشہ تۆلن، اُلبُلبن، قمرِ ین تہ سارَن ہشِر زبان

(٢) نالِ ؤلمت آرکھلیو رنگین گُلن ہمیر زلن
عالِ ئی بالن وَنان ذِ لالہ زارَن ہشِر زبان

(٣) بُلبُلی ما، گُل تہ آمُت بھرنہ پَننے خۆنہ سیٹھ
نشترن نیزن گواہ کنڈین تہ خارَن ہشِر زبان

(۴) دِلفگارَن، بیقرارَن، غمگسارَن ہندِ فراق
بوزہ ناوان آبشارَن جوئبارَن ہشِر زبان

(۵) کیاہ ژِھ گو ظالِم ننبروارَن کنن سونُوئی گیژ؟
ٹی وَنان وَن بارِشی گُن دیوٕ دارَن ہشِر زبان

(٦) یھیرہ ناز ردی بُبھٹن؟ چِھلہ چھا نگرے گئے بائے بند
ٹی ونان خلقن اِشارَن منز سِتارَن ہشِر زبان

(٧) کم ستا بھر مہ رأو سانیتن ناز بردارن نظر؟
ئی وَنان کشمیرٕ کیتن رنگین نظارن ہشِر زبان

(٨) رُود مارُود داد   چمنگ سیرہ سرپوش اندر
پوشہ ذکھرن منز چھ بولان اِشتہارَن ہشِر زبان

(۹) نال گامٕت نابکارن تہٕ اوارن محنتہٕ ہار
ہٕچ تہٕ کٕچ گاٹھر وچھت تی پختہٕ کارن ہٕنٛز زبان

(۱۰) سوزانٛدٕ بوم بوزِہٕ کُس؟ باوِ کُس سنٕتی وداکھ؟
زرکٔن اندر ژھنان لغمن نگارن ہٕنٛز زبان

(۱۱) کھل بھران از کل چھِ تمی بیدِ کس بے غیرتس
یمہٕ خودی ہٕنٛز اوٚ مٔزرِت زارہ پارن ہٕنٛز زبان

(۱۲) دم شماری ہُند چھُو تمی بے زبانس اختیار
لاج تمہٕ یٔمِس کہانس خاکسارن ہٕنٛز زبان

(۱۳) راوٕراوان ہوش ٹوٚکن بازگارن ہٕنٛدٕ فریب
وٕہیچہ بِسلا یہ ہٕچ گامن شہارن ہٕنٛز زبان

(۱۴) وٕون کہنٕ آواز بوزِت مُردہ دِل سپدن بیدار؟
ٹوٚنٛشرِ، مٗوٗٹھر، ہیٚمہٕ تٔر جان نثارن ہٕنٛز زبان

(۱۵) زِندگی چھنٕدہ راوٕ فاقو، کیا منگو گِنٛدہ باشنٕی؟
بولہٕ نطرن ئی رونان حلون نطارن ہٕنٛز زبان

(۱۶) مرنہٕ برونٛٹھی تراوٕ کیٚتھاہ فاقہٕ لدٕ قبرن اندر
ئی وٚنان مُردن، مزارن، مرگزارن ہٕنٛز زبان

(۱۷) مارٕ تمیٚوی نیزِ وٕی تمہٕ رسانٕی اٚڈجن بنیائے
ئی وٚنان فِیتن، پھرکن زخمی شِکارن ہٕنٛز زبان

(۱۸) لٕج آتی حشمن آتی زخمن اندر خوٚنٛج، فوٗتے

جگر چِن ناجن رٕگن نِشتر نگارن ہُنز زبان

(١٩) کیاہ کٔو نو آزادِ ئے ہُند رازٕ زِ بوہ رادِٕین اندر ؟

رازِ دِل ؤیژِھ ناوہ نٔس چھنہ رازدارن ہُنز زبان

(٢٠) سون کرِ تو چارہ وٕون، جنگلو نہ وٕیرانو توٕہی

ئی وَنان مجبوٗرٕ بیکارن آو ارن ہُنز زبان

(٢١) مُفلِسن ہُند مازکٕور رازٕ وخوِ جوٗ آسہ کُن نیاز

ئی وَنان کعبن، مدینن، ہردُوارن ہُنز زبان

(٢٢) کرِ ستا معشوق میلن سٕتۍ، ئینٕژن عاشقن ؟

ئی وَنان دارٕین برن کُن اِنتظارن ہُنز زبان

(٢٣) زہرہ پیالَن مٕنز کرٕ یا میچھو کتھو ماچھک اثر

دِلنوازن، دِلفِگارن، یا لہ یارن ہُنز زبان ؟

(٢٤) فاتین کیا وٕن ؟ کمِس وٕن ؟ وارِ وَنہ لٔس چھانِمس ؟

تو تِہ وٕنہِس ہانٕز لوٗمتٕ زت اِشارن ہُنز زبان

ترجمہ

اے وائے! رازِ دل کو سُلجھا کر بیان کرنے کے لئے

رازداروں اور رمز شناسوں کی زبان مفقود ہے!

(۱) اے وائے! شالہ ماروں میں نوبہاروں کی زبان اولی اور گونگی ہو چکی ہے!
(ہاں ہاں) "پوسٹنوں"، بُلبُلوں، قمریوں اور فاختوں کی زبان بھی
اولی اور گونگی ہو چکی ہے!

(۲) اے وائے! دار کھلوں (زہریلی جھاڑیوں) نے رنگین گلابوں اور
نرگسوں کو (بُری طرح سے) گھیر لیا ہے! چنانچہ بہاڑوں اور ٹیلوں کو
یہی حالِ زار سُناتے سُناتے لالہ زاروں کی زبان ہی جل اُٹھی ہے!

(۳) صرف بُلبُلیں ہی نہیں، بلکہ گلاب بھی اپنے ہی خون میں لت پت ہیں!
اے لو! کانٹوں اور خاروں کی زبان بھی نشتروں اور نیزوں کی
گواہی دے رہی ہے!

(۴) اے وائے! آبشاروں، جھرنوں اور جوئباروں کی زبان دلفگاروں
بیزاروں اور غمگساروں کا سوزِ فراق سُنا رہی ہے!

(۵) بھلا ہمارے گھنے اجتماع اور اِتحاد کی خبر کیوں ظالم تبرداروں کے
کانوں میں پہونچ گئی؟ ——— یہی سوال دیوداروں کی
زبان جنگل کے چیڑوں اور شمشادوں سے کر رہی ہے!

(۶) کیا ہمارے رُخساروں پہ زردی نہیں چھائیگی؟ آخر ہمارے بھائی بند

تتر بتر ہو کر ایک دوسرے سے بچھڑ گئے! ـــــ ستاروں کی زبان لوگوں کو اشاروں ہی اشاروں میں یہی درد بھری بات سُنا رہی ہے!

(۷) اے وائے! ہمارے ناز پرداروں کی نظر کو کس نے بھرمایا۔ اور بہکایا؟۔ کشمیر کے رنگین نظاروں کی زبان یہی کچھ رہ رہ کر پوچھ رہی ہے!

(۸) کیا چمن کی رُوداد رازِ سربستہ بن کر رہ سکی؟ نہیں نہیں ـــ پھولوں کی پتیوں میں بھی اشتہاروں کی زبان بول رہی ہے!

(۹) اے وائے! نالائقوں اور آوارہ گردوں کی گردنوں میں موتی کے ہار آویزاں ہو چکے ہیں! یہ حال دیکھ کر پختہ کاروں کی زبان ٹیڑھی، اَدِلی اور مفلوج ہو چکی ہے!

(۱۰) بھلا کون ہمارے سوزِ دروں کو سُنے؟ اور ہم کس کو اپنی درد بھری کہانی سُنائیں؟ ـــــ نغموں اور نقّاروں کی آواز تو کانوں کو بہرہ کرتی ہے!

(۱۱) آج کل اُسی بیدل اور بے غیرت شخص کی کھلیان کو بھر لیا جاتا ہے جس نے اپنی خودی کو بھول کر منّت وسماجت اور لجاجت کی زبان کھولی!

(۱۲) آج کل اُسی بے زبان شخص کو اپنی دم شماری کا اختیار ہے، جس نے اپنے مُنہ میں خاکساروں کی زبان لگادی!

(۱۳) اے وائے! بازی گروں اور مداریوں کے چھل کپٹ اور فریب لوگوں کے ہوش وحواس اُڑا دیتے ہیں! ـــــ تو شہروں اور

دیہاتوں (کے لوگوں) کی زبان وہم اور خوف کی بلا کے ساتھ اٹک گئی ہے!

(۱۴) بھلا مردہ دِل اب کِس کی (ہمت افزا) آواز (للکار) سُنکر بیدار ہو جائیں گے؟ جان نثاروں کی زبان تو اب تھک کر چُور ہوئی ہے۔ دبک گئی ہے۔ اور مر چکی ہے!

(۱۵) فاقوں (کی بھرمار) نے تو زندگی کو اجیرن اور پراگندہ کر رکھا ہے! بھلا اب ہنسی مخول، لہو و لعب اور اٹکھیلیوں کا کیا لُطف اور فائدہ؟ ــــ جلووں اور نظاروں کی زبان یہی کچھ محبت بھری نظروں کو (رہ رہ کر) سُنا رہی ہے!

(۱۶) مرنے سے پہلے ہی کِتنے ہی فاقہ کش زِندہ درگور ہو گئے! ــــ مُردوں، مزاروں اور قبرستانوں کی زبان یہی کچھ سُنا رہی ہے!

(۱۷) اے وائے! ہمیں اُنہی نیزدل اور بھالوں نے مار ڈالا ہے، جو کہ ہماری ہی ہڈیوں سے تیار ہو گئے! ــــ زخمی شِکاروں کی زبان یہی کچھ .... اُن کے کفِ دہن اور اُکھڑتے ہوئے سانس کو سُنا رہی ہے!

(۱۸) ابھی آنکھوں میں اور ابھی زخموں میں خون کے پھول کھِل اُٹھے! (کیونکہ آخر) نِگاروں اور معشوقوں کی زبان بھی جگر کی رگوں اور شریانوں پر نشتر کا کام کر رہی ہے!

(۱۹) بھلا ہم زبان دراز حضرات کے زیج زندگی کے راز کو کیسے انکار کریں؟

اے وائے! رازِ دل کو سُلجھا کر بیان کرنے کے لئے رازداروں اور رمز شناسوں کی زبان مفقود ہے!

(۲۰) اے جنگلو اور ویرانو! اب تم ہی ہماری کچھ چارہ جوئی کرو! — ہائے! مجبور بیکاروں اور آواروں کی زبان یہی کچھ سُنا رہی ہے!

(۲۱) امیروں اور خواجوں نے مُفلسوں کے ہی گوشت پوست کو ہم پر نذر و نیاز کے طور پر بھینٹ چڑھایا! — کعبوں، مدینوں اور ہر داواروں کی زبان بھی یہی کچھ سُنا رہی ہے!

(۲۲) اے وائے! معشوق اپنے عاشقوں سے دوبارہ کب ملیں گے؟ — انتظاروں کی زبان کھڑکیوں اور دروازوں سے یہی کچھ پُوچھ رہی ہے!

(۲۳) کیا دلنوازوں، دِل قراروں اور معشوقوں کی زبان میٹھی میٹھی باتوں سے زہر بھرے پیالوں میں بھی شہد کا اثر (یعنی شیرینی) پیدا کر سکتی ہے؟

(۲۴) بھلا فانیؔ (شاعر) نے کیا کہا؟ اور کس سے کہا؟ کیا اُسے بولنے کی اجازت بھی ہے؟ لیکن پھر بھی تہمت لگانے والوں نے کہا۔ کہ تم نے اِشاروں کی زبان کھولی!

نعرهٔ انقلاب

پتھر پیوٗن چھُو سنگرن، کوٚہن تے دیوارن!

(۱) ڈٲنِو باج خوارن، ڈٲنو تاجدارن
زِہ کانھہ سوٗد مانہ وود تاجن کٕلو مارن

(۲) ڈٲنِو سوٗد خوارن تہ سرمایہ دارن
سلا ماکرن ڈٲون حسابن شمارن

(۳) ڈٲنو وارہ خونخوار جاگیر دارن
زوا لا تھہنڈین چھُو قدمن اِشارن

(۴) ڈٲنو بازِ گارن تہ فندبازیارن
کرِو بانہ ڈٲن ڈٲن مہ گانگل ہُشارن

(۵) ژھنن پردہ وہمک، فریبک، گمانک
پتھر پیوٗن چھُو سنگرن کوٚہن تے دیوارن

(۶) زمینا ژوی آسہ، نو ڈ آفتابا
نو ڈوی گاش ڈیلش چھُو گامن شہارن

(۷) نہ زرون ہٹس منز یہ طوقِ غلامی
نہ گردن ہیَن دارِ تھٕکھ مختہ ہارن

(۸) نہ کھاون کنڈین منز کرِتھ پوشتیہ بند

نہ تھاوِن رٔٹِتھ دارِغ دِل لالہ زارن

(۹) نہ تھاوِن سِہن بۄرٕ سارُکن کھرِن ہِنٛد
نہ تھاوِن ڈُوٗنۍ کٔرِ نہ گُوٗہ شہسوارن

(۱۰) نہ کھارِن کلس تٔیتھٕ کھرٕیٚن ناپکارن
نہ تھاوِن ہٕلم دارِنس پختہ کارن

(۱۱) دُشمُن چھُم، وُڈُن چھُم، وَزُن چھُم، گرزُن چھُم
پہٕ وَنو وُ فٲنی جنون غُبارن

ترجمہ

نعرۂ انقلاب

اب تو پربتوں، پہاڑوں اور دیواروں کو دھڑام سے گرنا ہوگا!

(۱) اے محکومو! اے مظلومو!! ان باج خواروں اور تاجداروں سے
کہہ دو۔ کہ اب تاجوں اور طوماروں کا کوئی فایدہ نہیں ہے!!!

(۲) اے محکومو! اے مظلومو!! ان سود خواروں اور سرمایہ داروں سے
کہہ دو۔ کہ وہ اب (اپنے مال و زر کا) حساب و کتاب اور شمار کرنا
چھوڑ دیں!!!

(۳) اے محکومو! اے مظلومو!! ان خونخوار جاگیرداروں سے کہہ دو
کہ اب اُن کے قدم اور اشارے مائل زوال ہیں!!!

(۴) اے محکومو! اے مظلومو!! ان شعبدہ بازوں اور مداریوں سے
کہہ دو۔ کہ وہ اب بیدار مغزوں کو اپنی بیہودہ باتوں سے گمراہ
کرنے کی سعی لاحاصل نہ کریں!!!

(۵) اب تو وہم و گمان اور مکر و فریب کے پردے چاک ہو کر رہ جائینگے!
اور پربتوں، پہاڑوں اور دیواروں کو دھڑام سے گرنا ہوگا!!

(۶) اب تو ایک نئی ہی زمین ہوگی اور ایک نیا ہی سورج ہوگا!

اور شہروں اور دیہاتوں کو ایک نئی ہی روشنی دیکھنا ہوگی!!

(۷) اب تو غلام اور محکوم اِس طوقِ غُلامی کو اپنی گردن میں برداشت نہیں کرینگے! اور نا ہی وہ (بارِ احسان کے خیال سے) موتیوں کی مالائیں پہننے کے لیے اپنی گردنیں جھکائیں گے!!

(۸) اب تو پھول کانٹوں میں اُلجھ کر نہیں رہیں گے! اور نا ہی لالہ زاروں کے دِل داغدار ہوں گے!!

(۹) اب تو شیروں کو گدھوں کا بوجھ نہیں ڈھونا ہوگا۔ اور نا ہی شہسواروں کو گوبر اور لید کے ڈھیر اُٹھانے ہونگے!!

(۱۰) اب تو ناہنجار اور نابکار (نا اہلوں اور تجربہ کاروں کے) سر پہ سوار نہیں ہو جائیں گے! اور نا ہی پختہ کار (خام کاروں کے آگے) اپنا دامن احتیاج پھیلائیں گے!

(۱۱) مجھے اُٹھنا ہے! اُڑنا ہے! جلنا ہے! گرجنا ہے!" ——————
فانی (شاعِر) کو جنون اور غبار نے یہی نعرہ بلند کرنے پر آمادہ کیا!

انسان دُنیہِس اندر بے خانہ شوٗبہٕ ما

(۱) بے جان عاشقن اندر جانانہ شوٗبہٕ ما
نادان پاگلن اندر فرزانہ شوٗبہٕ ما

(۲) پرٕوانہ نَے تہٕ شمعکُوٗئی نورانہ شوٗبہٕ ما
نَے آسہِ نوٗرِ شمع تَے پروانہ شوٗبہٕ ما

(۳) آسَیس نہ مستیاہ اگر مستانہ شوٗبہٕ ما
آسَیس اندر نہ مَے اگر میخانہ شوٗبہٕ ما

(۴) ہانگن رَچھِیس نہ در جگر دُر دانہ شوٗبہٕ ما
ہانگن تہٕ دانہ رٔٹِس مگر زاہ پانہ شوٗبہٕ ما

(۵) آسیٚس نہٕ خانہ دار کانٛہہ سوٗئی خانہ شوٗبہٕ ما
انسان دُنیہِس اندر بے خانہ شوٗبہٕ ما

(۶) ویرانہ آسہِ نَے گُلِ شاہانہ شوٗبہٕ ما
گلزار آسِہ نَے تہٕ زاہ ویرانہ شوٗبہٕ ما

(۷) قیدس اندر عذابکُوٗئی سامانہ شوٗبہٕ ما
پنجرس اندر نہ آب دٕیوٗن نَے دانہ شوٗبہٕ ما

(۸) یتھ تھگ پِہن نمن تتھے استانہ شوٗبہٕ ما
یتھ منز پوٗتُل دِتہٕ دُور تھوٗکھ بُتخانہ شوٗبہٕ ما

(۹) لِیس بوزہ ناوِہ وطنکُوٗئی حالانہ دردہ سوز
تہٕ دٔکھ فانیُکن ترانہ یا افسانہ شوٗبہٕ ما

ترجمہ

اِسکا گھر نہ ہو تو اِنسان کی دنیا میں کوئی عزت نہیں ہے!

(۱) بے جان (مُردہ دِل) عاشقوں میں معشوق اچھا معلوم نہیں ہوتا ہے!
اَور ناہی ناسمجھ پاگلوں میں فرزانے کی موجودگی اچھی لگتی ہے!

(۲) پروانہ نہ ہو، تو شمع کی آب وتاب ہیچ ہے! اَور نور شمع نہ ہو، تو
پروانے کا طواف بیکار ہے!

(۳) اِس میں مستی وخمار نہ ہو، تو بادہ کش کی ادا اچھی نہیں لگتی ہے!
اِس کے اندر شراب نہ ہو، تو میخانے کی کوئی وقعت واہمیت
نہیں ہے!

(۴) سیپی اِس کو اپنے آغوشِ جگر میں نہ پالے، تو موتی کے دانے
کی کوئی قدر ومنزلت نہیں ہے! سیپی کی گود بھی بجائے خود
موتی کے دانے کے بغیر سُونی اَور بے وقعت معلوم ہوتی ہے!

(۵) کوئی رہنے والا نہ ہو، تو مکان اُجاڑ معلوم ہوتا ہے! اِسکا گھر نہ ہو،
تو انسان کی دُنیا میں کوئی عزت نہیں ہے!

(۶) ویرانہ نہ ہو، تو (باغ کے بادشاہ) گلاب کی امتیازی شان
اور خوبصورتی کا کچھ بھی پتہ نہیں چلتا ہے! اگر گلزار نہ ہو، تو
ویرانہ بھی اپنے مخصوص رنگ میں اچھا نہیں لگتا ہے!

(۷) قیدخانے میں سختی اور عذاب کے ساز وسامان کی موجودگی زیب

نہیں دیتی ہے! اور نا ہی پنجرے میں (بند جانور کو) آب و دانہ سے محروم رکھنا روا ہے!

(۸) جس آستان (خانقاہ) میں ٹھگوں کا اڈہ ہو، اُس کے آگے جھکنا جائز نہیں ہے! اور جس مندر کے بُت بھی بجائے خود چور ہوں، اُس مندر کا قیام زیب نہیں دیتا ہے!

(۹) جو مادرِ وطن (کشمیر) کی حالتِ زار اور سوزِ درد کا اظہار نہ کرے، فانی (شاعر) کا وہ تماشہ یا افسانہ بھی اچھا معلوم نہیں ہو سکتا ہے!

مذہب

(۱) پرٕژِک جلوہ ہاوان آیوٚو مذہب
پرٕژِک راز باوان آیوٚو مذہب
ہوٚدُر میوٚنڈٕ گیانٕک تہٕ عرفانکوٚیی مَس
چوان چاوٕ ناوان آیوٚو مذہب
فقیرس امیرس تہٕ شترس تہٕ مترس
پرٕژس ہیوٚو بناوان آیوٚو مذہب
"ہِشر، لول، رِلہٕ ژار، اِنصاف، موکہ جار!"
یہ شیچھٕر بوزہ ناوان آیوٚو مذہب

(۲) نگرٕ لارِہس جامہ فتنک رفاقک،
دوٗیی دُشمنی ہنٛدر تہٕ حسدک، تہٕ کینک،
اُرِچھن سوزمہ مولہس ریاکارِ ٹے ہنٛد
بُتھس وسمہ تھوٚہس مِتھت دوگنیارک،
لدٕک قیدخانس اندر قاد رسنٛدر پاٹھٕ،
فریب، کٔرِت بڑِہ زولانہ وٕتھک،
وجوٗدس اپُز تروٚہس پردہ غیبک
حقیقت تھوٚس ژٕورِہ رنگن مجازک،

ترجمہ

مذہب

(۱) مذہب حق و صداقت کا جلوہ دکھاتا ہُوا آیا تھا!

مذہب حق و صداقت کا راز آشکارا کرتا ہُوا آیا تھا!

مذہب گیان اور عرفان کی میٹھی میٹھی شراب پیتا اور پلاتا ہُوا آیا تھا!

مذہب فقیر و امیر اور دوست و دشمن کو ہمنوا و ہمرُتبہ بناتا ہُوا آیا تھا!

"یکسانیت، محبّت، بھائی چارہ، انصاف اور آزادی!" ——— مذہب

یہی پیغام سُناتا ہُوا آیا تھا!

(۲) لیکن

اس کو (یعنی مذہب کو) فتنہ و فساد، دُوئی و دُشمنی اور بُغض و کینہ

کا لباس پہنایا گیا-!

اس کی آنکھوں میں ریاکاری کا سُرمہ لگا دیا گیا-

اور اس کے چہرے پر دوروئی اور دو رنگی کے خضاب مل دیئے گئے!

اس کو دغا و فریب کی بیڑیوں اور توہمات کی زنجیروں میں جکڑ کر ایک

قیدی کی طرح قید خانے میں ڈال دیا گیا!

اس کے (دُنیوی) وجود پر کسی عالم غیب کا پردہ ڈال دیا گیا، اور

اس کی حقیقت و ماہیت کو ایک مجازی رنگ و رُوپ میں چھپا دیا گیا!

وۄن گرٛیس مژٕ ورٕ روزنُک نوٚو خانہ لدن ماسنا

(۱) کیاہ داد لدن کُن وُچھیت بیدرد وٕدن ماسنا
شیٹھ مُردٕ شِکارن بہِت ییہ عار گردن ماسنا

(۲) مظلوم کمن کُن نمن؟ دوہ آیہِ ژھوٹان ظالمن
بے عار شِکارٕ ین ژمن زانِت یہ بدن ماسنا

(۳) بدلان چھُو جہانُک نظام، بوٚزن بیٚون چھُو گژھان پختہ خام
کھوٚٹ باس نتان صبح و شام باسان یہ وۄدن ماسنا

(۴) وُنہِ گوٚنہ ختم عالمک ہیت ناوٕ لژن مذہبُک
وۄنِ گرٛیس مژٕ ورٕ روزنُک نوٚو خانہ لدن ماسنا!

(۵) کنڈین تہ گُلن مِلِ چھیٚو کیا، بُلبُل چھِ کھیوان حسرتا
گلزار ییتھوٕی آسہ زاہ نیکن تہ بدن ماسنا

(۶) چھا از تہِ منُش شاد کانہہ؟ زنجیرٕ درایہ یاد کانہہ؟
از آسہِ کران یاد کانہہ شمشاد قدن ماسنا

(۷) کوٚت تام وُچھوکھ کاشری زن مردٕ رُکمی ہشرکی
ہمپوش بٕنِت شور گِکی کیا یم تِہ تھدن ماسنا

(۸) ژھانڈان چھِ سخنور ادیب معشوق خیالی عجیب
فانیؔ! اتہٕ وۄنکھنا غریب بنہٕ چون مدن ماسنا

ترجمہ

کیا کسان اور مزدور اب ایک نئے نظام کا محل تعمیر تو نہیں کریں گے؟

(۱) کیا بیماروں کو دیکھ کر بید رو (ظالم) تو نہیں روئیں گے؟ کیا مُردہ شکاروں پر بیٹھ کر گِدھوں کو رحم تو نہیں آئے گا؟

(۲) بھلا مظلوم اب کِن کے آگے جُھکیں؟ اب تو ظالموں کے دِن ختم ہونے میں آئے ہیں! کیا (یہ حقیقت جان کر) بے رحم شکاریوں کے تن بدن (مارے خوف کے) سکڑ تو نہیں جائیں گے؟

(۳) دُنیا کا نظام بدل رہا ہے! پختہ، اور خام، الگ الگ ہو رہا ہے! اور کھرے اور کھوٹے (سچ اور جھوٹ) کی صبح و شام نقاب کشائی ہوئی ہے! (یعنی پُرانے نِظام کی خامیاں اور نئے نِظام کی خوبیاں منظرِ عام پر آرہی ہیں۔ اور نئی قدریں پُرانی قدروں کی جگہ لے رہی ہیں!)
کیا بُڈھوں (یعنی زاید المیعاد فرسودہ نظام کے رجعت پسند علمبرداروں) کو اِس حقیقت کا احساس تو نہیں ہو رہا ہے؟

(۴) ابھی تو دنیا میں مذہب کے نام پر لڑنے جھگڑنے کا سِلسلہ ختم نہیں ہُوا ہے! کیا کِسان اور مزدور اب (اپنے رہنے سہنے کے لئے) ایک نئے نظام کا محل تعمیر تو نہیں کرینگے؟

(۵) واہ واہ! پھولوں اور کانٹوں میں کیا تال میل ہے! یہ دیکھ کر بلبلیں

مایوس اور حسرت زدہ ہیں! کیا اچھے اور بُرے لوگوں میں بھی ایسا ہی میل مِلاپ تو نہیں ہو سکتا ہے؟

(۶) کیا آج بھی کوئی اِنسان خوش ہے؟ اور کوئی باؤں (غلامی کی) زنجیر سے آزاد ہے؟ کیا آج بھی کوئی (عاشق) شمشاد قدوں کو یاد تو نہیں کر رہا ہوگا؟

(۷) بھلا ہم کب تک گند و عفونت میں پلنے والے کیڑوں مکوڑوں کی طرح کشمیریوں کو زبوں و خوار دیکھیں گے؟ کیا یہ بھی جنّت (کشمیر) کے کمل کے پھولوں کی طرح کھِل تو نہیں اُٹھیں گے؟

(۸) مُخمور اور ادیب خیالی اور عجیب و غریب معشوقوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ اے فانی (شاعر)! ذرا بتا تو سہی۔ کہ آیا ایک غریب تیرا حقیقی معشوق بن تو نہیں سکتا ہے؟

انقلاب

کُس یہ بھران تازہ جام آو نوو شراب ہہت؟

(۱) آو زمانا نوو ئی آو انقلاب ہہت!
آو جہانا نوو ئی، آو نوو حساب ہہت!

(۲) ادس گئے منز وِلت، دُور دیدوئی ذِلت
آو صُبح سوئی فولت، آو آفتاب ہیت!

(۳) ناز و ادا واہ واہ جان دِلر با چھو کیا!
حُسن نوو ئی یا و نا آو نوو شباب ہہت!

(۴) لعل و جواہر زبر درایہ سنگرن ہبر
نان کمس، کس خبر؟ آیہ کنڈو گلاب ہیت!

(۵) درایہ و بھاژہ ھوٹ تہ سیئز بر ونٹھ یتھ علم چھ کھفر
درایہ کتھا پژ انژ، آو جلوہ خواب ہہت!

(۶) کُس یہ مجازک حجاب، دھوکہ دِہجئ طناب
آو نوان با حساب؟ آو کُس ثواب ہہت!

(۷) نالہ، وَدُن تے وِداک، وائے، وَشِ تہ باک باک
سوز، سولا، فراق، آیہ کیا جواب ہیت؟

(۸) کوت چھ دَدان خاص و علم؟ درایہ منتر تہ ھشِد رحم!

ڪُسُ يہ ڀَريان تازه جام آءُ ٿوءِ شراب هِيَت؟

(٩) گيت ٿِئي، ٿوءِ ڪتاب! دُرُ آءُ هول، شر، حُساب!

سونه، غرشريم ۽ عذاب، آءُ ڪُسُ رباب هيت

(١٠) سون غُلامِ غريب، سون وطن گوئي حبيب

سون يہ فانيءَ اديب آءُ ڪيا خطاب هيت

ترجمہ

انقلاب

بھلا یہ کون نئے ساغروں میں ایک نئی ہی شراب اُنڈیلتا ہُوا آیا؟

(۱) ایک نیا ہی زمانہ ایک نیا ہی انقلاب لیکر آیا! اور ایک نئی ہی دُنیا ایک نئے ہی انداز اور حباب کے ساتھ آگئی!

(۲) وہی صبح ـــــ ہاں ہاں وہی صبح ـــــ جو کہ تاریکیوں کے حجاب میں نظروں سے اوجھل تھی، ایک نئے ہی سُورج (کی تابانیوں) کے ساتھ جلوہ گر ہوئی!

(۳) واہ واہ! ایک نئی ہی ناز و ادا! ـــــ کس قدر دلربا اور حسین! واہ واہ! ایک نئی ہی جوانی! ـــــ ایک نیا ہی حسن اور نکھار لیکر آگئی!

(۴) واہ واہ! کتنے ہی لعل و جواہر ٹیلوں، پربتوں اور پہاڑوں سے پھوٹ پڑے! بھلا کون جانتا ہے؟ ـــــ کسے خبر ہے؟ ـــــ کانٹے بھی گلاب لیکر آگئے!

(۵) واہ واہ! ایک آسان اور سیدھا راستہ نکلا جسکے آگے ایک اُونچا جھنڈا لہرا رہا ہے! جو بات جھوٹی معلوم ہوتی تھی، وہ آخر کار سچ نکلی ہے! اور خواب بھی (اپنی تاویل کا) جلوہ لے کر آیا ہے۔! (یعنی شرمندۂ تعبیر ہُوا ہے!)

(۶) بھلا یہ کون سلیقہ کے ساتھ مجاز کے حجاب کو پھاڑتا ہُوا اور دعا و فریب اور وہم و گمان کی طناب کو توڑتا ہُوا آیا؟ —— بھلا یہ کون ثواب لیکر آیا

(۷) نالۂ فراق، آہ و زاری، بُکاو بین اور سوزِ ماتم! —— بھلا یہ سب کے سب انجام کار (بارگاہِ الٰہی سے) کونسا جواب لیکر لوٹے؟

(۸) بھلا خاص و عام کہاں دوڑ رہے ہیں؟ —— فرزانے اور دیوانے تو سارے کے سارے نکل پڑے!

بھلا یہ کون نئے ساغروں میں ایک نئی ہی شراب اُنڈیلتا ہُوا آیا

(۹) نئے ہی گیت اور ایک نئی ہی کتاب! —— واہ واہ! دِل کا حجاب نکلا، اور دل کے ارمان نِکلے!

بھلا یہ کونسا رباب ایک نیا ہی زیر و بم اور سوز و ساز لیکر آیا، جس نے کہ سارے عذاب اور غم بھلا دیئے؟

(۱۰) بھلا یہ غریبوں کا غلام! —— یہ ہمارے وطن (کشمیر) کا دوست! ہاں ہاں یہ ہمارا ادیب یعنی فانیؔ (شاعر) کونسا خطاب لیکر آیا؟

باکِہ وٕداں کَم چھ مدنوار! گرٛدٕن کیا ؟

(۱) غانہ ملن تازہ گلٕن! دأدے لِدن کیا؟
سازکرن تازہ ڈکِن! چھوکہ لَدن کیا ؟

(۲) سال اَنِن لالہ فلِن پیالہ بھرن کیٛت، !
بوٗنچھ ہتیٛن، آرہ کیتیٛن، وٕکہ زٕدن کیا ؟

(۳) جامہ ولن کامہ دِیون، رنگہ ڈلن پوشن !
نٕتھ نتیٛن، گرٕدھہ لدن، پامہ زٕدن کیا؟

(۴) تابہ وٕزن، تیٛرہ ہٕنن نٕتھ نتیٛن یان !
مأہ مندیٛن، لالہ رُخن، سرو قدن کیا؟

(۵) خانہ پٕھن ریانہ لرُن سادہ منوشن !
ساتھ لدن خانہ بہن! یانہ بھدن کیا؟

(۶) ترلیشہ ہشتی زاگہِ غریبن چھ آتش تام !
باکِہ وٕدان کَم چھ مدنوار! گرٛدن کیا؟

(۷) درأیہ دٕچھت لارہ توٗلے وارہ بہأ زِچ،
تارہ گمت، کم چھ پیمت؟ لارہ لدن کیا؟

(۸) آسہ دلس منتزٕ نمیس سونہ غمچ ریہہ
بوتہ سو ماگا فیہ وزان تارہ بیلن کیا؟

ترجمہ

کتنے ہی اشراف زار و قطار رو رہے ہیں! لیکن گدھوں (ظالموں) کو اس بات کا کیا غم؟

(۱) حسین اور نازنین اپنے گلابی رخساروں پر غازہ مل دینگے! لیکن بیماروں کو اس سے کیا غرض؟
حسین اور نازنین اپنی ناز بھری چوٹیوں کو "سانہ" (سہاگ) سے مزین کرینگے! لیکن زخمیوں کو اس سے کیا واسطہ؟

(۲) معشوقوں کو دعوت پر لایا جائے گا اور (ان کے لئے) جام کے جام بھر دئے جائیں گے! لیکن بھوکے، عاجز اور فرد رکے ٹھکرائے ہوئے لوگوں کو اس سے کیا تعلق؟

(۳) محبوبوں کو رنگ برنگی لباس پہنائے جائیں گے، جن کو دیکھ کر گلوں کا رنگ فق ہو جائے! لیکن برہنہ، خاک آلودہ اور ملعون و مطعون لوگوں کو اس سے کیا سروکار؟

(۴) ننگ دھڑنگ لوگوں کے تن بدن (کڑکتی) دھوپ سے جھلس اٹھیں گے اور (شدید) سردی سے سکڑ جائیں گے! لیکن حسینوں، لالہ رخوں اور سرو قدوں کو اس بات کی کیا پروا؟

(۵) اے وائے! سادہ لوح لوگ خود اپنے گھروں کو مسمار کرکے دوسروں کے مکان تعمیر کرتے ہیں: بھلا ایسا کرنے سے اُن کی کیا ترقی اور سرفرازی

ہو سکتی ہے ؟

(خون کے) پیاسے سرمایہ دار (اپنی پیاس کو بجھانے کے لئے) غریبوں کے آنسوؤں کی بھی تاک میں رہتے ہیں! اُف! کتنے ہی اشراف زار و قطار رو رہے ہیں! لیکن گِدّھوں (ظالموں) کو اِس بات کا کیا غم؟

(۷) بھاگتے ہوئے لوگ (یعنی سیّاح) باغ کے پھولوں کی بہار دیکھ کر دواں دواں باہر نکل آئے! باغ میں کونسے لوگ محتاج و درماندہ اور کونسے لوگ اُفتادہ ہیں؟ بھلا ان جلد بازوں کو اسباب کا کیا فکر؟

(۸) جس آدمی کے دل میں نارِ غم کے شعلے بھڑک نہ رہے ہوں۔ بھلا اُسے کیا معلوم کہ کسی کا تن بدن (ظلم و ستم کی) آگ میں کیسے جل رہا ہے!

مہجورٔ سٕنٛز کٕتھ !

(۱) گٔژھن مس پیالہ چلوِت گوک مستی باگرٲوِت گوک !
موٗدٕر کیا بُلبُل کشمیر ! بولیا بوزہ نٲوِت گوک !

(۲) اڈٕین گوک ہنٛدرہ ژٕرہ نٲوِت ، اڈٕین بلہٕ زان سٲوِت گوک !
نوٗوی ژوٗوٕ زیر و بم زٕلکیٚن ربابن مشرٲوِت گوک !

(۳) کٕمی کر ہٲوٕ جوشن جانٕر ؟ وطنک ، بوٗک توشن نا !
نوٗوی سونٛتا ، ژوٗوی فولیا ، نوٗوی گلزار ہٲوِت گوک !

(۴) مُبارک زِندگی ہنٛد ساز ، چانے غیرتک مِضراب !
خودی ہنٛد راز بٲوِت گوک ، عالمس پتہ نٲوِت گوک !

(۵) یمن کشمیر چھن مرگن ، یٚمن ہنیہٕ ژوسہ میدانن
ژہ تِمنیوٕ لولہ بوٗ سوشیت ، کٔتھ ناہ لوسہ نٲوِت گوک !

(۶) یمن کشمیر کیٚن باغن ، جوٗین ، ناگن ، سرن ، آرن
بٔچھن پیٚٹھ لولِچن ڈٕنہ نٲوِتھی معراج ہٲوِت گوک !

(۷) یمن کشمیر کیٚن نادار منشن ننگہٕ مظلومن
مِثالِ جامِ جم پنٕنے مقامک جلوہ ہٲوِت گوک !

(۸) کمن شاہن ، کمن راجن ، کمن تختن ، کمن تاجن
کھورن تل کاشرین ہنٛدین گرٲوِتھاوٕ نٲوِت گوک !

(۹) کرِی ناپاپہ فانی دمبدم جانی ثناخوانی ؟

پَٔنٕ، کاشُرزَبانَس کمالس وانہٕ ناوِت گوک!

فٕ۱ [یہ مختصر سا مرثیہ کشمیری زبان کے مایۂ ناز اور شہرۂ آفاق شاعر جناب غلام احمد صاحب مہجور کے ماتم میں لکھا گیا تھا۔ جن کا اِنتقالِ پُر ملال ۱۰ اپریل ۱۹۵۲ء کو متری گام (ڈگام) میں ہُوا۔]

مصنّف

ترجمہ

مہجور سے!

(۱) تم گلوں کو (اپنی شعر و شاعری کی) شراب کے جام پلا کر اور اُن میں (اپنے گیتوں کی) مستیاں بانٹ کر اس دُنیا سے رخصت ہو گئے! اے بُلبُلِ کشمیر! تم کیسی ہی میٹھی الاپ سُنا کر چلے گئے!

(۲) تم کچھ لوگوں کو نیند سے بیدار کر کے اور کچھ لوگوں کو لوریاں دے دے کے سُلا کر چلے گئے! تم دِلوں کے ربابوں، سازوں، سنطوروں، سارنگیوں اور ستاروں میں نیا ہی نیا زیر و بم ڈال کر چلے گئے!

(۳) بھلا تمہارے جوش و خروش میں کب کمی آ گئی؟ کیا اہل وطن اس حقیقت کو جان کر جھوم نہیں اٹھیں گے؟
تم تو نئی ہی بہار، نئے ہی پھول اور نئے ہی گلزار دِکھا کر چلے گئے!

(۴) یہ زندگی کا ساز اور یہ تمہاری غیرت و محبت کا مضراب! ۔۔۔ یہ دونوں مبارک ہوں تمہیں اور اہلِ کشمیر کو! تم خودی کے راز آشکارا کر کے اور دُنیا کو جان پہچان کر چلے گئے!

(۵) تم کشمیر کی "مرگوں" (مرغزاروں)، چراگاہوں، وادیوں، جنگلوں اور توسہ میدانوں کو اپنے پیہم بوسوں سے کس قدر تھکا کر چلے گئے!
۔۔۔ (اتنی والہانہ محبت تھی تمہیں اُن سے کہ متواتر بوسوں سے بھی

تم سیر نہیں ہوئے!)

(۶) تم کشمیر کے اِن گلزاروں، چشموں، ندی نالوں، دریاؤں، جھرنوں، آبشاروں اور جھیلوں کو محبت کی پانکھوں (پَروں) پر اُڑا اُڑا کر اپنی معراجِ کمال دِکھا کر چلے گئے!

(۷) تم کشمیر کے اِن مفلوک الحال لوگوں، اور ننگ دھڑنگ مظلوموں کو جامِ جم کی طرح اپنے اصلی مقامِ منزل کا جلوہ دِکھا کر چلے گئے!

(۸) کیسے کیسے راجوں، مہاراجوں، تختوں اور تاجوں کو تم کشمیریوں کے پاؤں کے آگے گرا کر چلے گئے!

(۹) بھلا ثانی (شاعر) کیوں نہ بجائے خود تمہاری دمبدم ثناخوانی کرے! آخر تم تو اپنی کشمیری زبان کو معراجِ کمال پر پہنچا کر چلے گئے!

ترجمہ

اَنٕن چھُم زَرٕین ہوشس سازندَرن منٛز

(۱) تُلُن شور و شر چھُم مکانن گھرن منٛز
کرٕن زندگی پیٛدہ دارٕین برن منٛز

(۲) بھرُن جوشس چھُم نوٕ کوٚہن سنگرن منٛز
کرُن بوش نوٕ پیٛدہ سوٚدرن سَرن منٛز

(۳) جوٲنی انٕن چھُم بُڈٕن آڈورَن منٛز
روٲنی انن ہوٚ کھمتیٖن آگرَن منٛز

(۴) کرُن پیٛدہ چھُم دِل شہَن ہُند کھرن منٛز
کرِان ضایہ یِم زِندگی آرہ سَرن منٛز

(۵) انٕن چھُم کتھن زِ یوٚ کاٹیٚن بے زبانن
انُن چھُم زرٕین ہوش سازندَرن منٛز

(۶) اَنُن چھُم آبنُ گاشس ہٲوِنٕ بزک گاہ
کرٕٹُن چھُم وتن واش ہجرَن درَن منٛز

(۷) یِمَن بٔنلہ کنہِ خوُن ذَرِہ سوزِ درد مُک
تھوٲن چھُم دَ زان شمع تِم یوٚ بٔرن منٛز

(۸) کُنوٕ ہُیٚ آسہٕ شان زیوِ ہُند دِماغک
ٲبریٖزٕ اوس کیا آدمن واندرَن منٛز؟

(۹) رٕہت پٲن ر پانٕے چھ پرٕان ٹھٔریٚن تل
قبوٗح کیا چھوٗنتہ واندرن کانٛدرن منٛز؟

(۱۰) اسان چھُس وُچھت کاغذی افسرن کُن
پہان یِم زرٕیٚن تہٕ کٔرت دفترن منٛز

(۱۱) وُچھم گراک ثوٕ فٲنبس اِنتظارس
کٔمان بیرہِ سودا ثوٗوسٕئی بازرن منٛز

ترجمہ

مجھے سازندوں اور موسیقاروں کی محفل میں بہروں کو ہوش میں لانا ہے!

(۱) مجھے مکانوں اور گھروں میں شور و شر بپا کرنا ہے! اور دروازوں اور کھڑکیوں میں جان ڈالنی ہے!

(۲) مجھے ٹیلوں، پہاڑوں، اور پربتوں میں ایک نیا جوش و خروش بھرنا ہے اور جھیلوں اور سمندروں میں ایک نیا تلاطم پیدا کرنا ہے!

(۳) مجھے بوڑھوں اور ادھیڑ عمر کے لوگوں میں جوانی لانی ہے! اور سوکھے ہوئے سرچشموں اور منبعوں میں روانی پیدا کرنی ہے!

(۴) مجھے گدھوں (احمقوں) میں شیروں کا دِل گردہ پیدا کرنا ہے! ہاں ہاں اُنہی گدھوں میں جو کہ اپنی زندگی کو سُستی اور بیکاری کے عالم میں ضائع کرتے ہیں!

(۵) مجھے گونگوں اور بے زبانوں کو قوّتِ گویائی عطا کرنی ہے! اور سازندوں اور موسیقاروں کی محفل میں بہروں کو ہوش میں لانا ہے!

(۶) مجھے اندھوں کو حق و صداقت کی روشنی دکھا کر بینا بنانا ہے! اور سڑکوں اور شاہراہوں کے انگنیا (ٹیڑھے پن) اور پیچ و تاب کو سلجھانا ہے!

(۷) مجھے پروانوں میں ایسی شمعیں روشن رکھنی ہیں ـ جن میں تیل کی جگہ سوزِ درد کا خون جل رہا ہو!

(۸) اگر زبان اَور دِماغ کی ایک جیسی شان (صلاحیت) ہوتی۔ تو پھر اِنسان اَور بندر میں کونسا فرق تھا؟

(۹) یہ تو خود (توہمات کے) پردوں اَور حجابوں کی آڑ میں بیٹھے ہوئے ہیں! انہیں تو سبزی فروشوں اَور نانبائیوں (یعنی ادنٰے پیشہ وروں) میں کونسا نقص و قبوح پایا جاتا ہے؟

(۱۰) ہنسی آتی ہے مجھے اِن کاغذی افسروں کو دیکھ کر جو کہ دفتروں میں اپنے بازوؤں کو تہ کر کے بیٹھتے ہیں!

(۱۱) میں نے آج نئے ہی خریداروں کو فانی (شاعر) کے انتظار میں دیکھا۔ شاید وہ بازاروں میں (اپنی شاعری کا) نیا ہی سودا بیچتا ہُوا نِکلے گا۔!

یادِ آزادؔ!*

(۱) پۄان ٹلہٕ یاد چھ نوٗیۍ ناوٕ دِل طرفان آزادو!
وُچھو نادیدٕ دوبارٕ چھ نوٗیۍ پان آزادو!

(۲) فراقن چأنۍ کٔرۍ فلوا دِلک ارمان آزادو!
چھُکھ تاہ کرٕ کھڈ بٔبہٕ ہیلِن ژٕ سے ہیوٗ اِنسان آزادو!

(۳) ژٕ اوسکھ راچھ مظلوٗمن ہنٛدۍ پانن زوٗن جانن!
زوٗس چأنِس نوٗرے ما آیہٕ برونٛٹھۍ بان آزادو!

(۴) بیرِن نالول یِم چانیٚن وتن ہنٛد نازٕ قدمن ہنٛد؟
وَنٛدان یِم دَمبدَم چانیٚن کتھن ژٕ جان آزادو!

(۵) دِلس پٮ۪ٹھ اوس چأنِس راج محتاجن غریبن ہنٛد!
کمن تاجن نظر آیہِ چأنۍ ہالہ راوان آزادو!

(۶) کمن ملکن تہٕ فلکن اوس چھ نوٗیۍ غم ژے نِش شرخم!
ژٕ سے اوس سوٗیۍ وُنیہٕ تہٕ نیٚشہٕ بادُن خوٗدی ہنٛدستان آزادو!

(۷) دُوئی، دوگنٛبار، نفرت، کینہ ——— یمیٚ کالہ شہارن
کرٕ تہٕ آتش دہانی ستٕ بتہٕ، پٮ۪ٹھنے فان آزادو!

(۸) کمن دھوکن، بھرمن، مکرن، فریبن لرزٕ چھ نوٗیۍ اوس!
کمن وہمن گمانن ہنٛدۍ لرٕت استان آزادو!

(۹) نہ اوسک دھرمکوٗی پابند نہ اوسک دِینکوٗی پابند!
نازن پوشہ پوٗناین ہتھونتہ ارمان آزادو!

(۱۰) شبان اوسوٗی اَچھن توٗرانہ ہنزگ، وحدتک، کنٔزِک!
ژٔے آسٔتۍ کُل جہانس ہیٚتھ نظر یکسان آزادو!

(۱۱) کنان اوسک ژٔہ مِلتن طائفن مِلٕ ارکوٗنۍ سودا!
بڑٕ اوِت کیا زِہ مشدنین گوک ہینئوٗی وان آزادو!

(۱۲) بلاین منٛزٕ تہٕ ما اینزین خُداین زانِتھ انتٕ ایمان!
قلاین منٛزٕ تہٕ ما لاگِت نیزس زولان آزادو!

(۱۳) ژٔہ اوسک ظُلمکین خنگلن نین منٛز انقلابک شُہہ!
گرٕ زٔن چون راتلمن اوس لرزہ ناوان یان آزادو!

(۱۴) قرار اوسوٗی نہ ڈیشِت کاشرین ہنٛز خانہ بربادی!
اَوارن وُنہٕ تہٕ روٗژن ماسٔتین آسان آزادو!

(۱۵) ژٔہ ما اوسک ذزان زانِتھ خوٗنِ دِل ہارٕن غریبن ہٕند!
چھو ما از خوٗنہٕ دریاون تہٕ کانہہ پرٕسان آزادو!

(۱۶) گژھک نافرہ منٛز بیدار وطنک حال ڈیشک نا!
وَنن ہیٚتھ کاشرین ہنٛد خوٗنٕ گوارزان آزادو!

(۱۷) اگر ہاوان بہارا کانہہ سوٗتے خوٗنا شہیدن ہُنٛد!
پَزر نہٕ تہٕ مٔی، گمُت سورۍ چمن ویٚران آزادو!

(۱۸) دُچھک نا دِیدٕ ؤیٚ ماجن نیٚنٕ ہنٛز دٔلہ رُسوٲئی!

گوٚنڈٕ ٹ بر ڈ نھٹھوٗ ئ ژے کیاز ےسفر کوٗئی سامان زِلدو

(۱۹) کَنٕن چانیَن سٕپُن ، مانٛشدرِہ منٛزرا لھ فانٕین آلو؟
دِلس منٛزٕ ونٕہ تہٕ چونوٗئی دودلیُس للہ وان آزادو!

---

۱ یہ المیہ نظم کشمیری زبان کے مشہور شاعر انقلاب اور اُردو کے بلند پایہ ادیب جناب عبدالاحد صاحب ڈار آزاد کی یاد میں لکھی گئی ہے جو کہ ۱۹۴۷-۴۸ء کے بحرانی دور میں اپنڈی سائٹس کے مرض مزمن کا شکار ہو کر ۴۴ سال کی عمر میں قبل از وقت ہی اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ انتقال کے وقت آپ کرن سنگھ ہسپتال سرینگر میں تھے۔ جہاں کہ آپ کا آپریشن کیا گیا تھا۔ اور آپکی بالینِ مرگ پر حاضر معدودے چند رشتہ دار، احباب اور عقیدتمند ہی آپ کی لاش کو تجہیز و تکفین کے لئے اُٹھالے گئے تھے۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے۔ کہ اس فخرِ وطن شاعر، ادیب اور مفکرؔ کا ماتم منانے میں مجرمانہ غفلت اور خاموشی سے کام لیا گیا!

یاد رہے۔ کہ مذکورہ دور میں نیشنل کانفرنس کی ایمرجنسی گورنمنٹ (ہنگامی حکومت) قایم ہو چکی تھی۔

مصنف

ترجمہ

یادِ آزاد!

(۱) اے آزاد (شاعر)! جب تیری یاد آتی ہے۔ تو دل تڑپ اُٹھتا ہے!
کاشکہ ہمیں پھر تیرا دیدار نصیب ہو!

(۲) تیری فُرقت نے دِل کے ارمانوں اور تمنّاؤں کو وارفتہ اور ہلکان کر ڈالا۔
آہ! کِتنا ہی مُشکل ہے تجھ جیسے انسان کا پھر ملِنا!

(۳) تُو مظلوموں کی جانوں اور رُوحوں کا محافظ تھا! کیا اِسی لئے تیری جان پر
پہلے ہی (مَلک الموت کی) ہمت تو نہیں آئی؟

(۴) کیا وُہ لوگ تیری راہوں اور ناز بھرے قدموں کی بلائیں نہیں لیں گے۔
جو کہ دمبدم تیری اعجاز بیانی پر اپنی جانیں قربان کرتے ہیں؟

(۵) تیرے دِل پر غریبوں اور محتاجوں کا راج تھا! بھلا تیری (محض ایک)
نظر سے کِتنے ہی تاج اپنی جگہ سے ہل جاتے تھے!

(۶) کِتنے ہی ملائک و افلاک تجھ سے سراسیمہ اور تیرے آگے سرخم تھے! تُجھے
ابھی کبھی اپنی شانِ خودی کا اور مظاہرہ کرنا تھا!
(لیکن افسوس!) تو پہلے ہی اس دنیا سے اُٹھ گیا!

(۷) دُوئی، دورُخی، نفرت اور کینہ! ——— اِن کالے کالے شہار دل
کو تو نے اپنی آتش دہانی سے بھسم کر ڈالا!

(۸) کِتنے ہی دھوکے، مکر و فریب اور تزویر تجھ سے لرزہ براندام تھے اور کتنے ہی

وہم و گمان کے آستان اور محل تیرے ہاتھوں مسمار ہوئے!

(۹) تو حرم کا پابند تھا نہ دین کا! تُو نے تو اپنے پائے استغنا سے) نیازوں اور نیشپ پوجاؤں کے ارمان ٹھکرا دیئے!

(۱۰) کس قدر زیب دیتا تھا تیری آنکھوں میں یکسانیت اور وحدت کا نُور! تیری تو ساری دُنیا پر یکساں نظر تھی!

(۱۱) تو ملّتوں، فرقوں اور طائفوں کو میل ملاپ اور یگانگت کا سودا بیچتا تھا! (اے وائے!) تو دِن دہاڑے ہی اپنی دُکان بند کر کے کیوں چلا گیا؟

(۱۲) تو نے ابتلاؤں میں بھی جھوٹے خداؤں پر ایمان نہیں لایا اور نا ہی (روحانی دباؤ اور عذاب کی) فصیلوں میں مقید رہ کر بھی سچائی کو بیڑیاں پہنائیں!

(۱۳) تو ظلم و ستم کے جنگلوں اور نیستانوں میں شیرِ انقلاب کے مانند تھا۔ تیری گرج سے کتنے ہی تناور جنگلی درختوں (یعنی بڑے بڑے ظالموں) کے جسم و جان تھرّا اُٹھتے تھے!

(۱۴) تجھے کشمیریوں کی خانہ بربادی دیکھ کر آرام دہ قرار تھا نہ سکون! (اے وائے!) اِن آوارہ (اور بے خانماں) لوگوں کی خانہ آبادی ابھی تک ممکن نہ ہو سکی!

(۱۵) تو کبھی بھی غریبوں کو خُون کے آنسو بہاتے ہوئے دیکھنا برداشت نہیں کرتا تھا! (اے وائے!) آج تو خون کے دریاؤں کا بھی کوئی پُرسان نہیں!

(۱۶) کاشکہ تو قبر میں بیدار ہو جاتا اور اپنے وطن کا حالِ زار دیکھتا! (اے وائے!) کس قدر ارزاں ہو چکا ہے۔ شاہراہوں اور پگڈنڈیوں پر

(مظلوم) کشمیریوں کا خون!

(۱۷) اگر ابھی تک کوئی بہار دکھائی دیتی ہے۔ تو وہ بھی شہیدوں کے خون کی!
ورنہ حق تو یہی ہے۔ کہ سارا چمن ویران اور اُجاڑ ہو چکا ہے!

(۱۸) کاش کہ تو اپنی آنکھوں سے ماؤں اور بہنوں کی رسوائی اور بے حرمتی
دیکھتا! (اے وائے!) تُو نے (اس روح فرسا منظر کو دیکھنے سے)
پہلے ہی کیوں اپنا رختِ سفر باندھ لیا؟

(۱۹) کیا کبھی نیند میں تُو نے فانی (شاعر) کی پکاریں تو نہیں سُنیں؟ —
ہاں اُسی فانی (شاعر) کی پکاریں جو کہ ابھی تک اپنے دل میں تیرا ہی درد
لئے ہوئے ہے!

خوٗن ؎

(۱) گٔنٛیہ خوٗن، گمٕت، خوٗن، گرٛھان خوٗن، سیٹھا خوٗن!
چھُل خوٗن، چلیوٚ خوٗن، چلان خوٗن چھُیَن منٛز!

(۲) نٕچ، دٕوٗ ہلہِ رتس دھار، سیٹھا خوٗن وتن پیوٚ!
تھوار شتبس رُودٕ چلان زُورٕ تمہٕ ڈیٚن منٛز!

(۳) اِنسانہٕ سندے خوٗنہٕ کران شُران ہندوستان!
تہٕ اوسہٕ غرض زُورٕ کھتِین زُورٕ زڈیٚن منٛز؟

(۴) نُندٕباٗن، گلشن، آرہٕ دلن، پارٕ دِلن گٔئے!
پیوٚ خوٗن ڈزِت تازہ رخن لالہ زڈیٚن منٛز!

(۵) ماشیاوٕ دِلک سوز، جگر سوز جگر سوز
نے اٗہرمن اوس نہ ابلیس خوٚیَن منٛز!

(۶) اِنسان مگر کیٛازِ ڈلِت جامہ ڈیلوٚن ہندٕ؟
شیطان شکل کیٛازِ گمُت منشہ رٕڈیٚن منٛز؟

(۷) زردار دٕوٗ ہیے رُودٕ جوان خوٗن غریبن!
ہرساتہ پھٕکس دین اُونگ فتنہ زُوین منٛز!

(۸) زردار دٕوٗ ہیے رُودٕ زوٗس زاگہِ غریبن!
زُو جان یہندٕ داٹہٕ فلیٚن یاچھوٚپوٚین منٛز!

؎ [یہ نظم ہندوستان (یعنی موجودہ بھارت اور پاکستان) کے ۱۹۴۷ء کے فرقہ دارانہ فسادات سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھی] مصنف

ترجمہ

خون

(۱) اے وائے! خونریزی ہوئی اور کس قدر خونریزی ہوئی! خونریزی ہو رہی ہے اور کتنی خونریزی ہو رہی ہے! خون بہہ گیا اور کس قدر بہہ گیا! خون بہہ رہا ہے اور کیسے پرنالوں کی صورت میں بہہ رہا ہے!

(۲) روزِ روشن میں خون کے دھارے بہہ نکلے اور سر کہیں خون میں لت پت ہو گئیں! رات کو بھی تنگ و تاریک گلی کوچوں میں خون کے فوارے چھٹتے رہے۔

(۳) اے وائے کس طرح ہندوستان (یعنی موجودہ بھارت اور پاکستان) انسانی خون میں بے دریغ نہا رہا ہے! کیا خفیہ سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا یہی منتہائے مقصد تھا؟

(۴) اے وائے! خوبصورت گلوں اور "آرہ دلوں" کے دِل پارہ پارہ ہو گئے! اور نازنین رُخساروں اور لالہ نما چہروں میں خون جل اُٹھا!

(۵) ہم مانتے تھے۔ کہ اِنسانی دِل کا جگر سوز درد اور سوز و گداز اہرمنوں یعنی بھانہ ابلیسوں میں!

(۶) لیکن انسان کیوں آج دیووں کا لباس پہنے ہُوئے ہے؟ اور انسانی چہروں میں کیوں شیطان کی شکل نظر آتی ہے؟

(۷) اے وائے! سرمایہ دار ہمیشہ غریبوں کا خون چُوستے رہے! اور ہر وقت

اپنے فتنوں اور سازشوں کی آگ کو "دین" اور "دھرم" کی تھپکنی سے پھونکتے رہے!

(۸) اے وائے! سرمایہ دار ہمیشہ غریبوں کی جان کے پیچھے پڑے رہے، جن کی زندگی محض "واٹ" (مکی کا دلیا) اور "پوسے" کھانے سے (بمشکل) برقرار رہتی ہے!

خبردار!

(۱) ڈوکھ نار نڑاوان شور کس پتہ دارہ خبردار!
خون خوارہ! دشمن دارہ! اے زردارہ! خبردار!

(۲) دم ادے سوران، لرزہ جانس ڈوے، ڈوکھت پان
دڈہ تارہ ڈلیثِ چھپی ڈنے وڈن ژشہارہ! خبردار!

(۳) چھک خانہ داران خانہ تورِت خانہ بناوان
بے خانہ کرسے نم تہِ جاگیردارہ! خبردار!

(۴) مظلوم گا لیت پان چو ٹوئی متان بڑاوان
چھوٹی ناز کنھ پتہ نہقہ مد دُنیا دارہ"! خبردار!

(۵) چھا دینداری دُورہ ناوُن ہونڈ نہ مُسلمان؟
بدنام کورتھن دین مذہب دارہ! خبردار!

(۶) بے وا یہ باغس تراپہ نو، نوع ساتہ تبردار
زاہ باغوان رُود زاگ ہیت با وارہ! خبردار!

(۷) معصوم یا دے برڈ نتھ منزل کرودھ کڈُن چھوئی
پتہ راوہ رادک ولوکے لوکہ چارہ خبردار!

(۸) گلزارہ! ریت بار شرادُن دیدہ وٹان چھک
پوہ باگہ ڈیشک کرزہ گزشہ ہک دارہ خبردار!

(۹) زنجیرہ کھولان بیڑہ تے زولانہ ڈٹان دراد
فانی تہِ گو نوٹ وطنکے اٹارہ خبردار!

ترجمہ

خبردار!

(۱) بھلا یہ کس (مظلوم) کی خاطر اتنا شور و شر بپا ہُوا ہے اور اتنی ہنگامہ آرائی ہو رہی ہے؟ اے خونخوار! اے دُشمن دار! اے زردار! ہوش میں آ! ہوش میں آ!

(۲) تیرا دم تو اب ٹوٹ رہا ہے! تیری جان تھرّا رہی ہے! اور تیرا جسم پیچ و تاب کھا رہا ہے! اے ظالم شہار! خبردار! اب تو تجھے زندگی کے محض دو یا تین دِن دیکھنے نصیب ہونگے!

(۳) تو گھر والوں کے گھر مِسمار کر کے اپنا گھر وندا تعمیر کرتا ہے! اے جاگیردار! خبردار! وہ بھی تجھے بے گھر بنا دینگے!

(۴) بیچارے مظلوم اپنی جانکاہی سے تیری شان و شوکت کو بڑھاتے ہیں! اے "دنیادار"! خبردار! تو کس بات پر یونہی اِترا رہا ہے؟

(۵) کیا ہندو اور مُسلمان میں تفریق اور مغایرت پیدا کرنا ہی دینداری ہے؟ اے مذہب دار! ذرا ہوش میں آ! تُو نے دین اور دھرم کو بدنام کیا ہے!

(۶) اے وائے! باغ (وطن) میں نئے نئے لگڑ بھگڑ (ظالم) ہر وقت بے تحاشا گھس گئے! لیکن پھر بھی باغبان کبھی اِن کی تاک میں نچوپی چوکنا نہیں رہا!

(۷) اے معصوم دوست! خبردار! تجھے آگے چل کر ایک کٹھن منزل طے کرنی ہے! ایسا نہ ہو کہ تُو بچپن میں ہی اپنے دُلولے کھو بیٹھو!

(۸) اے گلزار! تُو بہار اور ساون کے (گرم) مہینے ختم ہوتے ہی آنکھیں موند لیتا ہے (مرجھا جاتا ہے)! کاش کہ تُو پوہ اور ماگھ کے (برف بار) مہینے بھی دیکھتا۔ تاکہ تجھے مشکلات کا اور تجربہ اور احساس ہو جاتا!

(۹) اے لو! یہ تو (غلامی کی) زنجیریں کھولتا ہوا اور ہتھکڑیاں اور بیڑیاں توڑتا ہوا نکلا! اے لوگو! خبردار! فانیؔ (شاعر) بھی محبتِ وطن (کی جنون انگیز شدت) سے دیوانہ ہوا پھرتا ہے!

خلائِق سنبن ڈِیو قیامت قیامت!

(١) لتن تل وطن پیوٗ قیامت قیامت!
کھست ہوٗر ڈسِت پیوٗ قیامت قیامت!

(٢) جہانس اندر وارہ لوٗگک پہ پامن
پَرا یو تہ بینوٗ قیامت قیامت!

(٣) فسادک، عنادک، عذابک رگن منر
نوٗدُمیٔ خون دڈ یو قیامت قیامت!

(٤) "امانت" ینُ خون ہوٗت یانہ ڈنِ چون
سوبا یو تہ بایو قیامت قیامت!

(٥) لحاظک نہ لولک، امارک نہ ہولک
سیمے دارہ سوریو قیامت قیامت!

(٦) بہت آدمن تا اگرِ مازس چہ آدم!
خلائِق سنبن ڈیو قیامت قیامت!

(٧) کمن قمن، بیگناہن یتیمن
کڈان بتیلہ کرایو قیامت قیامت!

(٨) لحاظانہ کورتین، نہ ماجن، شبنین ہند
"سو آبا" ڈزت پیوٗ، قیامت قیامت!

(٩) پیمے نازالان نمے پان ڈل، ڈل،

چھِ پرِدوتہٕ ژھایَو، قیامت قیامت!

(۱) یہِ حالاتُہ چھت فاَرِبنَ دۄن زمانس
ترا نا وُوہے گیوٗ "قیامت! قیامت!"

ؔ (یہ نظم ہندوستان (یعنی موجودہ بھارت اور پاکستان) کے ۱۹۴۷ء کے فرقہ دارانہ فسادات سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھی)

مصنفؔ

افسوس! لوگ بھی کیسے آدم خوار دیو بن گئے! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۱) اے وائے! ہمارا وطن (ظالموں اور جابروں کے) قدموں کے نیچے روندگیا!
یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!
اے وائے! ہمارا وطن بامِ شہرت پر چڑھتے چڑھتے قعرِ بدنامی میں گرگیا!
یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۲) اے وائے! اپنوں اور بیگانوں نے ہمارے وطن کو دُنیا بھر میں طعن وتشنیع اور جگ ہنسائی کا شکار بنایا! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۳) اے وائے! (شرپسندوں کی) رگوں میں دنگا فساد، مردم آزاری اور بُغض وعناد کا ایک نیا ہی خون دوڑ پڑا! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۴) اے وائے! بھائیوں اور بھائیوں نے ایک دوسرے کا خُون مقدس بہنا شروع کیا۔ (جو کہ اِن کی رگوں میں ایک پاک اور بلند مقصد کے لئے بطورِ امانت محفوظ تھا۔)! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۵) اے وائے! پاسِ ادب، محبّت، دردِ فراق (اور انسانیت) کا زمانہ گزر گیا! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۶) اے وائے! انسان انسان کو کھانے کے لئے گھات لگائے بیٹھا ہے۔
افسوس! لوگ بھی کیسے (آدم خوار) دیو بن گئے! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۷) اے وائے! کیسے کیسے معصوموں بگیناہوں اور یتیموں کو ابلتی ہوئی تیل کی کڑاہیوں میں تل لیا جاتا ہے۔ یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۸) اے وائے! اب تو لڑکیوں، ماؤں اور بہنوں (کی عفت عصمت) کا احترام ختم ہے! افسوس! شرم و حیا کا پانی لوگوں کی آنکھوں میں جل اٹھا ہے یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۹) اے وائے! جو (موقعہ پرست، اور (شر پسند) لوگ (فتنہ و فساد کی) آگ کو بھڑکا دیتے ہیں۔ وہ تو بجائے خود پردوں اور حجابوں میں چھپ کر تماشائی بنتے ہیں! یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے!

(۱۰) (وطن کا) یہ زرد رخ زرسا حال دیکھ کر فانی (شاعر) نے زمانے سے کہا۔ کہ:۔ "یہی مرثیہ روز روز گا ـــ" یہ تو قیامت ہے! قیامت ہے؟

ملُو وارہ وُنہٕ شیخ تہٕ براہمن کمٕ؟

(۱) وینا کانہ چھُو دِل میون وٕلمُت غمن کمٕ؟
بناوِم دِکٕ، داغ لعلِ یمن کمٕ؟

(۲) کسندٕ نالہ چھم خوٗنِ دِل ہارہ ناوان؟
جگر پارہ کوٗر زخمے زیر و بمن کمٕ؟

(۳) چھُو کمہِ شانہ اِستادہ کوتاہ چھُو آزاد!
مگر تھوٗوُمُت بند چھُو سروِ چمن کمٕ؟

(۴) ہمو کِن، گُذِت کانِہ مظلومسٕ خوٗن
حیرت تھاوٕ ہٕرہ چھُنہٕ مانزے ہمن کمٕ؟

(۵) چھِ وُنہٕ دینکس اَمرنس زہرلِہ وان
ملُو وارہ وُنہٕ شیخ تہٕ براہمن کمٕ؟

(۶) امیری غریبی تماشا نصیبک
فرق یِژ انز کتھ یہ فرمٔز کمن کمٕ؟

(۷) چھُو یمٕ ہووُمُت فانیس نور ہنٛدٕ سُک
شُومس چھِ وُمُت سوٗی چھُو جامِ جمن کمٕ؟

بھلا شیخ اور برہمن کو ابھی کس نے ہم آہنگ بنایا؟

(۱) کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ میرے دِل کو کن غموں نے گھیر لیا ہے؟ اور میرے دِل کے داغوں کو کِس نے یَمَن کے لعلوں میں بدل دیا ہے؟

(۲) بھلا کِس (مظالم) کے نالے مجھے خونِ دِل کے آنسو بہانے پر مجبور کرتے ہیں؟ اور میرے جگر کو کِس زیر و بم نے پارہ پارہ کیا ہے؟

(۳) واہ واہ! کِس شان سے کھڑا ہے اور کتنا آزاد فطرت ہے! ——— لیکن اِس سروِ چمن کو کس نے پا بجولاں رکھا ہے؟

(۴) بھلا یہ کِس (ظالم) نے کِسی مظلوم کے خون کو ناخنوں کی راہ سے نکال کر اپنے حنابند ناخنوں کی مینا کاری کی ہے اور اِن پر نگینے نصب کئے ہیں؟

(۵) اے وائے! ابھی تک دھرم اور دِین کے امرت (آبِ حیات) میں زہر مِلایا جا رہا ہے! بھلا شیخ اور برہمن کو ابھی کس نے ہم آہنگ بنایا؟

(۶) "امیری اور غریبی محض "نصیبۂ ازل" کا ایک کرشمہ اور کھیل ہے!" ——— بھلا دھوکہ اور فریب کی یہ بات کِس نے کِس کو سُنائی ہے؟

(۷) جس شراب نے فانی (شاعر) کو یکسانیت و مساوات کا نُور دکھایا ہے۔ بھلا وہی شراب کِس جامِ جم نے اُسکو پلائی ہے؟

جہالک ژاؤ شیطانا گُنوٗ ہی نیکن بدَن اَندر![1]

(۱) گرٛ ھان کوٗ تاہ چھوٗ وَدہ نُک شور و شر ماتم کدَن اَندر!
مَدنوارن گمٛت، خوٗنی بدن گاٛشن گرِدَن اَندر!

(۲) مِشٛت تعلیم تَہنٛزٕ ماگرٛ، وٛلیَن تہٕ اَوتارن؟
چھ وُژھہ مرٛ پانہٕ وٛانی خانہ جنگی سرمَدن اَندر!

(۳) کَتہٕ شنز نیکی؟ بدی کَمسٕنز؟ شرافت کیا؟ رذالت کیا؟
جہالُک ژاوٗ شیطانا گُنوٗ ہیٚ نیکن بدن اَندر!

(۴) رٕنس مازس خُدٛا اَیٚ، پانہٕ وٛانی نم تہٕ ژم دُشمن!
یِہوٗ تے مٛتٕ آب وُتھ گامن، شہارن، سرحدَن اَندر!

(۵) گمٛتٕ ژھٕنٕ شوٗلہ لوٗکُک، شمع ہوٗکُک، ژونگ ایمانُک
جوانن، اڈوَرن، لوٗکٕٹٕن، بُڈٕین، پیرن، وٛژٕدَن اَندر!

(۶) چھوٗ کوٗ تاہ حیف کتھ جانس، مُژوَس پانس گلان ہن ہن
چھوٗکن، ضربن، ٹکمن، ٹاسن، ڈکن، ساسن زدَن اَندر!

(۷) ہیوٗ ژُن ناراٗ نیبرٕ باغس، ژٕ ٹوٗ سیٛتٕ گُل تہٕ بُلبُل دوٗر!
مگر گٕیشراہ چھہ بدمستی شرارچ، میکدن اَندر!

(۸) گھوٗرن زولانہ بلہٕ آسن گمٛتٕ سَروَن تہٕ شمشادن!
چھوٗ کیا ہَلہٕ عاشقن ڈلیٛشن کبن نٕہنٛدین قدن اَندر؟

(۹) دُچھت رنگا زمانُک فانیس چھنہٕ آگ باگے کانہہ!
چھوٗ لگمُت پانہٕ لُیس زن بُلبُلا کاوَن گرٛدن اَندر!

[1] یہ نظم اُن فرقہ وارانہ فسادات اور خون خرابہ سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھی۔ جو کہ ۱۹۴۷-۴۸ء میں صوبہ کشمیر اور صوبہ جموں میں ہوئے۔ مصنف

آج تو نیکوں اور بدوں کے دلوں میں جہالت کا ایک ہی شیطان گھس گیا ہے!

(۱) اے وائے! ماتم کدوں میں بکا دہین اور شیون وشین کا کس قدر شور و شر بپا ہے! کیوں نہ ہو؟ آخر چیلوں اور گدھوں (خون آشام قاتلوں) میں پڑ کر محبوبوں اور معشوقوں (شریفوں اور اصیلوں) کے (نازنین) بدن خونین ہو چکے ہیں!

(۲) کیا پیغمبر اور اوتار اپنی تعلیم اور اُپدیش کو بھول تو نہیں گئے ہیں؟ —— افسوس! آج پیغمبروں اور اوتاروں کے بیچ ہی خانہ جنگی کی آگ بھڑک اُٹھی ہے!

(۳) ہائے! کس کی نیکی؟ کس کی بدی؟ شرافت کیا؟ اور رذالت کیا؟ —— آج تو نیکوں اور بدوں کے دلوں میں جہالت کا ایک ہی شیطان گھس گیا ہے!

(۴) اے وائے! خون اور گوشت میں جُدائی ہو چکی ہے، اور ناخن اور پوست ایک دوسرے کے دُشمن بن چکے ہیں! (یعنی بھائی بھائی کا دُشمن بن چکا ہے) افسوس! آج تو شہروں، دیہاتوں اور سرحدوں میں جہالت اور دیوانگی کی بیہی ہوا چل پڑی ہے!

(۵) شعلۂ محبت، شمعِ درد اور چراغِ ایمان —— اُف! یہ سب کے سب چھوٹوں، بڑوں، جوانوں اور بوڑھوں میں گُل ہو گئے ہیں!

(۶) افسوس صد افسوس! کیسے (نازنین) جسم اور کیسی (گرانقدر) جان کی بوٹی بوٹی اور رتی رتی زخموں، گھاؤں، چوٹوں، دھچکوں، جھٹکوں اور ہزاروں زدوں میں دھیرے دھیرے فنا ہو کر رہ جاتی ہے!

(۷) اے وائے! باغ کے اردگرد آگ لگ گئی اور بجلیوں سے گُل اور بلبلیں جل اُٹھیں! لیکن میکدوں کے اندر شراب کی کس قدر بدمستی چھائی ہوئی ہے!

(۸) جب سروِ آزاد، اور شمشاد بھی بجائے خود پابجولاں ہوں۔ تو بھلا عاشقوں کو اُن کے قد و قامت میں کونسی چیز دستیاب ہو سکتی ہے؟

(۹) زمانے کا عجیب رنگ دیکھ کر فانی (شاعر) دم بخود ہے۔ اور اُسے کوئی راہ نہیں سوجھتی! اے وائے! وہ بھی بجائے خودِ ایک بلبل کی طرح کوؤں اور گِدھوں میں پھنس چکا ہے!

جوانن ہُند حال

(۱) نہ جوشا، جنوُنا، نہ پوٗز غیرتا کانٛہہ
نہ دٔردا، نہ دوٗدا، نہ پوٗز محبتا کانٛہہ

(۲) نہ خوُنس اَندر غیرژ، گرمیا کانٛہہ
نہ لوٗلچ، نہ ہوٗپچ، دِلس نرمیا کانٛہہ

(۳) ہِشر آزمادن نہ دوٗ گنٛہار ژرادن
خیالن اندر تِژھ نہ آزاد یا کانٛہہ

(۴) نہ ژٕن زال وہمک، ژریٛنگ، گمانگ
نہ نٛیوٗکھ وولا کانٛہہ، نہ تیزھ ہِمتا کانٛہہ

(۵) کنتھن منٛز دلیلا، نہ سنٛرا نہ گوہرا
نہ کانٛہہ نہ کارن ہنٛدٕ وی مطلبا کانٛہہ

(۶) لگن ژوٗ جہانس نہ ماضی زمانس
وٕدان "قسمتس" کانٛہہ، کران واویلا کانٛہہ

(۷) چھوٗ کانٛہہ بنٛدٕ "وقتک"، چھوٗ کانٛہہ بنٛدٕ "تختک"
منٛگان منٛدرن آستانن پناہ کانٛہہ

جوانوں کا حال

(۱) ان میں (یعنی جوانوں میں) نہ جوش ہے، نہ خون ہے اور نا ہی کوئی حقیقی غیرت ہے!
ان میں نہ درد ہے، نہ تڑپ ہے، اور نا ہی کوئی حقیقی محبّت ہے!

(۲) ان کے خون میں نہ غیرت و حمیّت کی کوئی گرمی ہے اور نا ہی ان کے دل میں محبّت اور سوز و گداز کی کوئی نرمی ہے!

(۳) ذرا یکسانیت کو آزمانے اور دو رخی اور مغایرت کو خیرباد کہتے! ـــ ان کے خیالات میں اتنی آزادی بھی نہیں ہے!

(۴) ذرا وہم و گمان اور مکر و فریب کے پردوں اور جالوں کو تار تار کر کے رکھ دیتے! ـــ ان میں نہ ایسا کوئی ولولہ ہے اور نا ہی ایسی کوئی ہمّت ہے!

(۵) ان کی باتوں میں نہ منطق ہے، نہ گہرائی ہے اور نہ کوئی وزن ہے۔ اور نا ہی ان کے کاموں کا کوئی خاص مقصد ہے!

(۶) نہ تو یہ دنیا (کے فرسودہ نظام) کا محل از سرِ نو تعمیر کر سکتے ہیں اور نا ہی یہ زمانے سے راضی اور مطمئن ہیں! کوئی اپنی "قسمت" کو جھینکتا ہے اور کوئی محض واویلا کرتا ہے!

(۷) کوئی "وقت" کا بندہ ہے (ابن الوقت ہے) اور کوئی "تاج و تخت" کا بندہ ہے (سرکار پرست ہے)! اور کوئی مندروں اور آستانوں (زیارت گاہوں) میں اپنی پناہ ڈھونڈتا ہے۔
(اور مرادیں مانگتا ہے)!

شُوبیا ثیُون مزارٔی تہ شمشان زانُن ؟

(۱) چھُو درد وطن دین وایمان زانُن
چھُو یکسان ہوٚنٛد تٕے مُسلمان زانُن

(۲) گرُن ٹِل چھُو نتھ پاٹھٕ بنِتھ تہ پرزُن
کٔرِت زان یتھ پٮ۪ٹھ انسان زانُن

(۳) چھِ مندر مشیدٕ ے تکلان فِتنہ ژٔ، نور
گناہ شورہ خانن چھُو استان زانُن

(۴) وٕزُکیا تِمس ڈٔلِہتِس دینہٕ دارس
زمین زانِنے ییٚس چھُو اسمان زانُن ؟

(۵) کُنی مُشرِ چھ یتھ بیٚٹھ مرٔن زٕیوُن چھُو منش
شُوبیا ثیُون مزارٔی تہ شمشان زانُن ؟

(۶) وطنداراہ ! ٹیرا وُ ناسُور وطنک
پٕرِی ووٚن رٔتِنُ بان لُقمان زانُن ؟

(۷) گرن فاقہ یمہ شور گہ ملکک غریبی
چھ کوٚس خوٚرنتہِ ؟ کُس چھُو غلمان زانُن ؟

(۸) چھُو نیرُن گیوان فانیس گیت وطنک
یہوٚے تس چھُو گیتانہ عرفان زانُن

کیا مزار اور شمشان (مرگھٹ) کو دو الگ الگ چیزیں سمجھنا جائز ہے؟

(۱) (ہمیں) دردِ وطن کو دین و ایمان سمجھنا ہے! اور ہندو اور مسلمان کو ایک ہی نظر سے دیکھنا ہے!

(۲) (ہمیں) اپنوں اور بیگانوں میں اس طرح سے تال میل پیدا کرنا ہے۔ کہ پیشگی تعارف اور جان پہچان کی بدولت انسان کو جاننے کی ضرورت نہ پڑے۔!

(۳) مندر اور مسجدیں نئے نئے فتنے بپا کرتی ہیں! گناہ ہے ایسے بارود خانوں کو آستان (متبرک زیارت گاہیں) سمجھنا!

(۴) بھلا اس بھٹکے ہوئے دین دار سے کیا کہیں جو کہ زمین (یعنی عالم سفلی کی حقیقتوں) کو سمجھنے کے بغیر ہی آسمان (یعنی عالمِ علوی) کو جاننے کی سعی لاحاصل کرتا ہے؟

(۵) ایک ہی مٹی (دھرتی) تو ہے۔ جس پر انسانوں کو جینا مرنا ہوتا ہے! کیا مزار اور شمشان (مرگھٹ) کو دو الگ الگ چیزیں سمجھنا جائز ہے؟

(۶) اے وطندار! تو وطن کے ناسور مندمل کر! تجھے ثواب اپنے آپ کو نقصان سمجھنا چاہئے!

(۷) جب جنتِ ارضی (کشمیر) کے غریب فاقہ کشی کر رہے ہوں۔ بھلا وہاں کون حور ہے؟ اور کس کو غلمان سمجھا جا سکتا ہے؟

(۸) مرحبا! فانی (شاعر) کو ثواب وطن (کی آزادی) کا گیت گاتے ہوئے نکلتا ہے! اور اسی گیت کو اسے گیتا اور قرآن سمجھنا ہے!

نوجوانس کُن

اندر وارہ اَتھ بوستانا نوُوئی ہیت

(١) زمانس اندر اَتھ زمانا نوُوئی ہیت
جہانس اندر اتھ جہانا نوُوئی ہیت

(٢) کرُن پیدہ آدم گمانا نوُوئی ہیت
زمینا نوئی، آسمانا نوُوئی ہیت

(٣) قدم تُل وُفان بکھ طفانا نوُوئی ہیت
نوُوئی دَم تہ خم دِل ہوبانا نوُوئی ہیت

(۴) تبرلاے تڑٹ مُول بڑ اینُ کلیمؑ ہنڈر
اندر وارہ اَتھ بوستانا نوُوئی ہیت

(۵) گمُت باغ ویران ہے ہے! اَڈُس جل
بہارا نوُوئی، باغبانا نوُوئی ہیت

(٦) دَنی عشقہ موُت کیا، جنوُنی ہنت نیر
زبانا نوئی، داستانا نوُوئی ہیت

(٧) چھوُ وُنڑ زونمُت وارہ رازِ خودی کُم د؟
نوُوئی نیراک رازدانا نوُوئی ہیت

(٨) نیھر ہیوُن چھوُ وڈن، زیرہ پڑ اَنِس نظامس

ژٕہ وَتھ تھوٚد فقط اکھ بہانا نوُوُی ہیرت

(۹) کَرُن کیا چھُو گورن، مُلن، واعظ خوانن؟
بُزُک گاشس ہاوآن بانا نوُوُی ہیرت

(۱۰) نہ تھاوَن لَدِت شہفہَ ییتھ "قسمُنُک" راہ
لُکن گژھہ نِتھُوُی آب و دانا نوُوُی ہیرت

(۱۱) جبیٖنَن چھُو حالا گمُت سجدٕ دِیَ دِیَ
زِندن سیٚٹھَے روزٕ آستانا نوُوُی ہیرت

(۱۲) دِلن منٛز نوُوُی پیٚدٕ کرٕ جوش تَے ہوش
تِتھُوُی فانیُن کیٚھ ترانا نوُوُی ہیرت

ترجمہ

نوجوان سے خطاب

باغ میں ایک نیا ہی بوستان ساتھ لیکر داخل ہوجا!

(۱) زمانے میں ایک نیا ہی زمانہ ساتھ لیکر داخل ہوجا، اور دُنیا میں بھی ایک نئی ہی دُنیا ہمراہ لے کر قدم رکھ!

(۲) انسان کو ایک نئے ہی تصوّر، نئی ہی زمین اور نئے ہی آسمان کو ساتھ لے کر پیدا کر!

(۳) قدم اُٹھا اور ایک نیا ہی طوفان، نیا ہی دم خم، نیا ہی دِل اور نیا ہی ذہن ساتھ لیکر مائلِ پرواز ہوجا!

(۴) پُرانے درختوں کی جڑوں کو کلہاڑے سے کاٹ اور باغ میں ایک نیا ہی بوستان ساتھ لیکر داخل ہوجا!

(۵) اے وائے! سارا باغ ویران اور اُجاڑ ہوچکا ہے! تُو اس میں فوراً داخل ہوجا — ایک نئی ہی بہار اور نئے ہی باغبان کو ساتھ لیکر!

(۶) بھلا دیوانۂ عشق تجھے کیا بتائے گا؟ تو جُوئی بن کر نکل —— ایک نئی ہی زبان اور نئی ہی داستان کو ساتھ لے کر!

(۷) بھلا ابھی تک رازِ خودی کو کس نے بخوبی سمجھ لیا ہے؟ تو ایک نئے ہی راز دان کو ساتھ لے کر چل!

(۸) اب تو پُرانے (زائد المیعاد فرسودہ) نظام کو محض ایک جنبش سے گرنا ہے!

تو فقط (اس کی گراوٹ کا) ایک بہانہ لیکر کھڑا ہو جا!

(۹) بھلا پروہتوں، ملاؤں اور واعظوں سے تیرا کیا واسطہ؟ تو حق و صداقت کی روشنی ایک نئی ہی آب و تاب کے ساتھ دکھا!

(۱۰) جس "آب و دانہ" کے ساتھ "قسمت" کا ڈھونگ وابستہ نہ ہو۔ تُو لوگوں کے پاس وہی "آب و دانہ" ساتھ لے کر جا!

(۱۱) اے وائے! سجدے دے دے کر جبینوں کا کیا حال ہو چکا ہے! تو زندہ دلوں کے ساتھ ایک نئے ہی آستان میں قیام کر!

(۱۲) جو دلوں میں نیا ہی جوش و خروش اور ہوش پیدا کرے۔ تُو فانی (شلو) کا وہی ترانہ گاتا ہوا چل!

خوابٕ خیالن چھُو دزُن نارہ بنِن مثر !

(۱) آسہ ژُوڈی نارہ گرزُن رازہ ونَن مثر !
باسہ ژُوڈی سازہ وزُن نارہ کنَن مثر !
(۲) آسہ کرُن ڈولہِ شہن رازہ کٹن راچھر !
نارہ زٕھٹ آسہ سٔتُرن آبہ گھنن مثر !
(۳) آبہ ژوڈَن، وادہ ورٕکن ناوہ فریبہ !
خوابٕ وخیالن چھُو دزُن نارہ بنِن مثر !
(۴) پردہ ژٹ بیرہ خلا یو تہ بلا یو !
آسہ یزِس وارہ پزُن ژُورہ سسنن مثر !
(۵) روزِہ کرُن خارہ کریَن ہُند تہ گوڈن ہُند !
پھاسہ رزن آسہ دزُن تارہ پنِن مثر !
(٦) روزِہ گوبھن مثرِ نسبت ستانٕ فقیری
آسہ خدائی نہ مسُرن پژمہ ژرنَن مثر !
(۷) خوُنِ جگر دامہ چوان یم چھ غریبَن
آسہ تمَن تولہ بژُن سیرہ متَن مثر !
(۸) لولہ ہتیں لالہ فلیَن نالہ متیُن ہند
آسہ لژُن آسہ بزُن لولہ ونن مثر !
(۹) فانیسی سازِ دلس آسہ ژوڈی سوز !
آسہ ترس پانہ وزُن تانہ تمن مثر !

ترجمہ

خوابِ و خیال کے خرمن نذرِ آتش ہو کر خاکستر ہو جائیں گے!

(۱) "شاہی" جنگلوں میں تو اب (مظلوموں کی) ایک نئی ہی گرجن ترجن ہو گی۔ اور ناز بھرے کانوں میں اب سازوں اور ربابوں کی ایک نئی ہی آواز گونجتی ہوئی معلوم ہو گی۔

(۲) شیروں کو ہی اب روزِ روشن میں قربانی کے بکروں کی حفاظت کرنا ہو گی۔ اور آگ کے شعلوں کو پانی کے ساتھ میل کرنا ہو گا۔

(۳) مکر و فریب کی کشتیاں تو اب آندھی سے پاش پاش ہو کر غرقاب ہو جائینگی اور خواب و خیال (کے خرمن) نذرِ آتش ہو کر خاکستر ہو جائیں گے۔

(۴) صداقت تو اب پردے پھاڑ کر فصیلوں (یعنی قید و بند) اور ابتلاؤں کی آزمائشوں میں سے آشکارا ہو کر نکلے گی۔ اور چھپانے سے نہیں چھپ سکیگی۔

(۵) اب تو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں (آزاد) ہاتھوں اور پاؤں کو دیکھ کر رشک کرینگی۔ اور پھانسی کی رسیاں تار تار ہو کر جل اُٹھیں گی۔

(۶) اب تو شانِ فقیری (سماج سے منہ موڑ کر) محض غاروں اور گپھاؤں میں ہی اقامت گزیں نہیں ہو گی۔ اور نا ہی اُلوہیت بڑ کے درختوں اور قبرستانوں پر اُگنے والے پودوں میں مستور رہے گی۔

(۷) جن لوگوں نے غریبوں کے خونِ جگر کی مُفت کشید لگائی ہے اُنہیں تو اب اِس خون کے ایک ایک تولہ کی تلافی (اپنے خون سے)

سیروں اور منوں کے حساب سے کرنا ہوگی۔

(۸) اب تو محبّت کے جنگلوں میں عاشقوں اور معشوقوں کے بیچ بوس و کنار کا محبّت بھرا لین دین ہوگا۔

(۹) فانی (شاعر) کے سازِ دل میں اب ایک نیا ہی سوز ہوگا۔ اور اُسے بھی بجائے خود (چنگ و رباب کی طرح) ترنّم و ترزم کے ساتھ بجنا ہوگا۔

مصنّف کی سابقہ تخلیقات (بزبانِ کشمیری)

نمبر شمار	نام کتابچہ	پبلشر یا پبلشرز
(۱)	پوشہ ڈال،	مصنّف خود بذات
(۲)	پوشہ باغ	غلام محمدؐ نور محمدؐ تاجران کتب مائسمہ بازار سرینگر (کشمیر
(۳)	ترانۂ زندگی	حالی پبلشنگ ہاؤس اُردو بازار۔ جامع مسجد۔ دہلی
(۴)	تفسیرِ حال	ایضاً

SRI PRATAP COLLEGE LIBRARY
SRINAGAR (Kashmir)

DATE LOANED

Class No. ________________ Book No. ________________

Acc. No. ________________

This book may be kept for **14 days.** An over - due charge will be levied at the rate of **10 Paise** for each day the book is kept over - time.